WWW.NOVELSCLUBB.COM

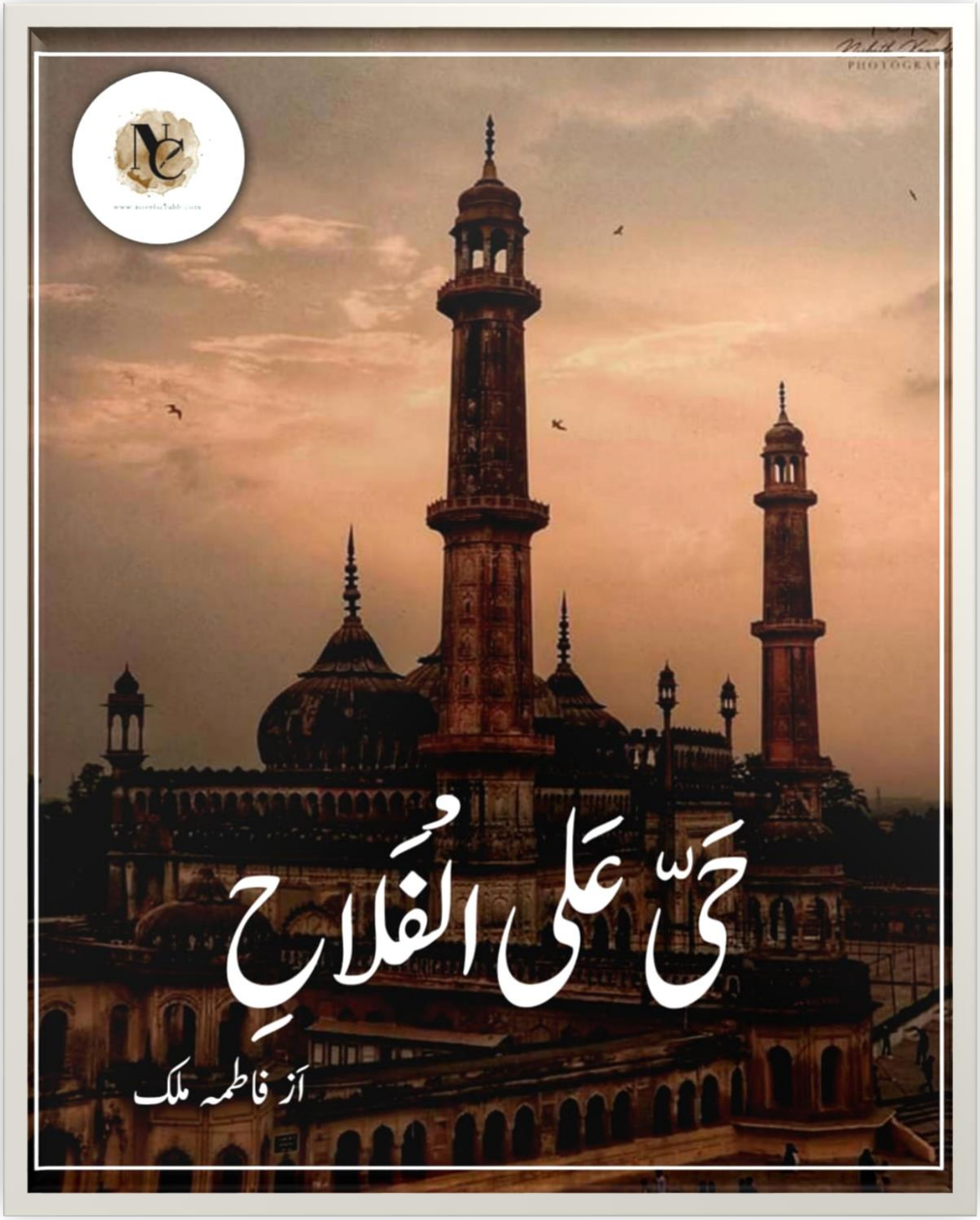

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

(حیّ علی الفلاحِ)

از قلم فاطمہ ملک

آزمائش ان کے لئے ہوتی ہے جنھیں اللہ چاہتا ہے

صبر وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ کو چاہتے ہیں

ریکھا زور زور سے چلاتے ہوئے جیوتی کو آوازیں دے رہی تھی۔۔۔جیوتی اٹھ جا، اٹھ بھی جا، دیکھ سورج سوا نیزے پر چڑھا بیٹھا ہے، آدھے دن تک منہ اوندھے پڑی رہتی ہے دیکھ ہم سب تجھے چھوڑ کر چلے جائیں گے مگر جیوتی تو جیسے گھوڑے کھوتے سب بیچ کر سونے لیٹی تھی۔ جیوتی بنجاروں کے خاندان سے تھی۔ ویسے تو یہ شاید کسی زمانے میں ہندوستان سے آئے تھے مگر اب بھی کسی ایک جگہ مستقل گھر

بنا کر رہنا ان لوگوں کو پسند نہیں تھا۔ ہندو ہونے کے علاوہ دلت (کمتر ترین) ذات سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ہندوؤں کی آبادی میں رہنا مشکل تھا اور مسلمان ویسے ہی ہندوؤں کو قریب رہنے نہیں دیتے تھے اور یہ بھی جگہ بدلتے رہنے کے عادی تھے۔ کبھی اس گاؤں تو کبھی اس گاؤں۔ پیوند لگے کپڑوں کے خیمے بناتے جب تک کوئی روزگار کا ذریعہ ہوتا اس علاقے میں رہتے ورنہ کوچ کر جاتے۔ جیوتی کی دو بہنیں (سیتا اور گیتا) تھیں جبکہ تین بھائی (گوپی، رام اور ارجن) تھے۔ سب ہی ماں باپ کے ساتھ کام پر جاتے۔ جیسے کپاس کے دنوں میں کپاس چننے، گندم کی کٹائی کے دنوں میں گندم کی کٹائی کرنے یا گلاب کے دنوں میں گلاب توڑنے اور کوئی کام نہ ہو تو علاقے کا کوڑا چننا کام تھا ان کا۔

جیوتی کو یہ سب کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ اس کا دل کرتا تھا اوروں کی طرح ان کا بھی کوئی مستقل چھوٹا سا پکی اینٹوں کا بنا گھر ہو جہاں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں۔

www.novelsclubb.com

ریکھا نے سیتا کو آواز دی کہ جیوتی کے اوپر سے چادر اتارے تاکہ وہ جاگے۔ انھیں آگے سفر کرنا ہے اور اندھیرا ہونے سے پہلے کسی ایسی جگہ پہنچنا ہے جہاں آبادی اور

پانی ہو۔ارجن نے ریکھا کو پیغام دیا کہ "ابا کہہ رہا ہے سارا قافلہ تیار ہے تو ہم آدھے گھنٹے تک نکلیں گے۔"

یہ پورا قبیلہ ایک ساتھ قافلے کی شکل میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا۔ریکھا نے ارجن سے کہا کہ "رام اور گوپی کو بھی بلاو اور تینوں بھائی مل کر خیمہ کھولو۔خود ہی جیوتی مہارانی اٹھ جائے گی جب اس پر روشنی پڑے گی۔"

تینوں بھائیوں نے ٹوٹا پھوٹا پیوند لگا خیمہ کھولا اور اونٹنی پر لاد دیا۔ہر طرف شور اور ہنگامہ مچا تھا۔ قمیض کے گھیرے سے ناک پونچھتی جیوتی اٹھی اور پھٹی ہوئی چپل رام کی طرف پھینکتے ہوئے چلائی "کبھی تو سونے دیا کرو"۔

چپل پھیکنے کے بعد اسے ہوش آیا کہ جس میدان میں خیمہ لگا کر اس کے قبیلے والوں نے گاوں بسا رکھا تھا وہاں اب کوئی خیمہ نہیں۔اب اس احساس کے بعد کہ وہ لوگ سفر پر نکلنے والے ہیں جیوتی سیتا پر چلانے لگی کہ "مجھے پہلے کیوں نہیں جگایا اب میں ناشتہ کیسے کروں گی۔مجھے تو بہت بھوک لگی ہوئی ہے"۔

رمیش (جیوتی کا باپ) ریکھا سے کہنے لگا کہ "دو اونٹوں کے ساتھ گاڑی لگا دی ہے

www.novelsclubb.com

اور اس میں بکریاں اور گدھا بھی لاد دیا ہے۔ سامان بھی رکھ دیا ہے تو تم سب سامان کے اوپر بیٹھ جاو"۔

سب سامان کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گئے اور اونٹ گاڑی باقی قافلے کے درمیان لگ گئ۔ جیوتی سامان کے اوپر بیٹھنے کی بجائے اونٹ کے اوپر چڑھ گئ۔ رمیش منع کرتا رہا مگر نہ وہ کسی کی سنتی تھی اور نہ اس نے سننا تھا۔ جیوتی پانچ چھ سال کے لگ بھگ ہو گی مگر اس نے سارے گھر کے ناک میں دم کر رکھا تھا۔

لاہور سے چل کر ان کا ارادہ بھکر کے قریب کسی گاوں میں جا کر رہنے کا تھا۔

اونٹوں پر سفر کرنے کی وجہ سے کم از کم انھیں دو ہفتے لگ جانے تھے۔ راستے میں اگر کہیں روزگار ملا تو خیمے کھولنے کا ارادہ تھا ورنہ نہ تو خیمے کھولے جاتے اور نہ ہی باقی سامان۔

www.novelsclubb.com

سفر شروع ہوا تو جیوتی نے رمیش سے کہنا شروع کیا کہ "اسے بھوک لگی ہے۔ اسے کچھ کھانے کا لے کر دے"

مگر وہ لوگ شہر کے باہر سے جا رہے تھے تو راستے میں کچھ بھی ملنا مشکل ہی نہیں نا

ممکن تھا۔ناک میں بار بار انگلی مارتی اور پھر قمیض سے ناک صاف کرتی جیوتی نے اونٹ کے اوپر اس کے ساتھ بیٹھے باپ کو بہت زور سے بازو پر کاٹ لیا کہ کچھ کھانے کا لے کر دو۔رمیش کے ایک دم چلانے پر سارے ہی لوگ پریشان ہو گئے۔ پوچھنے پر پتا چلا کہ جیوتی کو بھوک لگی ہے تو رادھا جو کہ رشتے میں جیوتی کی بوا لگتی تھی۔مگر دراصل بوا کم اور رمیش کی محبوبہ زیادہ تھی۔اس نے اپنے پاس سے نمکین بسکٹ کا پیکٹ دیا اور کہا کہ "فی الحال یہی ہیں کھالے اور اب دوبارہ بد تمیزی نہ کرے۔"

قافلہ مسلسل چلے جا رہا تھا۔ان لوگوں کو پہلا پڑاو سمندری میں ڈالنا تھا۔لاہور سے سمندری کا فاصلہ چار سو کلومیٹر تھا جو ہر صورت مغرب تک طے کرنا تھا۔

جیوتی کو نیند آ گئی تو رمیش نے اسے پیچھے بیٹھی ریکھا کی گود میں دے دیا کہ اسے سنبھالے۔مغرب تک تو نہیں مگر عشاء کی اذانیں ہو رہیں تھیں جب یہ قافلہ سمندری سے کچھ باہر ایک بڑے سے خالی میدان جہاں جگہ جگہ پانی کے گھڑے جوہڑ تھے وہاں رک گیا۔مرد لکڑیاں تلاش کرنے لگے اور عورتیں ہانڈی

روٹی کرنے کی تیاری کرنے لگیں۔ان کا ارادہ ایک دو دن رک کر آگے جانے کا تھا۔ قافلے میں موجود اکثر بچے تو بھوکے ہی سو گئے تھے۔جیوتی بھی انھی بچوں میں شامل تھی۔سمندری گنے اور مکئی کی فصل کی کاشت کاری کے لئے بہت مشہور ہے۔ان سب کا ارادہ تھا کہ گنے کے کھیت تیار ہیں تو گنے کی کٹائی میں زمینداروں کی مدد کر کے کچھ پیسہ کما کر دو دن بعد آگے جایا جائے۔

دو دن میں سب نے تھوڑا بہت پیسہ کما لیا اور آگے سفر شروع کیا۔سمندری سے اگلا پڑاوان کا واسو کا تھا جہاں انھیں ہر حال میں شام تک پہنچنا تھا۔تمباکو اور کپاس کا موسم تھا اور ان دونوں فصلوں میں ہی بہت پیسہ تھا۔ایک من کپاس چننے کے پیچھے زمیندار پانچ سو روپیہ تو خوشی خوشی دیتا تھا اور ایک من تمباکو چننے کے لئے آٹھ سو تو یہ سب کپاس اور تمباکو کی فصلوں میں بکھر گئے،کیا بچے اور کیا بڑے۔ان کے بچوں کو بڑوں کے ساتھ برابر کام کرنے کی عادت تھی۔

یہاں انھیں کم از کم ایک ہفتہ یا اس سے زیادہ لگ سکتا تھا کیونکہ یہاں فی الحال کام بہت تھا۔رات انھوں نے اپنے خیمے کھولے اور مویشی جوہڑ اور تالاب کے پاس

www.novelsclubb.com

باندھ دیئے۔ جتنے من کپاس یا تمباکو چنو گے وزن کے بعد اتنا پیسہ ملے گا تو یہ لوگ منہ اندھیرے ہی نکل پڑتے کہ زیادہ سے زیادہ پیسہ کما سکیں۔ اس مقصد کے لئے انھوں نے بہت بڑی بڑی چادروں کے بڑے بڑے تھیلے بنائے ہوئے تھے جس میں وہ کپاس، تمباکو یا جو بھی فصل چنتے اسے ڈالتے۔ رات دیر تک جاگنا سگریٹ، حقہ اور شراب پینا اس قبیلے میں عام تھا۔ ان لوگوں کی اپنی ہی دنیا ہوتی ہے۔ رات دیر تک جاگنے کے باوجود یہ لوگ فجر کی اذان کے ساتھ اٹھ جاتے۔ مسلمان نہ ہونے کے باوجود یہ لوگ یہ بات مانتے تھے کہ سویرے جلدی جاگنے سے زیادہ کمایا جا سکتا ہے۔

انھیں سیکھایا جاتا تھا کہ دن کی شروعات جلدی کرو گے تو دھوپ نکلنے سے پہلے زیادہ کام کر سکو گے اور زیادہ کام کرو گے تو زیادہ پیسہ کما لو گے۔

سارے ہی چھوٹے بڑے صبح صبح کھیتوں میں بکھر گئے۔ ان سب نے اب دن بھر کچھ نہیں کھانا تھا۔ رات واپسی پر ہی خیموں میں پہنچ کر کھانا کھانا تھا۔ خیموں میں پیچھے زیادہ چھوٹے بچے، مویشی اور بزرگ حضرات رہ گئے تھے۔ جو ان کے مال و

اسباب کی حفاظت کرتے تھے۔ جیوتی بھی مزے سے خیمے میں سو رہی تھی ارد گرد کے ماحول سے بے خبر۔ سفر کی تھکاوٹ اتری تو شام کی اذانیں ہو رہیں تھیں۔ کچھ لوگ خیموں کو لوٹ چکے تھے اور کچھ لوٹ رہے تھے۔

جیوتی اپنے ساتھ کے دوسرے بچوں سے کافی مختلف تھی۔ وہ اکثر اپنی ماں سے ایسے ایسے سوالات کر بیٹھتی کہ کبھی تھپڑ اور کبھی چپل ان کا جواب ہوتا۔ شام کی اذان کے وقت سیتا لکڑیاں جلا رہیں تھی جبکہ گیتا دال چگنے میں مصروف تھی۔ گوپی اور رام دوسرے بہت سارے بچوں کے ساتھ گلی ڈنڈا کھیلنے میں مصروف تھے اور ارجن جو کہ سب بہن بھائیوں میں بڑا تھا۔ ہر وقت نشے میں دھت رہتا یا پھر اپنے دوستوں کی ٹولی کے ساتھ جوا کھیلنے میں مصروف رہتا۔ جیوتی آرام سے ٹوٹی پھوٹی چارپائی پر اذان کی آواز کو آنکھیں بند کر کے سننے میں مصروف تھی۔ اسے ہمیشہ سے ہی لگتا تھا جیسے اذان کی آواز اس کے اندر اتر رہی ہے۔ اذان سکون سے سننے کے بعد جیوتی نے سامنے بیٹھے رمیش سے پوچھا "ابا یہ جو آواز آتی ہے مسجد سے یہ کس زبان میں بولتے ہیں اور کیا کہتے ہیں۔"

رمیش نے سنی ان سنی کر دی اور حقے کی کش لگا کر ریکھا اور پاس بیٹھی رادھا بوا کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا۔ اکثر وہ لوگ خیمے گاوں اور مین آبادی سے ہٹ کر لگاتے تھے مگر واسوا ایک چھوٹا سا گاوں تھا اور گاوں کے ساتھ ہی کچھ بنجر زمین تھی جہاں خیمے لگے تو اذان کی آواز بہت صاف سنائی دیتی تھی۔ جیوتی جو شاید پچھلے دو ہفتوں سے نہائی ہی نہیں تھی۔ اپنے جووں سے بھرے سر کو دونوں ہاتھوں سے زور زور سے کھجلاتے ہوئے ریکھا کے سامنے آکر کھڑی ہوئی تو ریکھا نے اسے گود میں بیٹھا تو لیا مگر وہ رادھا سے دن بھر کی داستان سننے اور سنانے میں مصروف تھی۔

جیوتی نے سر کھجلانا بند کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے ریکھا کا منہ مضبوطی سے پکڑ کر سوال کیا "اماں بتانا یہ مسجد میں کس زبان میں کیا کہتے ہیں۔"

ریکھا نے اسے زمین پر پٹخ دیا اور بولی "او پاگل کی پتر جا سر نہ کھا میرا۔ سارا وقت فضول سوال کرتی رہتی ہے جیسے اس کے ان فضول سوالوں کے لئے میں بلکل فارغ

ہوں۔"

ابھی تو راکھ ہوئے ہیں تیرے فراق میں

ابھی ہمارے بکھرنے کا کھیل باقی ہے!!

جیوتی نے ٹوٹی پھوٹی چپل میں پاؤں ڈالا اور گھسیٹتے ہوئے چل دی۔ قافلے میں ایک پنڈت بھی تھا جسے لوگ پنڈت شرما کہتے تھے اور وہ روز صبح بھجن دیتا تھا۔اس نے اپنے خیمے میں مختلف قسم کی مورتیاں رکھیں ہوئیں تھیں جوان کے مختلف بھگوان تھے اور ہر قسم کے بھگوان کو ماننے والے وہیں اس کے خیمے میں آتے تھے۔ جیوتی نے سوچا کہ وہ اسے سے پوچھتی ہے کیونکہ اسے پنڈت شرما کے بھجن کی بھی سمجھ نہیں آتی تھی اور مسجد میں ہونی والی اذان کا بھی ایک لفظ سمجھ نہیں آتا تھا تو اس کے لئے دونوں ایک برابر ہی تھے۔

www.novelsclubb.com

جیوتی کو خود سے دور جاتے دیکھ کر گوپی جو کہ جیوتی سے بہت زیادہ پیار کرتا تھا بولا

"کہاں جا رہی ہو؟"

جوتی رکی اور گوپی کو دیکھ کر بولی "گوپی مجھے پنڈت شرما سے کچھ پوچھنا ہے" پھر ساتھ ہی سوال کر دیا کہ "کیا وہ بھی اس کے ساتھ چلے گا؟:

گوپی جو باقی بہت سے آدھے ننگے اور میلے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا بنا کچھ بولے جیوتی کے ساتھ چل دیا۔ گوپی بہت حساس تھا اور وہ جیوتی سے بہت محبت کرتا تھا۔ یہ سب کام اسے بھی پسند نہیں تھے مگر وہ جیوتی کی طرح والدین سے سوال نہیں کرتا بلکہ خاموش رہتا تھا۔

دونوں نہیں جانتے تھے کہ پنڈت شرما کا خیمہ کون سا ہے مگر اتنا جانتے تھے کہ سب سے روشن خیمہ اسی کا ہو گا تو اندھیرے میں تیز روشنی کا تعاقب کرتے ہوئے پنڈت شرما کے خیمے تک پہنچ گئے۔ پنڈت شرما خیمے کے باہر چارپائی پر بہت سے لوگوں میں گھرا بیٹھا تھا۔ چھوٹے بچوں کو اتنی رات کو وہاں دیکھ کر پنڈت نے پوچھا "کیا ہوا تم لوگ اپنے خیمے کا راستہ بھول گئے ہو کیا؟"

گوپی نے جواب دیا" نہیں پنڈت ہم تمہارے پاس ہی آئے ہیں، میں گوپی ہوں اور یہ میری چھوٹی بہن جیوتی ہے اس نے کچھ پوچھنا ہے"۔ جبکہ گوپی خود بھی نہیں جانتا تھا کہ جیوتی نے پوچھنا کیا ہے۔

پنڈت نے جیوتی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور بولا" اس بچی نے پوچھنا ہے۔" پھر خود ہی دوبارہ بولا" ہاں پوچھو کیا پوچھنا ہے؟"

جیوتی جو بہت سے سوال ذہن میں لئے بیٹھی تھی بولی "تم روز صبح جو بھجن پڑھتے ہو اس میں کیا کہتے ہو کیوں کہ تمہاری ایک بھی بات میری سمجھ میں نہیں آتی تو میں تم سے پوچھنے آئی ہوں کہ تم کیا پڑھتے ہو اور کیوں پڑھتے ہو؟؟؟"

پنڈت شرما نے جیوتی کو غور سے دیکھتے ہوئے جواب دیا کہ "میں سارے قبیلے والوں کو ان کے بھگوان کی پوجا کا پاٹ پڑھاتا ہوں۔اس بھگوان کی جس نے انھیں پیدا کیا ہے۔"

جوتی وہیں پنڈت کے سامنے زمین پر بیٹھ گی اُور حیرت سے پوچھنے لگی" تم نے تو اتنی ساری مختلف مورتیاں رکھیں ہوئیں ہیں تو پھر کس بھگوان نے پیدا کیا ہے ہمیں۔

کیا تم اس بھگوان کا پتا جانتے ہو؟؟"

پنڈت سے ایسے سوال تو کوئی کرتا ہی نہیں تھا۔اول تو جو لوگ آتے تھے وہ اپنے اپنے بھگوان کی پوجا کرتے اور اگر کوئی اپنی کوئی مراد مانگنے آتا تو ماتھا ٹیکا، اپنی ہستی کے حساب سے چڑھاوا چڑھایا اور واپس۔نہ کوئی سوال نہ جواب۔یہ چڑھاوے ہی تھے جن سے پنڈت کا گھر چل رہا تھا۔

پنڈت نے اپنے خیمے کی طرف اشارہ کیا اور بولا"وہ سب ہی بھگوان ہیں، کوئی کسی بھگوان کی پوجا کرتا ہے اور کوئی کسی کی، اسی لئے سب مورتیاں یہاں موجود ہیں کہ کسی کو دقت نہ ہو پوجا کرنے میں۔"

اب پنڈت نے سوال کیا"تم بتاؤ کس بھگوان کو ماننے والی ہو۔دیکھو سامنے ویشنو بھگوان، شیو ناتھ بھگوان، شکتی بھگوان، گنپتی جی، سوریا بھگوان اور سمارت سوتر، لکشمی، اور بہت سے بھگوان کی مورتیاں ہیں۔جن کو تم ماننے والی ہو انھوں نے تمہیں پیدا کیا ہے۔"

جوتی نے پھر سے سر کھجلانا شروع کیا اور حیران ہوتے ہوئے بولی "باپ رے اتنے سارے بھگوان"

پھر دوبارہ جوتی نے پنڈت سے سوال کیا "پنڈت جی بھگوان کا مطلب کیا ہوتا ہے؟"

پنڈت جیوتی کی موٹی موٹی سنہری آنکھوں میں موجود کتنے ہی سوال پڑھ سکتا تھا۔ وہ بولا "بھگوان وہ ہوتا ہے جو ہمیں پیدا کرتا ہے، ہماری مرادیں پوری کرتا ہے اور جب ہم پریشان ہوں تو سکون دیتا ہے۔"

جیوتی کو ابھی تک اپنے سوال کا تسلی بخش جواب نہیں ملا تھا۔اس نے پنڈت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا میں خیمہ میں جا کر ان سب بھگوانوں کو دیکھ لوں؟" پنڈت نے کہا "ہاں بلکل" اور یہ کہتے ہوئے وہ باہر بیٹھے لوگوں کو وہیں چھوڑ کر جیوتی اور گوپی کو اپنے ساتھ خیمہ میں لے گیا۔ خیمے میں ہر مورت کے پاس اگربتی اور موم بتیاں جل رہی تھیں جس کی وجہ سے خیمہ میں کافی دھواں تھا۔ کچھ پرانے

خشک اور کچھ تازہ پھول پڑے تھے۔ کسی بھگوان کے پاس پھل فروٹ، کسی کے پاس کھیر، کسی کے سامنے مکئی کے دانے اور اس طرح مختلف چیزیں پڑی تھیں۔

جیوتی سب کے پاس رکتی اور اچھی طرح دیکھتی پھر اگلے کے پاس چلی جاتی۔ جب سارے بھگوان دیکھ لئے تو پوچھنے لگی کہ "یہ تو مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ ان سے کیسے پوچھوں کہ کس نے مجھے پیدا کیا ہے؟"

گوپی خاموشی سے جیوتی کے سوال سن رہا تھا یہی سب سوال اسے بھی تنگ کرتے تھے۔ پھر جیوتی نے پنڈت کی طرف دیکھا اور بولی "مجھے تو مٹی کی مورت سے بات نہیں کرنی آتی تم پنڈت ہو، تم ہی پوچھ کر بتا دو کس بھگوان نے مجھے پیدا کیا ہے؟"

پنڈت الجھ گیا اور اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر کی خاموشی اور جیوتی کی سوال بھری نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے اسے ٹرخانے کی نیت سے بولا کہ "ابھی تم دونوں گھر جاؤ اور یہ سوال اپنے ماں باپ سے کرو کیونکہ انھیں ہی پتا ہوگا کہ

www.novelsclubb.com

تمہیں کس بھگوان نے پیدا کیا ہے اور سنو جب اگلی بار آو گی تو جس بھگوان نے تمہیں پیدا کیا ہے اس کے لئے چڑھاوا لے کر آنا۔"

جیوتی نے سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا "پنڈت تو تم ہو، بھجن بھی تم دیتے ہو تو اس سوال کا جواب بھی تمہارے ہی پاس ہونا چاہیئے۔"

پنڈت کچھ بولتا اس سے پہلے جیوتی نے بھگوان ویشنو کے سامنے کھیر پڑی دیکھی تو اس کا دل کیا کہ وہ کھا لے۔ وہ اٹھی اور کھیر کا بھرا پیالہ پکڑنے لگی تو پنڈت نے ڈانٹ دیا کہ "بھگوان ناراض ہو جائے گا۔ یہ بھگوان کے لئے ہے۔"

جیوتی بھگوان ویشنو کے سامنے کھڑی ہو گئی اور بولی "بھگوان جی مجھے کھیر کھانی ہے آپ اس پنڈت سے کہو کہ مجھے کھیر کھانے دے۔"

پنڈت کی شکل پر غصے کے تاثر دیکھ کر گوپی نے جیوتی سے کہا کہ "چلو مجھے کھیلنا ہے۔ پھر آ جائیں گے۔"

جیوتی تو جیسے بضد تھی کہ وہ کھیر کھا کر ہی جائے گی۔

جیوتی نے پنڈت سے کہا کہ "بھگوان تو مٹی کے بنے ہیں یہ کیسے کھائیں گے کھیر اور

اگر کھائیں گے تو ان کو کہیں میرے سامنے کھائیں جو بچ جائے گی وہ میں کھالوں گی۔"

پنڈت شرما نے نہایت غصے بھرے لہجے میں گوپی کو کہا کہ "اسے لے جاوا بھی یہاں سے بھگوان کے آرام کرنے کا وقت ہے اور یہ نہایت فضول باتیں کر رہی ہے میں نہیں چاہتا کہ بھگوان اس سے ناراض ہو جائیں۔"

تو شاہ عشق ہے تیرا پلڑا بھاری۔۔۔
میں فقیر عشق ہوں۔۔۔
میرا تن بھی خالی، میرا من بھی خالی۔۔۔

www.novelsclubb.com

جیوتی خیمہ سے تو باہر آ گئی مگر اس نے باہر نکلتے ہوئے ایک سوال اور پوچھ کیا "پنڈت جی اگر کسی کو رات کو کچھ کام یاد آ جائے تو بھگوان تو سو رہے ہوتے ہیں کس کے پاس جائیں پھر لوگ؟"

پنڈت شرما کو جیوتی کے سوال بہت پریشان کرنے لگے تھے۔اس نے کہا کہ "رات کو بھگوان کو پریشان نہیں کرتے، سارا دن سب کی مرادیں پوری کرتے کرتے بھگوان تھک جاتے ہیں تو رات میں آرام کر کے وہ اپنی شکتیاں پوری کرتے ہیں۔"

جیوتی کے دماغ میں اتنے بہت سے سوال تھے۔جن کے جواب پنڈت شرما کے سوا کوئی نہیں دے سکتا تھا مگر درحقیقت یہ ایسے سوال تھے جن کا جواب خود پنڈت کے پاس نہیں تھا تو پنڈت شرما نے کہا کہ "جاؤ کل صبح آنا جب بھگوان اٹھ جائیں گے۔"

www.novelsclubb.com

گوپی جیوتی کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے آیا اور کھینچتا ہوا اپنا خیمہ تلاش کرنے لگا جیسے ہی دور سے اسے رام کھیلتا نظر آیا اس نے جیوتی کا ہاتھ چھوڑ دیا اور خود وہیں کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔

جیوتی وہیں زمین پر بیٹھ کر بھگوان کی تصویر بنانے لگی۔ سیتا نے آواز دی کہ "آ کر کھانا کھالو تو سب آ گئے۔"

مگر جیوتی نے کہا کہ "وہ بھگوان بنا رہی ہے مکمل کر کے آئے گی"

رادھا بوا نے کہا کہ "پہلے کھانا کھالو پھر پورا کر لینا بھگوان کو۔"

جیوتی نے سر اٹھا کر بوا کی طرف دیکھا اور بولی "بوا مجھے کھیر کھانی ہے، پہلے بھگوان کی مورت بناوں گی تو پھر اس سے کھیر مانگوں گی۔"

گیند کھیلتے کسی بچے کا گیند آ کر بھگوان کے اوپر گرا اور وہ بچہ بھاگتا ہوا بھگوان کے اوپر سے گیند لینے آیا۔اس کے پیروں سے بھگوان کی مورت کہیں سے خراب ہو گئی اور کہیں سے مٹ گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جیوتی اٹھی اور روتی ہوئی خیمہ میں چلی گئ۔ سب اسے آوازیں دینے لگے کہ کھانا کھا لے مگر وہ خیمہ میں بیٹھی روتی رہی۔ گوپی کے پوچھنے پر کہ رو کیوں رہی ہے بولی "مجھے دال چاول نہیں کھانا۔ مجھے تو بس کھیر کھانی ہے اور کچھ نہیں کھانا۔"

گوپی جیوتی سے بہت زیادہ پیار کرتا تھا۔ جیوتی کو روتے دیکھا تو اس نے پتلے پتلے ابلے ہوئے چاولوں پر چینی ڈال کر جیوتی کو دی اور کہا کہ "دیکھو میں نے تمہارے لئے کھیر بنائی ہے۔"

جیوتی خوش ہو گئ۔ اس نے آدھے چاول کھائے اور آدھے رکھ دیئے کہ صبح بھگوان کو دے گی۔ چاول کھا کر وہ وہیں خیمہ میں زمین پر بچھی دری پر لیٹی اور گوپی کو آواز دے کر بولی "گوپی جلدی سونا، صبح ہمیں بھگوان کے اٹھنے سے پہلے ان کے پاس جانا ہے ورنہ وہ تھک گئے تو میری مراد پوری نہیں ہو گی۔"

www.novelsclubb.com

گوپی اچھا اچھا کرتا کھانا کھانے میں مصروف رہا۔ جیوتی صبح فجر کی آواز سے اٹھنے کی عادی تھی۔ وہ اٹھی تو جلدی جلدی جوہڑ کے پانی سے ہی منہ ہاتھ دھو کر گوپی کو جگانے لگی کہ کام پر جانے سے پہلے اس کے ساتھ بھگوان کے پاس چلے۔

گوپی کا بلکل دل نہیں تھا اتنی صبح اٹھنے کا مگر وہ جانتا تھا کہ جیوتی بھگوان سے ملنے جانے کے لئے کسی حد تک بھی جا سکتی ہے۔ جیوتی نے چاول والی پلیٹ تھام رکھی تھی جس کے کنارے ٹوٹے ہوئے تھے۔ گوپی نے پوچھا "یہ کہاں لے کر جا رہی ہو۔"

جیوتی نے خوشی خوشی بتایا کہ "بھگوان کو دوں گی پھر وہ مجھ سے بات کریں گے۔"

گوپی خوش ہو گیا اور بولا "اچھا۔ پھر تو میں بھی بات کروں گا بھگوان سے۔"

جیوتی نے کچھ سوچتے ہوئے سوالیہ نظروں سے گوپی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "تمہیں کیا لگتا ہے کس بھگوان نے ہمیں بنایا ہے۔"

گوپی آنکھیں ملتے ہوئے بولا "مجھے تو نہیں پتا"

جیوتی پریشان ہوتے ہوئے کہنے لگی "مجھے اماں سے پوچھنا تھا مگر رات کو یاد ہی نہیں رہا کہ پوچھوں۔"

پھر خود ہی دوبارہ بولی "مجھے تو شیو ناتھ جی بہت خوبصورت لگے ہیں میں تو انھیں ہی یہ کھیر دوں گی۔"

www.novelsclubb.com

دونوں بہن بھائی مندر والے خیمے کی طرف چل دیئے۔جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ خیمہ کے دروازے پر کپڑا پڑا تھا۔خیمے کے باہر بیٹھی عورت جو کہ پنڈت کی بیوی تھی اس نے بتایا کہ "ابھی تو پنڈت سارے بھگوان اشنان کرا رہے ہیں (نہلا رہے ہیں)"

جیوتی نے حیرت سے پوچھا کہ "بھگوان بھی اشنان کرتے ہیں؟"

جوتی اور گوپی وہیں پنڈت کی بیوی کے پاس زمین پر بیٹھ گئے۔پنڈت کی بیوی نے ہاں میں گردن ہلاتے ہوئے پوچھا کہ "یہ پلیٹ میں کیا ہے؟"

جیوتی نے کہا کہ "بھگوان شیوناتھ کے لئے کھیر لائی ہوں۔کھیر کھا کر وہ مجھ سے بات کریں گے نا۔۔۔مجھے بہت ساری باتیں کرنی ہیں ان سے۔"

پنڈت کی بیوی نے پوچھا"کیا بات کرنی ہے؟"

جیوتی نے اپنا جوؤں سے بھرا سر کھجلنا شروع کر دیا۔پھر پیروں تک لمبے فراق سے اپنا ناک صاف کرتے ہوئے کچھ سوچنے لگی۔کچھ دیر سوچنے کے بعد بولی"مجھے

www.novelsclubb.com

پکی اینٹوں کا گھر چاہیے،اور مجھے روز پتلی سی دال نہیں کھانی۔مجھے وہ والی کھیر کھانی ہے جو بھگوان کھاتے ہیں۔"

پنڈت کی بیوی نے پوچھا"اس کھیر میں کیا خاص ہے؟"
جیوتی بولی"وہ جو پیوسی سے بنتی ہے(گائے کے پہلے دودھ کو کچھ علاقوں میں بولی اور کچھ میں پیوسی کہا جاتا ہے)۔۔۔اماں وہ کبھی کھانے نہیں دیتی کہ بھگوان کو دینی ہے۔کل پنڈت نے بھی مجھے کھانے نہیں دی کہ بھگوان نے کھانی ہے۔"
پھر جیوتی نے پنڈت کی بیوی سے پوچھا کہ "ایک بات تو بتاو پنڈتانی۔بھگوان کیسے سب کھا لیتے ہیں جب ہم سب بھوکے ہوتے ہیں۔بھگوان کو چاہیے نا پہلے ہمیں اچھی اچھی چیزیں دیں پھر خود کھائیں۔"

www.novelsclubb.com

پنڈتانی نے پوچھا کہ "تجھے کون سیکھاتا ہے یہ سب؟"جیوتی مٹی میں انگلیوں سے بھگوان بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔پنڈتانی کی طرف دیکھے بنا مورت بنانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی"کوئی بھی نہیں جب بھجن اور اذان کی آواز آتی ہے تو

WWW.NOVELSCLUBB.COM

میرا دل کرتا ہے میں جانوں کہ بھگوان کون ہے اور کیا کیا کر سکتا ہے۔میرا دل چاہتا ہے جس بھگوان ہم سب کو بنایا ہے اس کے بارے میں سب جانوں۔"

گوپی بار بار اسے کہہ رہا تھا کہ "ابا کام پر جانے کے لئے ڈھونڈے گا جلدی کرو ورنہ مار پڑے گی" مگر جیوتی تھی کہ وہ بضد تھی کہ بھگوان سے ملے بنا نہیں جائے گی۔

جیوتی نے پھر پنڈتانی سے سوال کر ڈالا "بھگوان خود اشنان کیوں نہیں کرتے،وہ تو بھگوان ہے نا؟"

پنڈتانی اس کے سوالوں سے تنگ پڑنے لگی کیونکہ ان سب باتوں کے جواب اس کے پاس نہیں تھے۔اس سے پہلے کہ پنڈتانی کچھ کہتی گوپی اس سے لڑنے لگا کہ "چلو ورنہ میں چھوڑ کر چلا جاوں گا"تو جیوتی اپنی پرانی گندی اور جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی فراک جھاڑتی ہوئی اٹھی اور پنڈتانی سے کہا کہ "یہ اپنی پلیٹ میں ڈال لو کھیر اور بھگوان کو بتانا کہ جوتی لائی تھی" پھر خود ہی دوبارہ بڑبڑائی "بھگوان کو تو پتا ہو گا وہ تو بھگوان ہے نا۔"

www.novelsclubb.com

گوپی جیوتی کا بازو کھینچتا ہوا اسے لئے جا رہا تھا اور جیوتی ٹوٹی چپل کے ساتھ لنگڑا کر تیز تیز چل رہی تھی۔اپنے خیمہ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ رمیش نے پاوں سے اپنا جوتا اتار کر گوپی کی طرف پھینکا اور گوپی وہیں سے تھیلا اٹھا کر کپاس چننے بھاگ گیا۔

پوچھا، مشکل میں رہتا ہوں
کہا، آسان کر ڈالو
کہ جس کی چاہ زیادہ ہے
وہی قربان کر ڈالو

www.novelsclubb.com

جیوتی کو بہت بھوک لگی تھی اس نے رمیش سے دس روپے لئے اور باکر خانی لے کر آئی چائے کے ساتھ کھانے کے لئے۔دو ہفتے گزر گئے اور اب یہاں مزید کام بھی نہیں تھا تو سب نے اپنے خیمے اٹھائے اور سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔اگلا پڑآو جھنگ میں تھا۔جھنگ جانے کے لئے انھیں تھوڑا سا اپنے راستے سے ہٹ کر جانا پڑنا تھا مگر سب نے فیصلہ کیا کہ جھنگ لازم جانا ہے۔وہاں ہیر کے مزار پر دو دن رکنا ہے اور اگر جھنگ میں کچھ کام ملا تو ٹھیک ورنہ واپس اپنے راستے پر چل کر بھکر جائیں گے۔ صبح صبح منہ اندھیرے قافلہ چل پڑا اور عشاء کی اذانیں ہو رہیں تھیں جب وہ لوگ جھنگ میں داخل ہوئے۔سیدھے مزار ہی پہنچے۔مزار پر بے تحاشہ لنگر (مفت کھانا) بٹ رہا تھا۔سب نے پہلے پیٹ بھر کر کھانا کھایا پھر مزار کے صحن میں لیٹ گئے تاکہ رات گزار سکیں۔ صبح جب سب اٹھے اور بٹتے لنگر سے ناشتہ کیا تو پتا چلا کہ جیوتی وہاں موجود نہیں۔ڈھونڈنے پر پتا چلا کہ مزار کے نزدیک مسجد کے باہر بیٹھی تھی اذان کی آواز سن کر وہاں چلی گئی تھی۔رمیش اور ریکھا اس کی اس حرکت سے بہت غصہ تھے۔

www.novelsclubb.com

کھاپی کر دوپہر کے لئے بڑے بڑے تھیلوں میں کھانا بھر کر وہ سارا قبیلہ شہر سے باہر نکل آیا۔انھوں نے پڑآو شہر سے باہر کھیتوں کے قریب سڑک کے کنارے ڈالا۔اس کے بعد حسب عادت سب کھیتوں میں بکھر گئے اور دو دن تک مکئ کی فصل میں کام کرتے رہے اور پھر اگلے سفر پر چل دیئے۔اب آدھے لوگ چاہتے تھے کہ منکیرہ رکا جائے جبکہ آدھے لوگوں کی رائے تھی بھکر ہی جا کر رکا جائے۔ شام تک مشکل سے منکیرہ تک پہنچے۔سب ہی تھک چکے تھے۔راستے میں ڈھابے سے کھانا کھا کر وہیں روڈ کی سائیڈ پر دریاں بچھا کر سب سو گئے۔ صبح انھیں پھر سفر شروع کرنا تھا۔اب بھکر سے پہلے کہیں نہیں رکنا تھا۔ بھکر شہر کے نزدیک ہی کوڑا کرکٹ پھینکنے کا ایک بہت بڑا میدان تھا جہاں شہر اور ارد گرد ملحقہ گاوں کا کوڑا پھینک کر آگ لگا دی جاتی تھی۔اسی میدان میں انھوں نے بھی اپنا مستقل پڑآو کرنا تھا۔یہاں ان کے ٹھہراو کا دورانیہ لمبا تھا۔کچھ تین چار ماہ یہاں رہنے کے بعد ان سب نے سندھ جانا تھا۔

www.novelsclubb.com

بھکر پہنچ کر انھوں نے صحیح طرح سے ترتیب سے خیمے لگائے کیونکہ یہاں ان کا پڑآو کافی لمبا تھا۔ گوتم نے اپنے خیمے میں پرچون کی دکان کھول لی۔ پونیت نے نائی کا کھوکہ لگالیا۔ سرکاری بجلی کے کھمبوں سے تاریں لگا کر انھوں نے اپنے خیموں کو بجلی دے دی۔ آنند جو لاہور میں ایک پرانے اور خراب بجلی کے سامنے کی دکان میں کام کرتا تھا اس نے دوستوں کے ساتھ مل کر وہاں سے کافی سامان چوری کیا تھا تو اسکے پاس بڑا آل-آئی-ڈی اور پروجیکٹر تھا وہ رات سات بجے اس پر فلم لگا دیتا اور ہر دیکھنے والے کو پچاس روپے دینے ہوتے۔ اس کے ساتھ ہی لکشمن نے ہوٹل کھول لیا تو انھوں نے اپنی ہی دنیا بنالی۔ جگجیت نے شراب کا اڈہ کھول لیا۔

کچھ لوگ پیسے مانگنے پر لگ گئے۔ سڑک کے کنارے کھڑے بھکاریوں میں اضافہ ہونے لگا۔ کچھ چھوٹی موٹی چوری چکاری پر، کچھ تعمیرات والی جگہ پر مزدوری کرنے لگے، کچھ کوڑا اٹھانے لگے۔ رمیش نے اپنے گدھے کے ساتھ ایک چھوٹی گاڑی لگا لی اور لوگوں کے گھروں سے کوڑا اکٹھا کرنے لگا۔ ارجن سیمنٹ کے بیگ اکٹھے کرتا جبکہ رام سگنل پر کھڑی گاڑیوں کے شیشے صاف کر کے پیسے کماتا۔ سیتا اور گیتا بھیک

مانگنے لگ گئیں اور گوپی چائے کے ایک ہوٹل پر نوکری کرنے لگا جبکہ ریکھا اور جیوتی رمیش کے ساتھ لوگوں کے گھروں سے کوڑا اٹھانے جاتے۔انھیں کبھی کوئی اپنا بچا ہوا کھانا دے دیتا تو کبھی کوئی پرانا کپڑا۔

رمیش تاج پورہ کے جس علاقے سے کوڑا اکٹھا کرتا تھا وہاں ایک بیوہ عورت استانی جی (حمیدہ) رہتی تھی۔ جس کی عزت پورا محلہ کرتا تھا۔وہ نیک دل اور اچھے اخلاق کی وجہ سے محلے والوں کے لئے بہت قابل احترام تھی۔اس کے شوہر کے انتقال کے بعد اسے سسرال والوں نے گھر سے نکال دیا تھا۔اس کی دو بیٹیاں (رخشندہ اور فرخندہ) تھیں۔دونوں بیٹیوں میں دو سال کا فرق تھا۔دونوں بیٹیوں سے چھوٹا ایک بیٹا تھا جسے ان کے گھر کام کرنے والی ماسی شازیہ نے اغوا کر لیا تھا اور اسی دکھ میں حمیدہ کے شوہر شیخ دین محمد جو کہ پروفیسر تھے انتقال کر گئے۔ دین محمد کے انتقال کے وقت حمیدہ حمل سے تھی۔

حمیدہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ سسرال والوں (لاہور) نے اس کے شوہر کے انتقال کے بعد گھر سے نکال دیا تو حمیدہ بچیاں لے کر میکے (بھکر) آ گئی۔بیٹے کے

اغوا اور شوہر کے انتقال کے غم میں حمیدہ کا حمل ضائع ہو گیا۔اب تو حمیدہ کے ماں باپ بھی خالق حیقیقی سے جا ملے تھے۔حمیدہ ایک سرکاری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھی۔شام کو محلے بھر کے ایف-اے تک کے بچوں کو ٹیوشن بھی پڑھاتی اور سارے محلے کے بچوں کو مفت میں قرآن پاک پڑھاتی۔اس کی شرافت کی وجہ سے محلے کا ہر شخص اس کی عزت بھی کرتا۔اکثر لوگ گھریلو مسائل میں مشورہ بھی لینے آتے اور استانی جی ہمیشہ ہی گھر جڑے رکھنے والے مشورے دیتیں۔حمیدہ کو کچھ لوگ استانی جی کہتے، کچھ اماں جی کہہ کر بلاتے، کچھ باجی اور کچھ آپا حمیدہ کہہ کر بلاتے تھے مگر حمیدہ عمر اور جنس کا فرق کیئے بناسب کو ہی بیٹا کہہ کر بلاتی تھی۔

کوڑا اٹھانے والوں کو محلے میں سے زیادہ لوگ کھانا پلاسٹک کے شاپر بیگ میں ڈال کر دیتے کہ وہ اکثر ہندو یا عیسائی ہوتے اور لوگوں کی سوچ بنی ہوئی تھی کہ ان کے برتن ناپاک ہو جائیں گے۔

فرخندہ کو بخار تھا تو گھر تھی۔صحن میں بیٹھی دلیہ کھا رہی تھی جب ریکھا نے دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز لگائی کہ کوڑا دے دو۔استانی جی نے دروازہ کھولا اور ریکھا کو کہا کہ

"اندر آ کر کوڑا لے جاو۔"

جیوتی دروازے کی اوٹ سے فرخندہ کو دلیہ کھاتے بہت حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔استانی جی کی نظر اس پر پڑی تو انھوں نے میلی کچیلی بچی سے بہت محبت بھرے لہجے میں پوچھا"کیا بات ہے بیٹا بھوک لگی ہے؟"

جیوتی ڈر گئی اور پیچھے ہٹ گئی مگر بار بار آگے آتی اور حسرت بھری نظروں سے دیکھتی اور چھپ جاتی۔استانی حمیدہ نے ریکھا سے کہا کہ "اپنی بچی کو اندر بھیجو۔"

ریکھا نے حیرت سے پوچھا"کیوں؟"

حمیدہ بولی"اسے کھانا کھلانا ہے۔"

ریکھا نے کہا"باجی تم باہر پلاسٹک کے شاپر میں کھانا دے دو ہم ہندو ہیں۔اندر آئے تو تمہارا گھر گندا ہو جائے گا"

www.novelsclubb.com

استانی حمیدہ نے کہا"میں اس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہوں جو کفار کو بھی سامنے بیٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلا کر پھر خود کھاتے تھے۔میرے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرق نہیں کیا تو میری جرت کیسے کہ میں فرق کروں۔ تم اپنی بیٹی کو اندر بھیجو۔"

ریکھا نے جیوتی کو اندر بھیج دیا اور استانی جی نے ریکھا اور رمیش کو باہر ہی برتن میں کھانا ڈال کر دیا کہ کھا کر برتن واپس کر دینا جبکہ جیوتی کا ہاتھ منہ صابن سے دھلوا کر اسے بہت اچھے سے پہلے مرغی آلو کا سالن اور روٹی دی جب اس نے اچھے سے کھا لیا تو اسے دلیہ دیا۔ اس نے وہ بھی کھا لیا۔ جیوتی بہت خوش تھی۔
کھانا کھانے کے بعد استانی جی نے اس کے دوبارہ ہاتھ دھلوائے۔ جیوتی نے اتنی عزت اور محبت پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اسے استانی اور فرخندہ دونوں بہت اچھی لگیں۔ جیوتی سارا راستہ ریکھا سے استانی کے متعلق بات کرنے کی کوشش کرتی رہی مگر ریکھا کو اس سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ جیوتی کا دل کر رہا تھا کہ جلدی سے گھر پہنچے اور سیتا گیتا اور تینوں بھائیوں کو بتائے کہ اس نے صاف ستھرے پکے اینٹوں کے گھر میں بیٹھ کر بہت مزے کا کھانا کھایا۔

گھر پہنچتے پہنچتے شام ہو گئ۔ سیتا گیتا اور اکثر خیمے والے واپس آ چکے تھے۔ سیتا گیتا تو کافی خوش تھیں۔ بھیک سے دو ہزار سیتا نے اور ڈھائی ہزار کے قریب گیتا نے کمایا تھا۔ جیوتی کی بات سوائے گوپی کے کسی نے بھی نہ سنی۔ جیوتی نے گوپی سے کہا کہ "یہ سب اس لئے ہوا کہ اس نے بھگوان کو کھیر کھانے کے لئے دی تھی۔ اسے آج شکریہ ادا کرنے جانا ہے۔"

گوپی کا بلکل دل نہیں تھا وہ دن بھر کا تھکا ہوا تھا اور اسے آنند کے اڈے پر فلم بھی دیکھنے جانا تھا مگر جیوتی کی آنکھ میں آنسو دیکھنا گوپی کے بس کی بات نہ تھی۔ جیوتی کو دیکھ دیکھ کر گوپی کے دل میں بھی بہت سے سوال آتے تھے مگر وہ جھٹلا دیتا تھا۔

پنڈت کے خیمے کی طرف جاتے ہوئے جیوتی نے ان گنت بار استانی جی اور فرخندہ کی بات بتائی۔ گوپی کو ایک ایک لفظ حفظ ہو گیا تھا۔ جیوتی نے اسے کہا کہ "گوتم کی دکان سے جیوتی کو دو ٹافیوں لا کر دے۔ وہ استانی جی اور فرخندہ کو کل دے گی۔"

گوپی نے حامی بھر لی اور طے ہوا کہ واپسی پر گوتم کی دکان سے ایک ایک روپے کی دو ٹافیوں لیں گے۔ اتنے بہت سے دنوں کے بعد جیوتی کو دیکھ کر پنڈت کو حیرت

ہوئی۔ گوپی نے مختصر کر کے وہ قصہ سنایا جو جیوتی اسے سارے راستے سناتی آئی تھی اور بتایا کہ وہ لوگ بھگوان کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں۔

جیوتی اندر گئی بھگوان کا شکریہ ادا کرنے تو پنڈت اور گوپی بھی ساتھ تھے۔ جیوتی نے پوچھا "پنڈت جی ہم ہندو ہیں نا؟"

سب بھگوانوں کے سامنے کچھ نہ کچھ کھانے کا پڑا تھا جسے دیکھ کر جیوتی نے کہا "ہمارے بھگوان کتنا اچھا کھانا خود کھاتے ہیں جبکہ مسلمان دوسروں کو اچھا کھانا بہت اچھے طریقے سے کھلاتے ہیں تو کیا ان کا بھگوان کھانا نہیں کھاتا؟"

پھر پنڈت کا جواب سنے بغیر ہی بولی "ان سب میں سے مسلمانوں کا بھگوان کون سا ہے؟"

پنڈت نے جیوتی کے سوال پر جھنجھلا گیا اور جیوتی کو بہت غور سے دیکھتے ہوئے بولا "کوئی بھی نہیں۔"

جیوتی کو حیرت ہوئی اور اس نے پھر پنڈت سے سوال کیا "آپ نے مسلمانوں کا بھگوان کیوں نہیں رکھا ہوا میں نے وہ دیکھنا ہے۔"

پنڈت نے جواب دیا"مسلمانوں کا بھگوان نظر نہیں آتا، وہ تو اوپر آسمان پر رہتا ہے۔"

جوتی پنڈت کے جواب پر بہت حیران ہوئی اور اس کی نظریں بے اختیار آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔۔آسمان پر چمکتا چودہویں کا چاند اسے مسکراتا لگا اور اس کے چھوٹے سے ذہن میں اب کئی نئے سوالوں نے جنم لیا۔اس نے چاند کی طرف اشارہ کر کے پوچھا"کیا وہ ہے مسلمانوں کا بھگوان ؟"

اس کے سوال پر پنڈت نے بھی آسمان کی طرف دیکھا تو اس کی نظر بھی چمکتے چاند پر پڑی۔وہ ایک دم سے وہ بولا"وہ تو چاند ہے وہ بھگوان نہیں ہے۔"

جیوتی آسمان کی طرف دیکھے جا رہی تھی جیسے وہاں وہ بھگوان کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔آسمان کو غور سے دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا"پھر آسمان پر کہاں رہتا ہے وہ؟"

پنڈت کو جیوتی کے سوال بلکل پسند نہ تھے مگر جواب دینا اس کی مجبوری تھی۔اسی لئے جیوتی کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولا"وہ نظر نہیں آتا۔وہ اس آسمان

www.novelsclubb.com

کے پیچھے رہتا ہے۔"

پنڈت کا ہر جواب جیوتی کے ذہن میں ایک نیا سوال پیدا کر دیتا۔ جیوتی نے نظریں آسمان سے ہٹائیں اور پنڈت کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "پھر اسے اس کے پوجنے والے کیسے دیکھتے ہیں؟ لوگ اسے کیسے خوش کرنے کے لئے کھانا دیتے ہیں۔ کیا آسمان پر کوئی سیڑھی جاتی ہے؟"

پنڈت جو جیوتی کے سوالوں سے تنگ آچکا تھا بولا "وہ کھانا نہیں کھاتا۔"

جیوتی کو بہت حیرت ہوئی اور اس نے پھر سے ایک نیا سوال کیا "کھانا نہیں کھاتا تو زندہ کیسے رہتا ہے اور لوگ چھڑھاوے میں اسے کیا دیتے ہیں اپنی مراد پوری کروانے کے لئے؟"

پنڈت نے جیوتی کا سوال نظرانداز کرتے ہوئے اس سے پوچھا "آج تم چڑھاوے کے لئے کچھ کیوں نہیں لائی؟" جیوتی اپنے سوالوں کے جواب نہ ملنے پر ناراضگی کے انداز میں بولی "میرے پاس کچھ تھا ہی نہیں۔"

پنڈت ناراض ہونے لگا تو گوپی نے جیب سے پانچ روپے نکال کر بھگوان کے

قدموں میں رکھ دیئے اور جیوتی کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلنے لگا تو جیوتی بولی "پنڈت جی مجھے مسلمانوں کے بھگوان کا پتہ تو دے دیں، جب چڑھاوے کے لئے کچھ نہیں ہو گا تو دعا مانگنے اس کے پاس چلی جاوں گی۔"

گوپی جان گیا تھا اب تک کہ پنڈت کو جیوتی کی باتیں پسند نہیں رہیں اور پنڈت غصے میں ہے۔اس سے پہلے کہ پنڈت کچھ بھی کہتا، گوپی اسے لے کر خیمہ سے باہر نکل آیا۔جیوتی رونے لگی۔گوپی کی جان تھی جیوتی میں۔گوپی جیوتی کو گوتم کی دکان پر لے گیا اور چار ٹافیاں لے کر دیں۔دو استانی جی اور ان کی بیٹی کے لئے اور دو جیوتی کے لئے۔جیوتی نے گوپی کی ٹانگ کو زور سے ہیگ کیا تو گوپی نے اسے گود میں اٹھا لیا اور اپنے خیمے کی طرف ڈور لگا دی۔

www.novelsclubb.com

جیوتی کو اتار کر گوپی تو فلم دیکھنے آنند کے اڈے پر چلا گیا۔جیوتی نے چاروں ٹافیاں چھپا کر رکھ دیں اور بہت بے صبری سے صبح ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

تیرے بخشے ہوئے اک غم کا کرشمہ ہے کہ اب
جو بھی غم ہو میرے معیار سے کم ہوتا ہے

صبح سب کے سوئے میں جیوتی اٹھی۔سامان میں سے اپنا پسندیدہ فراک نکالا جو کہ جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور اصل رنگ کیا تھا پتا ہی نہیں چل رہا تھا۔منہ ہاتھ دھویا اور فراک پہننے کے بعد اپنے سارے بال اکٹھے کر کے ربڑ بینڈ سے بند کر دیئے۔ سب ابھی سو رہے تھے۔اذان کی آواز آئی تو جیوتی خوشی خوشی خیمے سے باہر آئی اور آسمان کی طرف دیکھ کر بولی "اوپر والے بھگوان مجھے آپ سے ملنا ہے۔کیسے یہ تو میں نہیں جانتی مگر بہت دل ہے آپ سے ملنے کو۔"

www.novelsclubb.com

سب ہی باری باری اٹھنے لگے۔ سیتا نے جیوتی سے پوچھا "کیا بات ہے تم کیوں اتنی تیار ہو" تو جیوتی شرمانے لگی۔ سیتا کو اس پر بہت پیار آیا اسے گود میں لے کر چومنے

لگی۔ جیوتی بھی خوشی سے لال ہو رہی تھی۔ جو بھی اٹھتا وہ جیوتی کو اتنا خوش اور تیار دیکھ کر پیار کرتا۔ جیوتی بار بار رمیش سے پوچھتی "کب نکلنا ہے کوڑے اکٹھا کرنے۔ ابا تاج پورہ کب جائیں گے ؟"

جیوتی نے چاروں ٹافیاں مٹھی میں بند کر رکھیں تھیں۔ ناشتہ کر کے نکلتے نکلتے آٹھ بج گئے۔ جیوتی کو تو صرف استانی جی کے گھر جانے کا انتظار تھا۔ تاج پورہ پہنچے تو جیوتی کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک آ گئی۔

جیوتی بار بار بند مٹھی کھولے ٹافیاں دیکھے اور مسکرا کر مٹھی بند کر دے۔ بالآخر اس گلی میں بھی آ گئے جہاں استانی حمیدہ رہتی تھیں۔ جیوتی جو گدھے کے اوپر بیٹھی ہوئی تھی ایک دم چھلانگ لگا کر نیچے اتری اور استانی صاحبہ کے گھر کی طرف چل دی۔ رمیش اور ریکھا تو باری باری سب گھروں کا دروازہ کھٹکھٹاتے۔ کوئی کوڑا اٹھا کر باہر رکھ دیتا اور کوئی دروازہ کھول دیتا کہ اندر آ کر کوڑا لے جاو۔ جیوتی نے استانی جی کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی "رکو آ رہی ہوں۔"

جیوتی کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی اور ایک مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آ گئی۔

استانی جی نے دروازہ کھولا تو سامنے چھوٹی سی جیوتی مسکراتی ہوئی کھڑی تھی۔استانی جی کو یاد آیا کہ وہی بچی ہے جسے کل کھانا کھلایا تھا۔استانی جی نے پوچھا "کیا ہوا بیٹا کھانا کھانا ہے۔"

جیوتی نے منفی میں سر ہلایا پھر استانی نے پوچھا کہ "کوڑا اٹھانے آئی ہو؟"تو بھی جیوتی نے منفی میں سر ہلایا اور اپنے پیچھے کئے ہوئے ہاتھ سامنے لائی اور بند مٹھی کھولتے ہوئے بولی "یہ ایک تمہارے لئے اور دوسری تمہاری بیٹی کے لئے۔"

استانی حمیدہ کو اس میلی کچیلی بچی پر بہت پیار آیا۔حمیدہ نے کہا "مگر میری تو دو بیٹیاں ہیں تو اب کیا کروں؟"

جیوتی بولی "آج تم مت کھاو۔انھیں دے دو میں کل تمہارے لئے بھی لاوں گی۔"

www.novelsclubb.com

استانی حمیدہ مسکرا پڑی اور بولی "اندر آو میرے ساتھ ناشتہ کرو۔"

جیوتی نے کہا "نہیں میں جلدی میں ہوں۔مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔"

حمیدہ اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے بولی "اچھاتو کیا پوچھنا ہے؟"

جیوتی نے بہت معصومیت سے سوال کیا "تمہارے بھگوان کا پتہ پوچھنا ہے۔ میں اس کے لئے بھی دو ٹافیاں لائیں ہوں۔ پنڈت شرما کہتا ہے مسلمانوں کا بھگوان اوپر رہتا ہے مگر یہ نہیں بتاتا کہ مسلمانوں کے بھگوان تک راستہ کونسا جاتا ہے۔ تم مسلمان ہو ناتو مجھے بتاو مجھے اس سے ملنا ہے۔ مجھے اس سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔ بتاو نا کہاں رہتا ہے تمہارا بھگوان؟"

حمیدہ کے دل اور زبان سے ایک ساتھ "سبحان اللہ، سبحان اللہ" کے کلمات نکلے۔ اسے اس چھوٹی سی بچی میں خدا کو پالینے کی تڑپ نظر آنے لگی۔ حمیدہ نے جیوتی سے کہا "دروازہ کھلا چھوڑ کر صحن میں آجاو۔ بیٹھ کر آرام سے بات کرتے ہیں۔"

حمیدہ کی بڑی بیٹی رخشندہ اپنی ماں کے لئے چائے اور ناشتہ لائی کہ حمیدہ کو ناشتہ کر لے پھر اسے اسکول کے لئے نکلنا تھا۔ حمیدہ نے وہ ناشتہ جیوتی کے آگے رکھ دیا اور رخشندہ مسکراتی ہوئی چلی گئی تاکہ حمیدہ کے لئے اور ناشتہ بنالائے۔

جیوتی نے ایک نظر استانی جی کو دیکھا اور اٹھ کر پہلے اپنے ہاتھ دھوئے اور پھر کھانا

شروع ہو گئی۔جب کھالیا تو بولی "اب اپنے بھگوان کا پتہ دے دو۔گوپی جب کام سے آئے گا تو اس کے ساتھ جاوں گی۔"

حمیدہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا "گوپی کون ہے؟" تو جیوتی نے خوش ہوتے ہوئے بتایا "میرا سب سے اچھا بھائی وہ مجھے ہر جگہ لے جاتا ہے اور میری ساری باتیں مانتا بھی ہے اور مجھے سب سے زیادہ پیار بھی کرتا ہے۔بس اب تم جلدی سے مجھے اپنے بھگوان کا پتہ دے دو۔"

حمیدہ مسکرانے لگی اور بولی "میرے اللہ سے ملنے کے لئے کہیں نہیں جانا پڑتا۔"

جیوتی نے حمیدہ کو ٹوک دیا اور بولی "تمہارے بھگوان کا نام کیا اللہ ہے۔"

حمیدہ مسکرانے لگی اور کہا "میرے اللہ کو پسند ہے کہ اسے اللہ کہہ کر پکارا جائے۔ ایک بات اور وہ یہ کہ اللہ کو کسی چڑھاوے کی ضرورت نہیں تو تم یہ ٹافیاں واپس لے جانا۔تم اور گوپی کھالینا۔"

جیوتی نے کچھ سوچتے ہوئے پھر پوچھا "کون سا بھجن گانا ہو گا مجھے شیو ناتھ جی پسند ہیں تو ان کا بھجن کچھ کچھ یاد ہے۔وہی گالوں۔"

استانی مسکراتے ہوئے بولی "کوئی بھجن نہیں گانا اور بھگوان نہیں کہنا جب میرے اللہ سے بات کرنی ہو تو اسے (یا اللہ) کہہ کر پکارنا اور بس آنکھیں بند کر کے جو بھی دل سے بات نکلے کہہ دینا۔"

جیوتی نے کہا "تم بہت اچھی ہو ناراض تو نہیں ہو گی ایک بات اور پوچھوں؟"

استانی صاحبہ مسکرادیں اور بولیں پوچھو۔ جیوتی نے پوچھا "کہاں جا کر مانگوں؟"

استانی مسکرادی اور بولی "کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے گھر پر رہ کر"

جیوتی خوش ہو گئی اور باہر بھاگ گئی۔ استانی نے دروازہ کھلا رہنے دیا کہ رمیش کوڑا اٹھالے۔

سارا راستہ جیوتی سوچتی رہی کہ مسلمانوں کا اللہ تو بہت الگ ہے ہمارے سارے بھگوانوں سے۔ نہ کچھ کھاتا ہے، نہ چھڑھاوا لیتا ہے، نہ اسے ڈھونڈنے کہیں جانا پڑتا ہے۔ پھر خود سے کہنے لگی "میں تو اب مسلمانوں کے اللہ سے ہی مانگوں گی۔"

خیمے میں پہنچتے ہی اس نے سب کچھ گوپی کو بتایا کیوں کہ کسی بھی اور کو اس کی کسی

بات میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ساری بات ختم ہونے پر گوپی نے پوچھا"تو مطلب اب پنڈت کے پاس کبھی نہیں جاناناں۔"

جیوتی اپنے منہ کے آگے ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگی اور بولی" جانا ہے مگر اب تم سے پیسے نہیں لوں گی وہ ٹافیاں ہیں میری پاس وہی چڑھاوا چڑھادیں گے۔"

گوپی نے کہا کہ "اب کیوں جانا ہے؟"

جیوتی مسکراتے ہوئے بولی"تم کھانا کھالو پھر چلیں گے۔وہاں جاوں گی تو پتا چل جائے گانا تمہیں بھی"

کھانے کے بعد گوپی کو جلدی تھی کیونکہ پنڈت کے پاس سے جیوتی کو واپس خیمہ میں چھوڑ کر اسے فلم دیکھنے جانا تھا۔جیوتی اٹھی اور پھٹی ہوئی چپل پاوں میں اڑیس کر چل دی۔سارا راستہ وہ اپنی اور استانی صاحبہ کے درمیان ہوئی باتیں گوپی کو بتاتی رہی۔بنا ملے بھی گوپی استانی کو کافی جاننے لگا تھا اور اسے وہ ایک نیک دل اور اچھی خاتون لگنے لگی تھی۔

جیوتی کو دیکھ کر پنڈت کا منہ بن گیا کیونکہ جیوتی ایسے ایسے سوال کرتی تھی جن کے جواب پنڈت کے پاس نہیں ہوتے تھے۔پنڈت نے پوچھا"آج کیوں آئی ہو؟"

جیوتی نے منہ بناتے ہوئے کہا"تم ناراض کیوں ہوتے ہو۔آج تو میں تمہیں کچھ بتانے آئی ہوں مگر پہلے تم ایک بات بتاو؟ بھگوان سے کچھ مانگنا ہو تو چڑھاوا چڑھانا لازمی ہوتا ہے ناورنہ بھگوان ناراض ہو جاتا ہے؟"

پنڈت نے کہا"ہاں بلکل"

جیوتی مسکراتے ہوئے بولی"مگر مسلمانوں کا اللہ تو چڑھاوا نہیں لیتا اور استانی صاحبہ کہتی ہیں کہ وہ ہمارے بھگوان کی طرح کچھ کھاتا پیتا بھی نہیں۔"

پنڈت نے جیوتی کو حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا"کون استانی جی؟"

جیوتی نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پھر سوال کر ڈالا"اچھا پنڈت تم بتاو کہ یہ زمین آسمان چاند ستارے کس بھگوان نے بنائے ہیں وہی سب سے طاقتور ہو گا جس نے یہ سب بنائے ہیں میں آج اپنی پسند کی ٹافیاں لائی ہوں اس بھگوان کو دینے جس نے ساری دنیا بنائی ہے۔"

پنڈت کو جیوتی کے سوالوں پر غصہ آ رہا تھا۔پنڈت کو خاموش دیکھ کر جیوتی نے کہا "بتاو بھی پنڈت جی ان سب میں سے کس والے بھگوان نے بنائی ہے؟"

پنڈت نے مجبوراجواب دیا"اس بھگوان نے جس نے ان سب بھگوانوں کو بنایا ہے۔"

جیوتی حیرت سے دیکھنے لگی اور بولی"ان سب کو کسی اور بھگوان نے بنایا ہے۔کس نے بنایاہے ان سب کو؟"

پنڈت بولا"اوپر والے بھگوان نے۔"

جیوتی کی آنکھوں میں چمک آ گئی وہ مسکراتے ہوئے شوخ آواز میں بولی کہ "اوپر تو مسلمانوں کااللہ رہتاہے توسب سے طاقت والا مسلمانوں کااللہ ہے۔۔۔یعنی تم یہ کہہ رہے ہو کہ سارے بھگوان بھی اس ہی بھگوان سے مانگتے ہیں۔۔۔مطلب کہ جب ہم ان بھگوان سے مانگتے ہیں تو وہ بھی مسلمانوں کے اللہ سے مانگتے ہیں کہ ہماری مراد پوری ہو تو پھر میں ان سے کیوں مانگوں پنڈت۔میں اللہ سے ہی کیوں نہ مانگوں۔"

پنڈت اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے غصے سے بولا "لڑکی تم کیاناپ شناپ بک رہی ہو تم بھگوان کو خفا کر رہی ہو۔ تم نہیں جانتی بھگوان ناراض ہوئے تو کیسی سزادیں گے۔"

جیوتی اٹھی اور جانے لگی تو پنڈت نے کہا "تم آج چڑھاوے کے لئے کچھ نہیں لائی تھی تو جھوٹ کیوں بولا تھا؟"

جیوتی ہنس دی اور مٹھی کھول کر دکھاتے ہوئے بولی "یہ دیکھو چار ٹافیاں میرے بھائی کے پیسوں سے آئی ہیں۔ یہ میری پسندیدہ ٹافیاں ہیں۔ میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا لیکن دی اس لئے نہیں کہ جب یہ سب بھگوان بھی اللہ سے مانگتے ہیں اور وہ چڑھاوا نہیں لیتا تو میں ان کو کیوں چڑھاوادوں۔ میں خود اللہ سے مانگ لوں گی اور وہ بنا چڑھاوے کے سن بھی لے گا۔"

www.novelsclubb.com

پھر پنڈت کے سامنے ہی کھڑے کھڑے ایک ٹافی کھول کر گوپی کے منہ میں ڈالی اور ایک اپنے منہ میں۔ گوپی بس جیوتی کو دیکھتارہ گیا اور جیسے جیوتی کے جواب اسے بھی سکون دینے لگے۔ جیوتی نے گوپی کا ہاتھ تھامااور بولی بھاگو گوپی اور دونوں بہن

بھائیوں نے سر پر پیر رکھ کر دوڑ لگا دی۔

نہ ثبوت ہے نہ دلیل ہے

میرے ساتھ رب جلیل ہے

تیرا نام کتنا مختصر

تیرا ذکر کتنا طویل ہے

رات سونے سے پہلے جیوتی نے اپنی دری پر بیٹھ کر آنکھیں بند کیں اور کچھ سوچتے ہوئے آہستہ سے منہ میں بڑبڑائی جیسے خود سے بات کر رہی ہو۔ کافی دیر آنکھیں بند کر کے بیٹھی رہی اور پھر وہیں سو گئی۔ صبح اٹھتے ہی اس نے منہ ہاتھ دھویا اور رمیش کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ سب کاموں پر نکل گئے۔ رمیش نے بھی گاڑی گدھے کے ساتھ باندھی اور تینوں چل دیئے۔ استانی صاحبہ کا محلہ اکثر پہلا یا دوسرا محلہ ہوتا جہاں سے کوڑا اٹھانا ہوتا۔ ساڑھے آٹھ ہونے والے تھے اور حمیدہ کی بیٹیاں اسکول جانے کے لئے اسکول وین میں بیٹھ رہی تھیں جب جیوتی

اس گلی میں رمیش اور ریکھا کے ساتھ پہنچی۔

جیوتی نے دروازے میں کھڑی حمیدہ کو مسکرا کر دیکھا اور حمیدہ دروازے سے سائیڈ پر ہٹ گی کہ جیوتی اندر آسکے۔حمیدہ نے دودھ میں پکی مزے دار کھیر اسے دی کھانے کے لئے اور بتایا کہ رات بنائی تھی اور اس کے لئے خاص کر رکھی تھی۔

جیوتی بہت خوش ہوئی اسے کھیر کھانا بہت پسند تھا۔

جیوتی نے کھیر کھاتے ہوئے استانی جی کو بتایا کہ "اس نے رات کو اللہ سے کھیر مانگی تھی اس کا بہت دن سے کھیر کھانے کا دل کر رہا تھا"

حمیدہ مسکرادی کیونکہ اسے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اللہ تعالی اس بچی کی مراد کو حمیدہ کے ذریعے مکمل کرنے والا تھا۔جیوتی نے حمیدہ سے پوچھا کہ "تم سے ایک بات پوچھوں؟"

www.novelsclubb.com

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "پوچھو"

جیوتی جس کے دماغ میں ڈھیر سارے سوال تھے اس نے پوچھا "مسجد میں جو اذان ہوتی ہے اس میں کیا کہتے ہیں؟ مجھے بہت اچھی لگتی ہے،میں روز صبح اذان کی آواز

سے اٹھتی ہوں اور جب بھی اذان ہو رہی ہو مجھ سے کوئی کام نہیں ہوتا خود بخود میری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی۔"

حمیدہ کو جیوتی کی معصومیت اور باتیں بہت اچھی لگتی تھی وہ اسے جواب دیتے ہوئے بولی "اَللہُ اَکبرُ۔۔۔اللہ بہت بڑا ہے۔۔۔اللہ سب سے بڑا ہے۔۔۔ مطلب یہ کہ زمین و آسمان اس کے اوپر نیچے، آگے پیچھے اور درمیان میں ہر حاضر اور غائب، ہر ذی روح نظر آئے یا نہیں سمجھ آئے یا نہیں سب کو اسی پاک ذات رب العالمین نے بنایا ہے تو سب تعریف اسی خالق اور مالک کے لئے ہیں۔"

جیوتی ایک ایک لفظ دھیان سے سنتی رہی۔ جب حمیدہ چپ ہوئی تو جیوتی بولی "ہاں مجھے پتا ہے پنڈت نے بتایا تھا کہ سب کچھ پیدا کرنے والا اوپر والا ہے اور سارے بھگوان ستارے، چاند، زمین اور انسان سب اسی نے بنائے ہیں۔"

پھر ایک دم اپنی فراک جھاڑتی ہوئی اٹھی اور بولی "میں چلتی ہوں اماں ناراض ہو گی۔"

باہر نکلتے ہوئے واپس مڑی اور سوالیہ انداز میں بولی "کیا تمہارے پاس اور کھیر ہے

وہ اصل میں گوپی کو بھی بہت پسند ہے۔"

حمیدہ نے ڈسپوس ایبل ڈبے میں کافی زیادہ کھیر ڈال کر دی اور کہا "خود بھی کھانا اور گوپی کو بھی دینا۔"

جیوتی بولی "میں تمہارا ڈبہ کل لا دوں گی۔"

مگر حمیدہ نے منع کر دیا کہ "اسے کھا کر پھینک دینا۔" جیوتی اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتی ہوئی دروازے سے باہر نکل گئ۔

اس نے کھیر کا ڈبہ بہت سنبھال کر رکھا اور بہت بے چینی سے گھر پہنچے کا انتظار کرنے لگی۔ جیسے ہی خیمے کے علاقے میں پہنچے جیوتی کے چہرے پر ایک عجیب سی خوشی نظر آنے لگی۔ دور سے ہی گوپی کو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھ کر خوشی سے چلاتے ہوئے گوپی کو آوازیں دینے لگی۔ گوپی پاس آیا تو بولی کہ "تم سب کو بلاو دیکھو استانی صاحبہ نے اصلی والی بہت مزے دار کھیر دی ہے اور بہت ڈھیر ساری ہے سب مل کر کھائیں گے۔"

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جیوتی اب بہت خوش رہنے لگی تھی۔رات تنہائی میں بیٹھ کر بار دھیرے دھیرے دہراتی "اللہ اکبر۔۔اللہ سب سے بڑا ہے "اور پھر وہ ساری باتیں جو استانی نے اسے بتائی تھیں۔سب دہراتی۔

اسے ایسے لگتا جیسے اس کا دل کچھ بولتا ہے مگر کیا وہ یہ نہیں جانتی تھی۔آدھی رات کو ایک دم اٹھ کر بیٹھ جاتی اور "اللہ اکبر۔۔۔ اللہ اکبر۔۔۔" کہنے لگتی۔

وہ جس قبیلے سے تعلق رکھتی تھی وہاں تو پوجا پاٹ بھی مقصد کے بنا نہیں کی جاتی تھی۔شراب، جوا،اور ہر برائی عام تھی وجہ مذہب نہیں بلکہ گمراہی تھی کیونکہ برائی تو ہر مذہب میں برائی ہی سمجھی جاتی ہے اور یہ سب اپنے مذہب سے بھی دور تھے اور ایسے میں ایک معصوم سی بچی کے سینے میں اسلام کی روشنی جنم لے رہی تھی۔بے شک یہ اس "واحد لاشریک "کا معجزہ ہی تھا۔

www.novelsclubb.com

جیوتی کے چھوٹے سے معصوم ذہن میں کتنے ہی سوال جنم لیتے مگر جواب کس سے پوچھے؟ اسے صرف استانی صاحبہ ہی نظر آتیں جو جواب دیں سکتی تھیں۔پنڈت تو اسے دیکھتے ہی اب ڈانٹ دیتا تھا۔

جیوتی رات کو اکیلی خیمے کے باہر بیٹھی آسمان کو دیکھ رہی تھی جب رام اور ارجن جوا ہار کر واپس آئے۔رام نے پوچھا"تم یہاں اتنی رات کو کیوں بیٹھی ہو اکیلی"

جیوتی جو بہت اداس اور پریشان نظر آرہی تھی بولی"مجھے نیند نہیں آرہی۔مجھے ایسے لگتا ہے جیسے میرا سانس رک رہا ہے میں اسی لئے خیمے سے باہر آگئی ہوں۔"

ارجن نے اسے گود میں اٹھایا اور اندر دری پر بیٹھا دیا اور بولا"اس طرح بلکل اکیلی باہر مت بیٹھا کرو۔"

جیوتی اس وقت دونوں بھائیوں کے ساتھ بیٹھی انھیں استانی کی باتیں بتا رہی تھی۔ ان دونوں کو کوئی دلچسپی نہیں تھی مگر جیوتی کی خوشی کے لئے اچھا اچھا کرتے رہے اور جیوتی سناتے سناتے جانے کب سو گئی۔

صبح فجر کی اذان کی آواز سے جیوتی "اللہ اکبر" کہتی اٹھی۔رادھا بو اسب دیکھ رہی تھی۔ پچھلے دو دن سے یہی ہو رہا تھا۔اذان ہوتے ہی جیوتی مسکراتے ہوئے بار بار "اللہ اکبر" کہتی۔

www.novelsclubb.com

رادھا نے رمیش سے بات کی کہ "تمہاری جیوتی پر کوئی سایہ ہو گیا ہے اسے پنڈت کے پاس لے جاو۔اس کا کچھ علاج کرنا پڑے گا۔"

رمیش نے سنی ان سنی کر دی مگر کچھ دن بعد رمیش نے بھی یہ بات نوٹ کی تو اسے سمجھ میں ساری بات آ گی کہ استانی صاحبہ کا اثر ہو رہا ہے اس پر اسی وجہ سے اس نے جیوتی کو ساتھ لے کر جانا چھوڑ دیا اور جیوتی بیمار رہنے لگے۔وہ نا تو سارا دن کچھ کھاتی اور نہ کسی سے بات کرتی۔بس اذان کے ساتھ ہی "اللہ اکبر" کہتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ جاتی اور اذان بند ہونے کے بعد واپس آنکھیں بند کر کے لیٹ جاتی اور تو کسی کو فرق نہیں پڑتا تھا مگر گوپی کو جیوتی کا اس طرح چپ رہنا برا لگتا تھا۔گوپی نے جیوتی سے بات کرنے کی کوشش کی تو جیوتی اس کی گود میں سر رکھ کر رونے لگی۔گوپی نے کہا چلو "پنڈت کے پاس چلتے ہیں اس سے پوچھ لینا سارے سوال۔"

جیوتی آنسو پونچھتی ہوئی اٹھی اور بولی "مجھے استانی صاحبہ کے پاس جانا ہے گوپی۔تم بھی میرے ساتھ چلو وہ بہت اچھی ہیں۔"

گوپی نے کہا "ٹھیک ہے اب رونا بند کرو صبح جائیں گے۔میں ابے سے بات کروں گا وہ تجھے ضرور ساتھ لے جائے گا۔"

جیوتی نے گوپی سے کہا "تم بھی ساتھ چلنا۔ایک بار تو چلو۔"

گوپی نے جیوتی کو چپ کرواتے ہوئے کہا "اچھا مگر اب اگر روئے بنا سوئی تب میں ابے سے بات کروں گا ورنہ نہیں" اور جیوتی وہیں گوپی کی گود میں سر رکھ کر سو گئی۔

صبح گوپی اذان کے ساتھ اٹھا کیونکہ اسے جیوتی نے جگایا کہ "دیکھو کتنا سکون ہے اس وقت میں۔"

گوپی کو اپنی چھوٹی سی بہن الگ الگ لگنے لگی اور جیوتی کے کہنے پر اس نے محسوس کیا کہ اس وقت میں ایک عجیب سا سکون اور اطمینان تھا۔

گوپی اچھا خاصہ پیسہ کماتا تھا روز کا۔پندرہ ہزار مہینے کی تنخواہ تھی اس کی جبکہ چار پانچ سو روز کا الگ سے کما لیتا جو ہوٹل میں آنے والے اسے بخشش (ٹپ) کے نام پر دے جاتے تھے۔اسی وجہ سے رمیش گوپی کی بات سنتا بھی تھا اور اس کی مانتا بھی

www.novelsclubb.com

تھا ویسے بھی کبھی کبھی فلم دیکھنے کے علاوہ گوپی کہیں پیسہ ضائع نہیں کرتا تھا سارا پیسہ رمیش کو ہی دیتا تھا تو اس کی بات اہمیت کی حامل تھی رمیش اور ریکھا کی نظر میں۔

رمیش نے پریشان ہوتے ہوئے گوپی سے پوچھا کہ "کیا بات ہے آج کام پر نہیں گیا۔ طبیعت تو ٹھیک ہے۔ ایسے روز روز چھٹی کرنے سے بخشش کے پیسے بھی مارے جاتے ہیں اور مالک مہینے کے آخر میں تنخواہ بھی کم دے گا۔"

گوپی اسے تسلی دیتے ہوئے بولا "ابا مجھے کچھ بات کرنی تھی تیرے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔ چھٹی کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں۔"

رمیش جو کنارے ٹوٹی مٹی کی پیالی میں چائے پی رہا تھا اسے بنا دیکھے بولا "ہاں بول کیا کہنا ہے؟"

www.novelsclubb.com

گوپی نے سوال کیا کہ "ابا تو اب جیوتی کو کوڑا اٹھانے ساتھ کیوں نہیں لے کر جاتا اسے استانی صاحبہ کے پاس جانا ہوتا ہے۔"

رمیش نے گوپی کو گھورا اور بولا "وہ مسلمان ہے اور جیوتی پر اس کا اثر ہو رہا ہے۔ ہر

وقت اللہ اکبر۔۔اللہ اکبر کہتی رہتی ہے۔"

گوپی نے رمیش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا"ابا تجھے پتا ہے جیوتی پچھلے کئی ماہ سے بھٹک رہی ہے۔تجھے کیا خبر۔تجھے تو شراب سے فرصت ہی نہیں ملتی یا پھر تو بوا کے ساتھ لگا رہتا ہے۔کہنے کو تو وہ ہماری دور کی بوا ہے مگر اصل میں وہ تیری محبوبہ ہے۔"

گوپی کی اس بات پر رمیش کو غصہ آگیا اسے ٹوکتے ہوئے بولا"وہ بات کر جس کے لئے تو نے اپنی پکی نوکری داو پر لگائی ہے۔بوا میری کون ہے بتانے کے لئے تو گھر نہیں رکا ہو گا۔"

گوپی کو احساس ہوا کہ غصے میں وہ اصل بات کیسے بول گیا۔اپنی بات وہیں سے شروع کرتے ہوئے بولا"جیوتی پچھلے کئی ماہ سے پنڈت کے پاس جا رہی تھی مگر پنڈت ہر بات پر پیسے اور چڑھاوے مانگتا تھا اور جیوتی کے سوالوں کے جواب نہیں دیتا تھا۔استانی اس سے کچھ لیتی بھی نہیں اور اچھی اچھی باتیں بتاتی ہے۔"

رمیش غصے میں بولا"گوپی تیرا دماغ خراب ہے ہم ہندو ہیں اور جیوتی مسلمانوں والی

باتیں کرنے لگی ہے۔"

گوپی نے رمیش کو غور سے دیکھا اور بولا "ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ کوئی بھی مہذہب غلط کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا اتنا تو میں جانتا ہوں اور ہم سب صرف غلط کام ہی کرتے ہیں"

پھر کچھ دیر رک کر بولا "چل تو بتا کون سے بھگوان کے ماننے والے ہیں ہم؟ بول ابا ۔۔۔ پنڈت کے پاس کم از کم پچاس بھگوانوں کی مورتیں ہیں اور جاتے ہی سوال کرتا ہے کس بھگوان کے ماننے والے ہو اس کو چڑھاوا چڑھاو پھر مراد مانگنا۔ اب تجھے تو اپنے پیدا کرنے والے بھگوان کا ہی نہیں پتا۔ ہم سب بس جانوروں کی طرح چلے جارہے ہیں اسے مت روک ابا۔ وہ خود کچھ نہیں کر رہی وہ اوپر والا اسے اپنے راستے پر چلنے کے لئے بلا رہا ہے۔"

www.novelsclubb.com

رمیش نے گوپی کی طرف دیکھا اور بولا "تو جانتا ہے نا سارے قبیلے والے ہمارے خلاف ہو جائیں گے۔ گیتا کا میں نے پچاس ہزار روپیہ لیا ہوا ہے۔ دو ماہ بعد اسے بیاہنا ہے۔ اس طرح کی باتوں سے گیتا کے سسرال والے واپس اپنے پیسوں کا مطالبہ

کریں گے۔"

گوپی رمیش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا "ابا کون سا قبیلہ سوال کرے گا؟ پندرہ دن پہلے سورج کی لاش باہر گندے نالے سے ملی کسی نے جا کر لاش بھی نہیں اٹھائی اور کاجل وہ رکشہ ڈرائیور کے ساتھ بھاگ گئ۔ کیا کسی نے اس کا پیچھا کیا۔ ابا کوئی کچھ نہیں کہتا سب اپنی اپنی زندگی میں مصروف ہیں۔"

رمیش کو اس کی باتیں سخت ناگوار گزر رہی تھیں مگر ضبط کرتے ہوئے بولا "چل مان لیتا ہوں تیری بات مگر وہ پیسہ جو اس نے چھ مہینے بعد کمانا ہے اس کا کیا؟"

گوپی اب کہاں چپ کرنے والا تھا بولا "ابا جیوتی سے بڑی تیری دو بیٹیاں تھیں جنھیں تو نے خود اندھا بنا دیا تھا پیسے کمانے کے لئے اور دونوں باری باری گاڑی کے نیچے آ کر مر گئیں تو ان کے پیسوں کے بنا جی رہا ہے نا۔"

www.novelsclubb.com

رمیش اس وقت لاجواب تھا۔ رمیش کو خاموش دیکھ کر گوپی دوبارہ بولا "ابا تیرا پیٹ تو کبھی نہیں بھر سکتا۔ گیتا اور سیتا مہینے کا کم از کم پانچ پانچ ہزار تجھے دیتی ہیں۔ پندرہ ہزار میں دیتا ہوں۔ پرسوں سیتا سیٹھ کے پاس گئ تھی تو دو ہزار الگ سے دیا

تجھے لا کر۔رام اور ار جن بھی پانچ پانچ ہزار کم از کم دیتے ہیں۔دس بارہ ہزار تو کما لیتا ہے۔گیتا کے سسرال والوں سے بھی تو پیسے پکڑ چکا ہے۔ابا ساری دنیا کا خزانہ بھی تیرے پاس ہو تو کم پڑ جائے گا تو کچھ جوئے میں ہار جاتا ہے اور کچھ بوا پر خرچ کر دیتا ہے۔ابا وہ تجھ سے کچھ لے تو نہیں رہی نا اور رہی بات قبیلے کی تو کسی کو کیسے پتا چلے گا کہ جیوتی استانی سے ملتی ہے۔سب کو یہی پتا ہے کہ وہ تیرے ساتھ کوڑا اٹھانے جاتی ہے وہاں کس سے ملتی ہے کسی کو کوئی دلچسپی نہیں۔"

رمیش کو سوچ میں گم دیکھ کر گوپی بولا "ابا جیوتی جائے گی یہ میرا آخری فیصلہ ہے ورنہ میں تجھے کوئی پیسہ نہیں دونگا اپنی کمائی کا۔ویسے بھی میرا مالک میرے کام سے بہت خوش ہے اور تنخواہ بڑھانے کی بات کر رہا تھا۔اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے کہ تجھے میری کمائی چاہیئے یا نہیں۔"

رمیش گوپی کی دھمکی سے ڈر گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ گوپی اپنی ضد پر آ جائے تو اس سے کوئی طاقت اپنی بات منوا نہیں سکتی۔گوپی نے جیوتی سے کہا کہ "چل ناشتہ کر

اور جا مل آ اپنی استانی سے۔"

پھر اسے گود میں اٹھا کر پیار کرتے ہوئے بولا "رو یا نہ کر جب تک تیرا بھائی زندہ ہے دوبارہ مت رونا سمجھی۔"

جیوتی نے گوپی کے دونوں گالوں کو ہاتھوں سے پکڑ کر اس کے گال کو زور سے چومتے ہوئے بولی "میرا بھائی ساری دنیا سے زیادہ اچھا ہے۔۔۔اب سے بھی زیادہ اچھا۔"

گوپی نے اسے گود سے اتارا اور پیار کرتے ہوئے رمیش کی طرف معانی خیز انداز میں دیکھتے ہوئے بولا "مجھے دیر ہو رہی ہے میں کام پر چلتا ہوں۔"

گوپی چلا گیا اور رمیش نے بھی گاڑی کو گدھے کے ساتھ لگایا تاکہ کوڑا اٹھانے نکل سکے۔جیوتی کچرے کے اوپر بیٹھنے کی بجائے گدھے کے اوپر بیٹھی اور تینوں چل دیئے اپنی منزل کی طرف۔استانی سے ملے جیوتی کو چار پانچ دن ہو گئے تھے۔

جیوتی نے استانی کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ کھلا ہوا تھا جیسے کوئی باہر نکلا ہو یا ابھی اندر آیا ہو۔جیوتی کھلا دروازہ دیکھ کر اندر آ گئی۔استانی صاحبہ کچن سے برآمدے

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی طرف آرہی تھی جیوتی کو دیکھ کر مسکرادی اور پوچھا"اتنے دن کیوں نہیں آئی؟"

جیوتی زمین پر چوکڑی مار کر بیٹھ گئ اور جلدی جلدی ساری کہانی سنانے لگی۔جب وہ چپ ہو گئ تو استانی بولی"کیانام ہے تمہارا؟"

جیوتی نے اسے دیکھااور معصومیت سے بولی" تمہیں میرانام نہیں پتا؟"

استانی مسکرادی اور بولی تم نے کب بتایا ہے۔اپنے بھائی گوپی کا ہی بتایا ہے۔"

جیوتی معصومیت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی"اچھا نہیں بتایا۔میرانام جیوتی ہے۔"

استانی نے پوچھا"جیوتی کا کیا مطلب ہے تمہیں پتا ہے؟"جیوتی نے کندھے اچکائے اور بولی"نام کا کوئی مطلب بھی ہوتا ہے کیا؟"

حمیدہ جیوتی کو سمجھاتے ہوئے بولی"سب ناموں کا کوئی نہ کوئی مطلب ہوتا ہے جیسے میرانام حمیدہ ہے اور اس کا مطلب ہے اللہ کی تعریف کرنے والی ہے۔"

جیوتی نے حیرت سے اسے دیکھااور بولی" تمہیں میرے نام کا مطلب پتا ہے کیا؟"

www.novelsclubb.com

حمیدہ بولی "تمہارے نام کا مطلب روشنی ہے۔ بہت پیارا نام ہے تمہارا بلکل تمہاری طرح۔"

حمیدہ نے جیوتی سے پوچھا "ناشتہ کرو گی۔"

جیوتی بولی "ویسے تو میں چائے اور پاپے کھا کر آئی ہوں مگر تم کچھ کھلاؤ گی تو کھالوں گی۔"

حمیدہ مسکرا پڑی اور اسے کہا "خود سے بڑوں کو تو اور تم نہیں کہتے آپ کہتے ہیں۔"

جیوتی نے کہا کہ "مجھے (تم سے)" پھر چند سیکنڈ رک گئی اور بولی "آپ سے ایک بات پوچھنی تھی۔"

حمیدہ اس کے سامنے انڈہ پراٹھا اور چائے رکھتے ہوئے بولی "پہلے ناشتہ کرلو پھر بات کریں گے۔"

www.novelsclubb.com

جیوتی کھانا شروع کرنے لگی تو حمیدہ نے اسے کہا "پہلے اٹھ کر ہاتھ دھو پھر کھانا شروع کرنا۔"

جیوتی بولی "باپ رے تم نے بتایا تھا مگر بھول گئی۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھر خود کے سر پر خود ہی ہلکا سا تھپڑ مارا اور بولی "تم نہیں آپ کہنا تھا۔"

حمیدہ مسکرا دی اور جیوتی شرمندہ ہوتے ہوئے سامنے نل پر ہاتھ دھونے چلی گئ۔

صابن سے ہاتھ دھو کر جیوتی نے کھانا شروع کیا اور جلدی جلدی کھانے لگی۔ جیوتی نوالہ منہ میں ڈال کر بولی "مجھے (تم سے)" پھر رک گئ اور بولی "آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔"

حمیدہ نے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا کہ "پہلے کھانا کھالو سکون سے پھر سب سوال کرنا" جیوتی جب ناشتہ کر چکی تو بولی "اس دن (تم نے)" رک کر پھر بولی "آپ نے مجھے اللہ اکبر پڑھنا سکھایا تھا مجھے اس سے اگلی لائن بھی سیکھا دو اور مطلب بھی بتانا۔"

حمیدہ نے جیوتی سے کہا "اتنی تیز تیز نہیں بولتے۔ رک رک کر بات کرتے ہیں اچھے بچے اور تم تو بہت اچھی بچی ہو۔"

جیوتی نے کہا "استانی جی اماں آواز دے دے گی مجھے جلدی سے اذان کا اور حصہ سیکھا دو۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

حمیدہ جیوتی کی آنکھوں اور دل میں اللہ تعالی تک پہنچنے کی خواہش اور لگن دیکھ سکتی تھی۔ جیوتی کے اصرار پر حمیدہ نے بتایا کہ:

"(أَشْھَدُ أَنْ لاَ اِلٰہَ اِلّا اللہُ) یعنی گواہی دیتا ہوں کہ کوئی خدا عبادت کے لائق نہیں ہے مگر اس خدا کے جو تنہا ہے اور کوئی شریک نہیں رکھتا۔۔۔ مطلب میں جو یہ اذان پڑھ اور سن رہا یا رہی ہوں میں اللہ کے واحد و لاشریک ہونے پر اپنے پورے سچے دل سے گواہی دیتی یا دیتا ہوں۔ اور جب ہم یہ مانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو مطلب ہم کسی بھی بھگوان یا کسی بھی اور خدا کو نہیں مانتے۔"

جیوتی خاموشی اور پوری توجہ سے سنتی رہی پھر پریشان سی صورت بنا کر بولی "تو وہ جو پنڈت کے پاس سارے بھگوان ہیں کیا وہ خدا نہیں ہیں۔"

حمیدہ بولی "نہیں وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں جنھیں کسی اور نے بنایا ہو۔"

جیوتی اسے حیرت سے دیکھنے لگی اور بولی "میں تمھاری بات میرا مطلب ہے آپ کی بات نہیں سمجھی۔"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "کل اتوار ہے نا میں گھر پر ہوں گی تو اس بات کا مطلب کل سمجھاوں گی۔ابھی تو مجھے اسکول جانا ہے تو لیٹ ہو جاوں گی۔"

جیوتی تقریباناراض ہو گئی اور منہ بنا کر بولی "کل تو چھٹی ہوتی ہے نا ابے کی۔وہ اتوار والے دن کوڑا اٹھانے نہیں آتا۔"

حمیدہ نے صحن میں ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر کچھ ایسا نظر نہ آیا کہ بات سمجھا پاتی۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے اٹھی اور کچن سے ایک پلاسٹک بیگ لائی جس میں پلاسٹک اف پیرس (سفید سیمنٹ جو ٹائل جوڑنے کے کام آتا ہے) پڑا تھا اور اسے جیوتی کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی "نل سے پانی لو اور کوئی من پسند مورت بناو۔"
جیوتی بہت خوش ہوئی کہ استانی نے کھیلنے کے لئے اتنی خوبصورت مٹی دی ہے۔
جیوتی کو مٹی سے مورت بنانا بہت پسند تھا۔
اس نے اس سے اپنے پسندیدہ بھگوان کی مورت بنانی شروع کی۔کچھ خاص تو نہ بنا سکی مگر خوش بہت تھی کہ اسے پہلی بار کچھ ایسا ملا جس سے وہ باقاعدہ مورت بنا سکے۔جب مورت بن گئی تو جیوتی خوشی خوشی بولی "دیکھو کیسی بنی ہے۔"

حمیدہ حیران ہوتے ہوئے بولی "تم مورت تو بہت اچھی بناتی ہو۔ کس کی مورت ہے یہ؟"

جیوتی خوش ہوتے ہوئے بولی "شیوناتھ جی کی۔"

حمیدہ نے مسکراتے ہوئے کہا "واہ زبردست اچھا چلو اب ان سے کوئی مراد مانگو۔"

جیوتی حمیدہ کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے بولی "استانی تم مجھے پاگل سمجھتی ہو یہ مورت ابھی میں نے بنائی ہے یہ تو سفید مٹی سے بنی ہے۔ یہ کیسے سنے گی میری بات۔ اس کے پاس تو کان بھی نہیں" اور پریشان ہو کر اپنی بنائی مورت کو دیکھنے لگی جو ٹوٹنے کے در پر تھی۔

حمیدہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی "بس یہی تمہیں سمجھانا چاہتی تھی کہ جو مورت تم، میں یا کوئی بھی اور بناتا ہے جو مٹی، پتھر، سیمنٹ یا کسی بھی دھات سے بنی ہوتی ہے وہ بھگوان نہیں ہوتی۔ بھگوان کا مطلب پیدا کرنے والا ہوتا ہے نا۔ تو جسے ہم خود اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں وہ کیسے ہمیں پیدا کر سکتا ہے یا ہماری دعا سن سکتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

جیوتی حمیدہ کی بات بہت توجہ سے سن رہی تھی اسے ایسے لگا جیسے حمیدہ نے اس کی بہت بڑی الجھن سلجھادی ہو۔حمیدہ نے جیوتی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا" چلو جاو اب مجھے اسکول جانے کے لئے تیار ہونا ہے میں لیٹ ہو گئی ہوں۔"

جیوتی اٹھتے ہوئے بولی" میں پیر والے دن گوپی کو ساتھ لاوں گی تم گوپی سے ملو گی؟"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی" ضرور ملوں گی بلکہ اب تو اس کا انتظار کروں گی۔"اور جیوتی یہ سن کر خوش ہوتے ہوئے باہر نکل گئی۔

گم ہے جو تیری آنکھ کا منظر تلاش کر
باہر جو کھو گیا ہے، وہ اندر تلاش کر!!
جو تجھ کو تیری ذات سے باہر نکال دے
دشت جنوں میں ایسا قلندر تلاش کر

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جیوتی کے اندر عجیب سی جنگ چل رہی تھی۔وہ ابھی بہت چھوٹی تھی بہت ساری باتیں سمجھنے سے قاصر، مگر کہتے ہیں اللہ تعالی جسے اپنی راہ پر چلنے کے لئے چن لے اس کے لئے راستے بھی خود بخود کھلتے جاتے ہیں۔جیوتی کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب شام کو گوپی اس کے لئے ربڑ کی نئی جوتی اس کے سائز کی لایا وہ بھی گلابی رنگ کی پھولوں والی۔ساتھ میں لنڈے (پرانے مہنگے کپڑے سستے اور اچھے داموں جہاں سے ملتے ہیں) سے خوبصورت سی دو فراک لایا کہ استانی کے پاس جاتے ہوئے جیوتی پہنے۔جیوتی کو تو لگا کہ دیوالی آگئ ہے۔کبھی گول گول گھومے اور کبھی گوپی کو چومنے لگے۔اس کا دل تھا کہ اتوار جلدی ختم ہو اور وہ جلدی جلدی استانی کو اپنے کپڑے اور چپل دکھانے جائے۔

جیوتی نے گوپی سے وعدہ لیا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جائے گا پیر والے دن استانی جی سے ملنے۔اس وقت تو گوپی نے حامی بھر لی۔

www.novelsclubb.com

اتوار کی صبح جیوتی نے گوپی سے کہا کہ "وہ آج ہوٹل نہ جائے چھٹی کرے۔اسے ابھی مندر والے خیمے میں جانا ہے۔"

گوپی نے اسے سمجھایا کہ "میں نا گیا تو مالک پیسے کاٹے گا۔ شام کو جب وہ واپس آئے گا تو دونوں چلیں گے۔"

گوپی تو چلا گیا مگر جیوتی کے ذہن میں آئے سوال اسے ستانے لگے۔ کوئی انجانی سی طاقت جیسے اسے مندر کی طرف لئے جا رہی تھی۔

اتوار ہونے کی وجہ سے کافی لوگ مندر میں موجود تھے۔ کوئی پھل فروٹ، کوئی سبزی، کوئی چاول، کوئی گندم، میٹھائی، پیسے ڈھیر لگا پڑا تھا ہر طرف۔ جیوتی کو دیکھتے ہی پنڈت کی آنکھ پھڑ پھڑائی کہ یہ لڑکی کوئی ایسا سوال نہ کر دے جو اس کی آتی آمدن کے آگے رکاوٹ بن جائے۔ جیوتی کو دیکھ کر جلدی سے اس کی طرف بڑھا اور بولا "بچی جاوا بھی۔۔ بعد میں اپنے بھائی کے ساتھ آنا۔"

جیوتی نے کہا "کیوں بھئ مجھے تو ابھی بھگوان سے بات کرنی ہے۔"

پینڈت نے صبر سے کام لیتے ہوئے جواب دیا کہ "آج سب بھگوان کا مون برت (خاموشی کا روزہ) ہے۔"

جیوتی یہ سن کر اداس ہو گی اور پوچھا "کب ٹوٹے گا یہ برت۔"

پنڈت کچھ سوچتے ہوئے بولا "کل رات۔"

جیوتی اداس اور منہ لٹکائے واپس اپنے خیمے کی طرف آرہی تھی جب ظہر کی اذان جیوتی کے کانوں میں پڑی اور وہیں زمین پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے سکون سے اذان سننے میں مشغول ہو گئ۔ اذان ختم ہوئی تو جیوتی واپس خیمے کی طرح چل پڑی راستے میں اسے اپنی سہیلیاں مل گئیں اور وہ وہیں ان کے ساتھ اسٹاپو کھیلنے لگی۔ دوپہر ڈھلنے لگی تو جیوتی کو بھوک کا احساس ہوا۔ اپنی دوستوں کو کھیلتا چھوڑ کر وہ خیمے کی طرف دوڑی۔ ریکھا اوندے منہ پڑی سو رہی تھی۔ رمیش بوا کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اور کوئی تھا ہی نہیں تو کھانا کون بناتا۔ جیوتی کو بھوک ستانے لگی تو اس نے رمیش سے لڑنا شروع کر دیا کہ کچھ کھانے کو دے۔ رمیش نے دس روپے دیئے اور جیوتی نے گوتم کی دکان سے بسکٹ کا پیکٹ خرید کر کھایا۔

www.novelsclubb.com

شام کو گوپی جیوتی کے لئے اپنے ہی ہوٹل سے بچا ہوا کھانا لایا اور اس نے اور جیوتی نے مل کر پیٹ بھر کر کھایا۔ جیوتی نے ساتھ ساتھ مندر اور پنڈت کی ساری بات بتائی تو گوپی بولا کہ "تم کیوں ناراض ہو رہی ہو جب برت ٹوٹے گا تو چلی جانا اور

سارے سوال کر لینا۔"

جیوتی کسی کو بھی نہیں سمجھا پا رہی تھی کہ اسے کیا الجھن ہے۔ مگر اس رب العزت کو تو سب پتا تھا کہ وہ اس سے کیا چاہتا ہے۔

جیوتی نے گوپی سے کہا" گوپی مجھے پڑھنا ہے، اسکول جانا ہے جیسے استانی جی کی بیٹیاں پڑھتی اور اسکول جاتی ہیں۔ مجھے اوروں کی طرح کوڑا نہیں اٹھانا تو ابے سے بات کرنا مجھے اسکول جانے دے۔ ابا تیری بات مانتا ہے، اسے کہہ مجھے پڑھ کر استانی بننا ہے۔"

گوپی خاموشی سے جیوتی کی باتیں سن رہا تھا اور سوچ رہا تھا جیوتی واقع ہم سب سے مختلف ہے۔ گوپی جانتا تھا کہ ابا کبھی بھی اسکول جانے اور پڑھنے کی اجازت نہیں دے گا۔ جیوتی بات مکمل کرنے کے بعد گوپی کے جواب کی منتظر ہو گئی مگر گوپی کی خاموشی کو دیکھتے ہوئے دوبارہ سوال کیا" گوپی بول ناں تو ابے سے بات کرے گا نا؟"

گوپی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔جیوتی کو اس وقت چپ کروانے کے لئے گوپی نے حامی تو بھر لی مگر وہ جانتا تھا نہ اماں مانے گی اور نہ ہی ابا۔رات کھانے کے بعد رمیش نے گوپی سے شراب کے لئے پیسے مانگے تو گوپی بولا "ابا مجھے کچھ بہت ضروری بات کرنی تھی۔تو شراب پی لے گا تو بات سننے اور سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جائے گی۔پہلے میری بات سن لے اس کے بعد شراب لا کر دیتا ہوں۔"

رمیش جانتا تھا جب تک بات نہیں سنے گا وہ گوپی کی گوپی نہ تو پیسے دے گا اور نہ ہی شراب لا کر دے گا۔

رمیش نے کہا "ہاں بول مگر جلدی جلدی بات ختم کرنا۔" گوپی نے کہا کہ "جیوتی اسکول جانا چاہتی ہے۔اسے پڑھنا اور استانی بننا ہے۔ وہ کوڑا نہیں اٹھانا چاہتی۔وہ آفسرہ بننا چاہتی ہے۔ابا وہ ہم سب سے مختلف ہے اسے اسکول جانے دے۔"

رمیش گوپی پر چلانے لگا کہ "تیرا دماغ خراب ہے ہم بنجارے ہیں آج یہاں تو کل وہاں۔چار ماہ بعد ہم سندھ کے لئے نکلیں گے جب یہاں سردی شروع ہو گی۔تب

کیا کرے گی ہم سال میں کم از کم پندرہ بار جگہ بدلتے ہیں تو ہر بار نئے سرے سے داخلہ کروائیں گے۔"

گوپی رمیش کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا "ابا ہم کیوں کہیں ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ جیسے اور لوگ ایک جگہ پکا مکان بنا کر رہتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا پکا گھر کرائے پر لے لیتے ہیں کسی سستی جگہ پر۔ تو بھی میری طرح کسی ہوٹل پر نوکری کر لے۔ اگر تو کہتا ہے تو میں اپنے مالک سے بات کرتا ہوں۔ دن یا رات میں سے ایک شفٹ تو کر لے دوسری میں کر لوں گا۔ اماں بھی کوڑا اٹھانے کی بجائے لوگوں کے گھروں میں صفائی کا کام کر لے۔ ابا میں بھی روز جگہیں بدلنے سے تھک گیا ہوں۔ میں بھی جیوتی کی طرح ایک جگہ رہنا چاہتا ہوں۔ گھومتے گھومتے تھک گیا ہوں۔ ابا مان جا میری بات۔"

www.novelsclubb.com

رمیش نے کب ماننی تھی۔ اس نے گوپی کو مارنے کی کوشش کی اور گوپی پیچھے ہٹ گیا۔ ارجن اور رام درمیان میں آ گئے اور انھوں نے رمیش کو سمجھانے کی بہت

کوشش کی مگر رمیش پر تو جیسے گوپی کو مار دینے کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ چیخنے چلانے اور شور کی آواز پر لوگ اکٹھے ہو گئے۔اب ان کے خیمہ کے پاس آدم ہی آدم نظر آ رہا تھا۔

کسی نے قبیلے کے بزرگ حضرات کو جا کر بتایا کہ رمیش اور اس کے بیٹے گوپی میں جھگڑا ہو رہا ہے۔ گوپی قبیلے کے چند شریف نوجوانوں میں سے ایک تھا۔جوا، شراب، لڑکی کسی بھی چیز کا شوق نہیں تھا اسے۔

قبیلے کے بزرگوں کو حیرت ہوئی کہ گوپی لڑ رہا ہے۔ گوپی تو کبھی کسی سے اونچی آواز میں بات نہیں کرتا تھا۔ایک جرگہ سا لگ گیا۔ بزرگ حضرات چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ باقی قبیلے والے سب سامنے زمین پر بیٹھ گئے اور دونوں باپ بیٹوں سے باری باری سوال جواب ہونے لگے۔ گوپی واقع ایک اچھا انسان تھا اور محبت کرنے والا بھائی۔ دو چھوٹی بہنوں کی لاش کو گود میں اٹھا کر سڑک سے گھر لانے والا بھی گوپی ہی تھا جو کئی دن تب بھی روتا رہا یہی وجہ تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ جیوتی کا بھی وہی انجام ہو۔

رمیش نے بتایا سب کو کہ "گوپی قبیلے سے بغاوت کرنے کی بات کر رہا تھا اور روکنے پر اس نے لڑائی شروع کر دی۔"

گوپی خاموشی سے سنتا رہا۔ جب سب نے رمیش کی بات سن لی تو گوپی بولا "میں قبیلے سے بغاوت کیوں کروں گا۔ میں روز روز جگہ بدل کر تھک گیا ہوں۔ میری بہن اسکول جانا چاہتی ہے، پڑھنا چاہتی ہے، مگر ابا نہیں مان رہا۔ میں صرف چاہتا ہوں کہ یہاں بھکر میں ہی کسی سستی جگہ پر کرائے کا گھر لے کر ہم لوگ یہیں رہنے لگیں اور سب کوئی پکی نوکری کریں تاکہ گھر کا خرچ چل سکے۔ آپ سب بزرگ بتاؤ اس میں بغاوت کی کونسی بات ہے۔"

ایک بزرگ نے تو صاف کہہ دیا کہ "یہ بغاوت ہی ہے۔" مگر دو بزرگ نے پوری بات سننے کے بعد کہا "اب دنیا بہت آگے نکل گئی ہے۔ آج بچے جب پکے گھر اور سہولتیں دیکھتے ہیں تو ان کا بھی دل کرتا ہے کہ وہ بھی ویسی زندگی گزاریں۔ یہ سچ ہے کہ ایک جگہ مستقل قیام کرنا ہمارے لئے مشکل ہی نہیں نا ممکن ہے۔ لیکن اگر کوئی یہاں مستقل رہنا چاہتا ہے تو ہم میں سے کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

رمیش غصے میں بد تمیزی سے چلایا "یہ گوپی یہاں رہ جائے گا تو میرا خرچہ کون اٹھائے گا۔"

گوپی نہایت تحمل سے بولا "ابا سارا قبیلہ جانتا ہے کہ میں تیرا بیٹا نہیں۔ میں تین سال کا تھا جب بوا لاہور میں کسی اسکول ماسٹر شیخ دین محمد کے گھر کام کرتی تھی اور اس کی بیوی مجھے بوا کے پاس چھوڑ کر غسل خانہ گئی اور بوا مجھے اٹھا کر بھاگ گئی۔ اماں بھیک مانگنے مجھے ساتھ لے کر جاتی تھی تب سے اب تک میں کما کر دے رہا ہوں۔ ابا میں تھک گیا ہوں اب اس سب سے۔ میں سکون کی زندگی چاہتا ہوں اور جہاں تک جیوتی کا سوال ہے تو وہ بھی تیری بیٹی نہیں سارا قبیلہ یہ بات اچھے سے جانتا ہے۔ جیوتی بھی تو نے ہسپتال سے چرائی تھی جب تو اور اماں قصور کے ہسپتال میں صفائی کا کام کرتے تھے تب تم دونوں نے اسے مل کر چرایا تھا۔ ہم دونوں اس قبیلے سے نہیں اور ہم دونوں کا ان سب باتوں اور چیزوں سے دم گھٹتا ہے۔ ابا تو نہیں جانا چاہتا تو مت جا مگر ہمیں جانے دے تو بہت اچھی طرح جانتا ہے پاکستان اتنا

بڑا ہے کہ ہم دونوں بھاگ گئے تو ہمیں ڈھونڈ نہیں سکے گا تو تو ہمیں یہ انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور نہ کر۔"

ایک بزرگ جو کافی عمر رسیدہ تھے ان سب میں بولے "گوپی تم جیوتی کو لے کر جا سکتے ہو مگر یاد رکھنا یہ شریف انسان ہم سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ہی گمشدہ خون کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ ہماری لڑکی ریپ ہو کر آتی ہے تو بھی ہم بنجارے اسے قبول کرتے ہیں۔ شریفوں کی بیٹی ریپ ہو تو معاشرے کے ڈر سے یا تو لڑکی ماردی جاتی ہے یا لڑکی خود کو خود مار دیتی ہے۔
ہم تمہیں جانے سے روکیں گے نہیں لیکن اگر تمہیں شریفوں کا معاشرہ قبول نہ کرے تو واپس آجانا۔ ہم میں نہیں تو کسی بھی اور بنجاروں کی ٹولی میں شامل ہو جانا ۔۔ کوئی بھی بنجاروں کا قبیلہ تمہیں اپنانے میں دیر نہیں کرے گا۔ کیونکہ انھیں تمہارے مذہب، ذات پات، رنگ نسل اور حیثیت سے فرق نہیں پڑتا۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک بزرگ(آجے)نے پوچھا"بیٹا تم جاوگے کہاں؟کیا تم نے کچھ بھی سوچا ہے؟ رہوگے کہاں؟"

گوپی نے کہا"بزرگو میں نے کچھ بھی نہیں سوچا ابھی تک۔میں نے تو چاہا تھا کہ ابے سے بات کروں گا۔ابا مان گیا تو پھر سوچیں گے آگے کیا کرنا ہے۔"

انھیں عمر رسیدہ بزرگ آجے نے سوال کیا کہ"اب تو پتا چل گیا ہے نا تو اب کیا سوچا ہے۔"

گوپی نے بہت خود اعتمادی سے جواب دیا کہ"مجھے یقین ہے بھگوان نے کچھ اچھا ہی سوچا ہو گا ہمارے لئے۔کل میں جیوتی کو ساتھ نہیں لے کر جاوں گا پہلے میں رہنے کا بندوبست کر لوں پھر جیوتی کو بھی لے جاوں گا ایک دو دن کے اندر اندر۔۔۔جب تک رہنے کا بندوبست نہیں ہوتا تو یہیں رہیں گے۔"

www.novelsclubb.com

بزرگ آجے نے اٹھتے ہوئے کہا"رمیش اب تو کچھ نہیں کہے گا۔۔۔جانے دے انھیں۔ویسے بھی ایک بات یاد رکھنا جس نے جانے کا ارادہ کر لیا ہو اس نے رخت

سفر نہ بھی باندھا ہو تو بھی جان لو کہ وہ ذہنی طور پر جا چکا ہے اور ایسے کو روکنا بیکار ہے۔"

بزرگوں کے جاتے ہی لوگ بھی ادھر ادھر بکھر گئے گوپی نے رمیش کو شراب کی دو بوتلیں لا کر دیں۔ ریکھا، بوا اور رمیش تینوں شراب پی کر سو گئے۔ ارجن رام بھی جوئے کے اڈے سے اچھی خاصی شراب پی کر گرتے پڑتے خیمہ میں پہنچے۔ سیتا ابھی نہیں پہنچی تھی اور گیتا قبیلے کے کسی لڑکے کے ساتھ مستی کرنے میں مصروف تھی۔ جیوتی گوپی کی گود میں سر رکھ کر سکون کی نیند سو رہی تھی جبکہ گوپی سوچ رہا تھا کہ "اب اسے کیا کرنا ہے۔"

سوچوں نے نیند کو گوپی کی آنکھوں سے کوسوں دور کر دیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کون سے علاقے میں گھر لے۔ بہت سوچنے کے بعد اس نے طے کیا کہ ہوٹل کے مالک سے بات کرے گا وہی کچھ بہتر مشورہ دے سکتا ہے۔ گوپی اتنی بڑی دنیا میں چھوٹی سی جیوتی کو لے کر ایک ایسے سفر کی طرف نکلنے والا تھا جس کے راستے اور منزل دونوں کا ہی اسے کچھ علم نہیں تھا۔ بس ایک بات نے اس کے اندر جگہ لی

تھی کہ حرام کمائی اور حرام زندگی نہیں گزارنی۔ آنکھیں بند کیں اور خود ہی منہ میں بڑبڑایا "اوپر والے میری مدد کرنا۔ میرا تیرے سوا کوئی بھی نہیں۔"

سوچوں میں گھرے گوپی کو کب نیند آ گئی اُسے پتا بھی چلا۔ آج اذان کی آواز سے صرف جیوتی نہیں گوپی بھی اٹھ گیا۔ جیوتی نے گوپی سے کہا کہ "ایک بار اپنا مسئلہ استانی صاحبہ کو بتاتے ہیں اگر استانی صاحبہ نے مدد کی تو ٹھیک ورنہ پھر تم اپنے ہوٹل کے مالک سے بات کر لینا۔"

جیوتی نے وہ نئی فراک پہنی جو گوپی نے اسے لا کر دی تھی۔ گوپی بھی منہ ہاتھ دھو کر کالی جینز اور آسمانی شرٹ پہن کر جیوتی کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔

رمیش اور ریکھا مجبور تھے کیونکہ قبیلے کے بزرگوں کے فیصلے کے خلاف جانے کا مطلب تھا کہ "قبیلے سے نکال دیا جائے گا۔"

جیوتی گوپی کا ہاتھ پکڑ کر آگے آگے چل رہی تھی۔ استانی صاحبہ کی گلی کے اندر آتے ہی جیوتی کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ گوپی پریشان تھا کہ "کیا بات کرے گا اور کیسے کرے گا۔"

www.novelsclubb.com

جیوتی دروازہ کھٹکھٹانے لگی کیونکہ گھنٹی تک اس کا ہاتھ نہیں جاتا تھا تو گوپی نے منع کر دیا اور گھنٹی بجائی۔ کچھ ہی دیر میں استانی صاحبہ نے دروازہ کھولا اور جیوتی کو سامنے دیکھ کر مسکرا دیں۔ سائیڈ پر ہٹتے ہوئے اسے اندر آنے کے لئے کہا تو جیوتی بولی

"استانی صاحبہ میرا بھائی گوپی بھی ساتھ آیا ہے کیا وہ بھی اندر آ جائے۔"

حمیدہ نے غور کیا کہ جیوتی کے پیچھے ایک بہت پیارا سا لڑکا کھڑا تھا۔ اس کی شکل بہت جانی پہچانی لگ رہی تھی۔ حمیدہ سائیڈ پر ہو گئی اور انھیں اندر آنے کے لئے راستہ دے دیا۔

جیوتی اندر آتے ہی اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ گئی جبکہ گوپی کھڑا اس کی بے تلفی کو دیکھتا رہ گیا۔ حمیدہ کی ٹھہر ٹھہر کر نظر گوپی پر پڑے اور اسے لگے جیسے گوپی سے اس کا کوئی گہرا رشتہ ہو۔ اپنی طرف حمیدہ کو ٹھہر ٹھہر کر دیکھتے ہوئے دیکھ کر گوپی ہمت اکٹھی کر کے بولا "استانی صاحبہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ کہاں سے شروع کروں۔"

حمیدہ نے اسے کہا کہ "بیٹا آپ مجھے کچھ پریشان لگ رہے ہو کیا بات ہے۔"

گوپی نے کئی بار جملوں کو ذہن میں ترتیب دیا مگر جب زبان سے ادا کرنے کی کوشش کرتا تو سب لفظ بکھر جاتے۔اسے الجھا ہوا دیکھ کر حمیدہ نے جیوتی کی طرف دیکھا اور پوچھا کیا بات ہے "جیوتی تمہارا بھائی پریشان کیوں ہے؟"

اس سے پہلے کہ جیوتی کچھ بھی بولتی گوپی بولا "استانی صاحبہ کیا آپ جیوتی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہیں" اور یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ پھر اس نے حمیدہ کو مختصر الفاظ میں مگر تفیصل سے بتایا کہ "وہ اور جیوتی اغواشدہ بچے ہیں۔ گوپی کو لاہور میں کسی اسکول ماسٹر شیخ دین محمد کے گھر سے چرایا تھا اور جیوتی کو قصور کے ہسپتال سے۔"

حمیدہ کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے اور پوچھنے لگی "کیا تمہیں کچھ یاد ہے اپنی ماں کے بارے میں یا یہ کہ اور کون کون تھا تمہارے گھر میں؟"

گوپی نے بہت زور دے کر کہا "نہیں اماں کہتی ہے اس بیگم کی دو بڑی بیٹیاں تھیں مجھ سے جو اسکول پڑھتی تھیں۔ مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں۔ اماں کبھی کبھی بتاتی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

حمیدہ نے پوچھا کہ "کیا میں تمہاری اماں سے بات کر سکتی ہوں۔"

گوپی کو لگا کہ حمیدہ منع کر دے گی مگر پھر بھی اس نے باہر جا کر ریکھا کو بلایا کہ "استانی صاحبہ بلا رہی ہیں۔"

ریکھا آئی تو حمیدہ نے پوچھا کہ "اسے کہاں سے اور کب اغوا کیا تھا۔"

ریکھا نے منتیں شروع کر دیں کہ "پولیس کو مت بتانا ہم نے اب بچے چوری کا کام چھوڑ دیا ہوا ہے۔اب عزت سے کوڑا اٹھاتے ہیں۔"

حمیدہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئیں تھیں اور الفاظ کانپ رہے تھے۔اس نے پھر پوچھا کہ "اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو گی اور اس عورت کو ساتھ لاؤ گی جس نے یہ بچہ اغوا کیا تھا تو میں پولیس کو نہیں بتاؤں گی۔"

ریکھا نے بتایا کہ "ایک عورت ہے ان کے قبیلے کی بوا رادھا وہ تب ماسی شازیہ کے نام سے جانی جاتی تھی اور لاہور میں ایک دو گھروں میں کام کرتی تھی۔تب ہی کسی اسکول ماسٹر شیخ دین محمد کے گھر سے چرا کر لائی تھی۔"

حمیدہ نے کہا "اگر تم کل بوا کو لے آو گی تو تمہیں دس ہزار روپیہ دوں گی مگر لانا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

لازم۔"

پھر گوپی کے سر پر پیار دیتے ہوئے بولی "بیٹا جیوتی کو یہیں چھوڑ جاو تم بھی کل لازم آنا بوا رادھا کے ساتھ۔" گوپی حمیدہ کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگا اور "اچھا" کہتا ہوا ریکھا کے پیچھے چل پڑا۔

حمیدہ نے پیچھے سے آواز دی "اس بچے کا اصل نام محمد آبان ہے۔"

ریکھا اور گوپی دونوں ہی کے قدم رک گئے۔ حمیدہ نے لرزتی آواز سے کہا "میں منتظر رہوں گی کل بوا رادھا اور گوپی کی۔"

گوپی کے ساتھ ساتھ ریکھا کے دماغ میں بھی بہت سے سوال چلنے لگے۔ واپسی کا سارا راستہ ریکھا رمیش سے اسی بارے میں بات کرتی رہی جبکہ گوپی وہاں سے ہوٹل چلا گیا۔ مگر آج اس کا دل کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا جیسے اسے کل ہونے کا بہت شدت سے انتظار تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر استانی اس کا اصلی نام کیسے جانتی ہیں اور کیا سچ میں اس کا اصلی نام محمد آبان ہی ہے۔ اگر ہے تو کیا استانی اس کے والدین کے بارے میں بھی جانتی ہیں۔

دوسری طرف حمیدہ نے اسکول سے چھٹی کی۔جیوتی بہت خوش تھی۔حمیدہ نے اسے نہانے کے لئے کہا۔ایک مدت نالے یا جوہڑ کے پانی میں نہانے والی جیوتی جب صاف پانی سے نہائی تو بہت ستھری اور پیاری لگنی لگی۔حمیدہ نے اسے اپنی بچیوں کے پرانے سامان میں سے ایک فراک نکال کر دی پہننے کے لئے اور کہا کہ پھر اسے نئے کپڑے لادے گی۔جیوتی کے لئے یہ سب بہت الگ اور خوبصورت خواب جیسا تھا۔

حمیدہ ظہر کی نماز پڑھنے لگی تو جیوتی نے اسے کہا کہ "وہ بھی نماز پڑھنا چاہتی ہے کیا حمیدہ اسے نماز سیکھائے گی۔"

سب سے پہلے حمیدہ نے اسے وضو کرنا سیکھایا پھر اپنے ساتھ نماز پڑھائی کہ "میں اونچی اور رک رک کر پڑھوں گی۔تم میرے پیچھے سننا۔جب یاد ہو جائے گی ساری نماز تب خود پڑھنا۔"

شام تک یہ بات پورے محلے میں پھیل گی کہ اماں حمیدہ نے گھر پر ایک ہندو بچی رکھ لی ہے اور سارے محلے کو اس پر اعتراض تھا۔محلے کے کچھ معززین خواتین اور مرد

مل کر حمیدہ سے بات کرنے آئے۔

حمیدہ کو بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ جس محلے میں اس نے اتنے سال گزارے وہاں اسے یہ سب بھی سہنا ہو گا۔

ایک عورت نے کہا کہ " باجی حمیدہ آپ ہمارے محلے کی سب سے اچھی اور شریف عورت ہیں۔ ہم سب کے لئے آپ کے گھر اور مسجد میں کوئی فرق نہیں۔۔

سارے محلے کے بچے قرآن پاک پڑھنے آتے ہیں آپ کے گھر۔اب آپ نے ایک ہندو بچی کو پناہ دے کر گھر کو ناپاک کر لیا ہے۔"

حمیدہ سب کے اعتراضات خاموشی سے سنتی رہی پھر جب اپنے اعتراضات بیان کر چکے تو بولی "آپ سب کیسے مسلمان ہیں۔ مسلمان ہونے کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ انسان سوچ بھی روشن خیالی سے۔میں ایک حافظ قرآن پاک اور امام مسجد کی بیٹی ہوں اور خود بھی حافظ قرآن پاک ہوں۔ میں کیوں کچھ بھی ایسا کروں گی جس سے میرا اللہ ناراض ہو گا۔ہاں یہ بچی ہندو ضرور ہے اور ایک بات میں نے اسے پناہ نہیں دی۔اسے اپنایا ہے۔ جسے اللہ نے اپنا لیا اسے میں اپنانے سے کیسے انکاری ہو سکتی

ہوں۔۔۔ پچھلے ایک مہینے سے یہ بچی مجھ سے اذان نماز اور قرآن پاک کے بارے میں سوال کرتی ہے۔اس کے دل میں اللہ سبحان و تعالی نے اپنی تلاش ڈال دی ہے اور اس کی رہنمائی نہ کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔"

ایک محلے دار آدمی نے پوچھا "اپنا یا کا کیا مطلب استانی صاحبہ؟"

حمیدہ نے کہا "آسان لفظوں میں یہ کہ میں نے اسے اپنی بیٹی مان لیا ہے۔وہ اب مستقل میرے ساتھ رہے گی۔"

ایک بدلحاظ اور بدزبان قسم کی عورت بولی "لو بھئی اب ایسی عورت کے پاس کیا ہم بچے قرآن پاک پڑھنے بھیجیں گے جس نے گھر ہی ناپاک کر لیا ہو۔"

جتنے منہ اتنی باتیں ہوئیں۔حمیدہ سب کے اعتراضات سنتی رہی جب سب بول کر چپ ہو گئے تو حمیدہ نے کہا "مجھے ایک سے دو ہفتے کا وقت دیں آپ لوگ میں یہ گھر اور محلہ چھوڑ دوں گی۔اس ایک ہفتے میں میں اپنے رہنے کا بندوبست کر لوں۔"

کچھ لوگ چاہتے تھے کہ اماں حمیدہ یہاں سے نا جائیں بس اس بچی کو بھیج دیں مگر حمیدہ اس بات پر راضی نہیں تھی۔اس کے خیال میں "جب اللہ تعالی نے اس بچی

کے دل میں اپنی محبت پیدا کر دی ہے اور حمیدہ کو یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی کے لئے چنا ہے تو وہ کیسے اس سے انکار کر سکتی ہے۔"

لوگ کسی حال میں بھی خوش نہیں رہتے وہ لوگ جو اکٹھے ہو کر حمیدہ کے فیصلے کے خلاف بات کرنے آئے تھے اب اس بات پر نالاں تھے کہ حمیدہ کے جانے سے جو خلا بنے گا اسے کیسے پر کیا جائے گا۔ محلے میں کسی نے کہیں جانا ہوتا تو اپنے بچے حمیدہ کے پاس چھوڑ جاتا۔ کسی کو پیسے چاہیے ہوتے تو حمیدہ خاموشی سے مدد کر دیتی کانوں کان کسی دوسرے کو خبر نہ ہونے دیتی۔ دیورانی جیٹھانی کی لڑائی ہو جائے تو دل صاف کروا کر صلح کروا دیتی۔ ساس بہو کا جھگڑا ہو تو انھیں سمجھاتی کہ تم دونوں کے جھگڑے میں تکلیف میں وہ آئے گا جس سے تم دونوں ہی بہت محبت کرتی ہو۔ وہ کسے چنے ایک کا بیٹا ہے تو ایک کا شوہر الغرض حمیدہ ایک فرشتہ تھی اور اب سب کو یہ تھا کہ جانے کون اور کیسا ہو جو یہاں آ کر بسے۔

دن چڑھے حمیدہ نے کافی پراپرٹی ڈیلرز سے گھر کی قیمت لگوا کر بیچنے کی بات کی اور

اپنی ایک دور کی خالہ ساجدہ سے لاہور میں اپنے گھر کے قریب کوئی گھر دیکھنے کی بات کی۔

حمیدہ کی بیٹیوں نے جیوتی کو بہت دل اور خلوص سے اپنایا۔اس کے بال کافی چھوٹے کاٹ دیے تاکہ جووں کا خاتمہ ہوسکے۔اسے سمجھایا کہ ناک، پاوں یا سر میں ہاتھ نہیں مارتے۔حمیدہ خوش تھی کہ اس کی بیٹیاں اس کے فیصلے میں اس کے ساتھ تھیں اسے اور کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

صبح صبح دروازہ کھٹکھٹنے پر حمیدہ کا دل بہت زور سے دھڑکا جیسے کلیجہ منہ کو آئے گا۔ وہ صحن میں بچھی تخت نما چارپائی پر کسی گہری سوچ میں ڈوبی بیٹھی تھی۔دروازہ کھٹکھٹنے کی آواز نے جیسے اسے چونکا دیا"اچھار کو میں آئی" کہتی ہوئی وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

دروازہ کھولا تو سامنے گوپی، ریکھا، رمیش اور بوا رادھا۔رادھا کو دیکھتے ہی حمیدہ نے اسے اور اس نے حمیدہ کو پہچان لیا۔دو سال کام کیا تھا رادھا نے اس کے گھر اور حمیدہ اس پر بہت اعتبار کرنے لگی تھی۔

اس سے پہلے کہ حمیدہ کچھ بھی کہتی رادھا اس کے پاوں میں گر گی کہ "مجھے معاف کر دو۔میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ زندگی میں دوبارہ ملاقات ہو گی۔مجھے لگا کہ میں اس بچے کو لے جاوں گی اور یہ مستقبل میں میری کمائی کا ذریعہ بنے گا۔"

حمیدہ کو یہ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ جیوتی کا شکریہ ادا کیسے کرے کہ اس کی وجہ سے اسے اپنا بیٹا سات سال بعد ملا۔وہ بیٹا جس کے کھو جانے کے بعد اس کی دنیا ہی ختم ہو گئ تھی۔شوہر سارا سارا دن سڑکوں پر مارا مارا پھرتا تھا اپنے لخت جگر کو ڈھونڈنے کے لئے اور اسی ذہنی پریشانی میں وہ تیز دھوپ میں روڈ کراس کر رہا تھا کہ موٹر سائیکل سے ٹکر ہوئی۔سر پر چوٹ آئی اور موقع پر انتقال کر گیا۔بیٹے کے اغوا کے بعد تو حمیدہ کی دنیا ہی ختم ہو گئ تھی۔بیٹا اغوا ہو گیا،شوہر خالق حیقیقی سے جا ملا اس سب پریشانی میں تین ماہ کا حمل ضائع ہو گیا۔حمیدہ پہلے پہل تو اللہ تعالی سے بہت شکوے کرتی کہ "میں ہی کیوں اللہ تعالی۔ہر بار ہر آزمائش میری ہی کیوں؟" مگر پھر آہستہ آہستہ اس نے اللہ کی رضا میں راضی رہنا شروع کر دیا اور آج اللہ تعالی واقع ہی اس سے راضی ہو گیا کہ اسے اس کا کھویا ہوا بیٹا زندہ سلامت واپس مل گیا۔

رادھا کیا کہہ رہی تھی حمیدہ نہیں سن سکی۔اس نے بس اپنی بیٹیوں کو آواز دی "رخشندہ فرخندہ بیٹا باہر آو"اور ماں کی کانپتی لرزتی آواز پر دونوں دوڑتی ہوئی باہر آئیں۔جیوتی بھی ان کے پیچھے باہر صحن میں آگئی۔ماں کی حالت دیکھ کر فرخندہ پانی لینے کچن کی طرف ڈوری اور رخشندہ نے حمیدہ کو پکڑ کر تخت نما چار پائی پر بیٹھایا۔جیوتی بھی پاس کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔گوپی بھی حیرت اور پریشانی دونوں ہی طرح کے جذبات کا شکار تھا۔

رخشندہ نے پوچھا"امی کیا ہوا ہے آپ کیوں اتنی پریشان ہو گئیں"اور پھر اس نے نظر اٹھا کر وہاں موجود ہر انسان کو ایسے دیکھا جیسے وہ سب اس کی ماں کی اس حالت کے ذمہ دار ہوں۔فرخندہ نے پانی کا گلاس حمیدہ کے ہونٹوں سے لگایا اور وہ سپ سپ پینے لگی۔دو تین گھونٹ پی کر حمیدہ نے گلاس سائیڈ پر رکھ دیا اور رخشندہ فرخندہ کی طرف دیکھ کر بولی یاد ہے "بچپن میں ہمارے گھر کام کرنے والی ماسی شازیہ ابان کو اغوا کر کے لے گئی تھی۔"

www.novelsclubb.com

رخشندہ بولی "جی امی بلکل یاد ہے بھلا یہ بھی کوئی بات ہے بھولنے والے۔"

حمیدہ نے رادھا کی طرف انگلی کی اور بولی "یہ ہے ماسی شازیہ۔"

رخشندہ اور فرخندہ دونوں ہی غصے سے بھری اور پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگیں

پھر حمیدہ نے گوپی کی طرف اشارہ کیا اور بولی "یہ ہے تمہارا بھائی شیخ محمد آبان۔"

سب ہی جیسے وہاں موجود لوگ بت بن گئے تھے۔ دیکھ تو سب سکتے تھے ایک دوسرے کو مگر بولنے کی سکت نہیں تھی کسی میں۔

رادھا نے حمیدہ کے پاوں پکڑ لئے کہ "مجھے معاف کر دو اور پولیس کے حوالے مت کرنا۔ وہ اب کبھی کسی کا بچہ چوری نہیں کرے گی۔ بلکہ یہ کام تو کب کا چھوڑ دیا ہوا ہے۔"

حمیدہ مسکرا دی اور بولی "میرا بیٹا مجھے میرے رب العزت نے واپس لوٹا دیا میں نے تجھے معاف کیا مگر یاد رکھنا چیزوں کے جانے کا غم بہت وقتی ہوتا ہے۔ اولاد کے جانے کا غم قبر تک ساتھ جاتا ہے اور جب جب دل تڑپتا ہے اپنی اولاد کے لئے تب

تب بد دعا نکلتی ہے۔اتنی بد دعائیں مت اکٹھی کرو کہ تمہاری زندگی اور موت دونوں ہی تکلیف دہ ہوں۔"

حمیدہ نے گوپی کو سینے سے لگا کر سالوں کی پیاس بجھانے کی کوشش کی مگر سالوں کی پیاس لمحوں میں کیسے بجھتی ہے۔سب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔خوشی کے آنسو کھوئے ہوئے کو پانے کی خوشی کے۔کتنی ہی دیر حمیدہ گوپی کو پیار کرتی رہی۔ریکھا، رمیش اور رادھا کھڑے دیکھتے رہے۔

حمیدہ نے رخشندہ سے کہا کہ "اس نے دراز میں دس ہزار روپیہ رکھا ہے لا کر دے۔"

جب رخشندہ لے کر آئی تو ریکھا کو دیتے ہوئے حمیدہ بولی "میں صرف یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ میرا دل جس چیز کی گواہی دے رہا ہے وہ سچی ہے کہ نہیں۔میری ایک درخواست ہے کبھی کسی کا بچہ مت اغوا کرنا۔ماں باپ جیتے جی مر جاتے ہیں۔"

حمیدہ کو بہت سے کام کرنے تھے۔اسی لئے اس نے ریکھا کو پیسے دیتے ہی ان تینوں کو اپنے گھر سے جانے کے لئے کہا۔ان کے جانے کے بعد اس نے رخشندہ سے کہا کہ "بھائی کا منہ ہاتھ دھلوائے اور اسے ناشتہ کروائے۔"

حمیدہ کو ابھی اپنی دونوں بیٹیوں کے اسکول سے اسکول چھوڑنے کے سرٹیفکیٹ لینے تھے۔

گھر بیچنے لگا یا تو لوگ دیکھنے آنے لگے۔امام صاحب کا گھر کافی بڑا اور خوبصورت تھا۔ ڈھائی کروڑ میں آسانی سے گھر بک گیا اور حمیدہ سامان دو ٹرکوں پر لاد کر لاہور چل پڑی جہاں اس کی دور کی خالہ نے اپنے ساتھ والے خالی گھر کو خریدنے کی بات مالک سے کر لی تھی گوپی اور جیوتی بھی اب ان کے ساتھ تھی۔

جب لاہور پہنچے تو خالہ ساجدہ اتنے سالوں بعد حمیدہ اور اس کے بچوں سے مل کر بہت خوش ہوئی۔خالہ ساجدہ نے پوچھا" یہ آبان ہے نا؟؟اسے تو تمہاری کام والی ماسی اغوا کر کے لے گئ تھی نا۔"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "جی اور احساس ہونے پر واپس کر گی کہ معاف کر دو ورنہ خدا معاف نہیں کرے گا۔"

خالہ ساجدہ نے جیوتی کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا "یہ کون ہے؟"

حمیدہ جیوتی کے سر پر پیار کرتے ہوئے بولی "خالہ آپ کو یاد ہے جب ان کے ابا دین محمد فوت ہوئے تھے تو میں حمل سے تھی تین ماہ کا حمل تھا؟"

خالہ ساجدہ دماغ پر زور دیتے ہوئے بولی "ہاں بلکل یاد ہے۔ تمہارے سسرال والوں نے ایسی حالت میں بھی ترس نہیں کھایا تھا اور تمہیں دین محمد کے گھر سے نکل جانے کو کہا تھا کہ کہیں جائیداد میں حصہ نہ مانگ لو تم تو تمہاری امی اپنے ساتھ لے گئیں تھیں۔"

www.novelsclubb.com

خالہ ساجدہ اتنا کہہ کر چپ ہوئیں تو حمیدہ بولی "تو یہ بیٹی وہیں ہوئی تھی۔"

خالہ ساجدہ غور سے دیکھتے ہوئے بولیں "ماشاءاللہ آنکھیں تو تم جیسی ہیں موٹی موٹی اور سنہری۔ کیا نام ہے اس کا"

سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا کیونکہ نام بدلنے کا کسی نے سوچا ہی نہیں تھا۔ حمیدہ کو خیال آیا کہ جگہ بدلنے کے ساتھ نام بدلنا بھی اتنا ہی ضروری تھا۔

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "نور۔۔۔ نور محمد نام ہے اس کا مطلب روشنی اور یہ کہتے ہوئے بھورے بالوں والی جیوتی جو کہ اب نور تھی اسے پیار کرنے لگی۔"

اے خالق کونین یہ تو نے بھی سنا ہے
دنیا کا گماں ہے کہ غریبوں کا خدا ہے
تو جن کا خدا ہو ان کا ہو گردش میں ستارہ
کیا تیرے کرم کو یہ ستم بھی ہے گوارا

خالہ ساجدہ نے جو گھر دیکھ رکھا تھا وہ ان کے گھر کے ساتھ ملحق تھا اور کافی بڑا تھا۔ چار کمرے ڈرائینگ روم، کچن بہت اچھا بڑا اور ہوادار تھا۔ نیا گھر پرانی طرز پر بنا ہوا تھا۔ چاروں طرف کمرے تھے اور درمیان میں کافی بڑا صحن تھا جس میں چاروں طرف کیاریاں بنی ہوئی تھیں اور بڑے بڑے گملوں میں بھی کافی پودے لگے

www.novelsclubb.com

ہوئے تھے۔

حمیدہ نے لاہور آتے ہی نور کی پیدائش کا سرٹیفکیٹ بنوانے کی کوشش شروع کر دی۔کافی مشکل آئی مگر اللہ تعالی کی مدد رہی اور بن گیا۔اس میں جیوتی کا نام نور شیخ محمد رکھا گیا۔اب نور ایک مسلمان بچی تھی اور معاشرے کے لئے یہ قابل قبول تھی۔

حمیدہ نے یہاں آتے ہی بچیاں سرکاری اسکول میں داخل کروائیں۔نور کو بھی اسکول بھیج دیا گیا۔آبان کو گھر کی بیٹھک میں پرچون کی دکان کھول دی جسے باہر سے بھی دروازہ لگتا تھا۔آبان کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا تو اس کو اسکول میں داخلہ ملنا ناممکن تھا۔ رخشندہ اور فرخندہ شام کو اسے پڑھاتیں اور وہ رات دیر تک پڑھتا رہتا تاکہ پرائیوٹ میٹرک کے پیپر دے سکے۔

www.novelsclubb.com

نور اور آبان دونوں ہی بہت خوش تھے۔رخشندہ اور فرخندہ بھی اپنے بھائی اور ساتھ میں ایک پیاری سی چھوٹی بہن کے ملنے پر بہت خوش تھیں۔حمیدہ نے یہاں بھی اسکول میں نوکری کرلی پچھلے تجربوں اور سرٹیفکیٹ کی وجہ سے اسے اسی

سرکاری اسکول میں پرنسپل کی نوکری مل گئی جہاں اس نے بچیوں کا داخلہ کروایا تھا۔شام کو گھر پر محلے کے بچوں کو ٹیوشن پڑھانا شروع کر دی اور اگر کوئی قرآن پاک پڑھنا چاہتا تو فی سبیل اللہ پڑھاتی بنا ایک روپیہ لیے۔اس سب سے گھر کا خرچ اچھا خاصا چل رہا تھا۔نور اور آبان نے نماز پڑھنی سیکھ لی اور دونوں ہی حمیدہ سے قرآن پاک پڑھنا شروع ہو گئے۔نور کو ایسے لگنے لگا کہ وہ حمیدہ کی اپنی بیٹی ہے اور سب اس کے سگے بہن بھائی ہیں۔وقت گزرنے لگا اور سب ہی خوش اور مطمئن تھے۔

حمیدہ روز شام کو کھانے سے پہلے اپنے چاروں بچوں کو دنیا کی اونچ نیچ سمجھاتی اور بتاتی کہ کچھ بھی حالات ہوں کبھی اللہ تعالی سے بدگمان مت ہو کیونکہ وہ ہمیں ہر مشکل کے بعد آسانی ضرور دیتا ہے۔نور کو ہر چیز جاننے اور سننے سمجھنے کا بہت شوق تھا۔

رات کھانے کے بعد سب بیٹھے دن بھر کی باتیں کر رہے تھے جب نور نے پوچھا "امی میری اسلامیات کی ٹیچر نے کل بحث کا ٹاپک (تکبر اور عجب میں کیا فرق ہے) چنا ہے آپ مجھے سمجھائیں نا اس میں کیا فرق ہے؟؟؟"

حمیدہ مسکرا دی اور رخشندہ سے کہا کہ "وہ اس کے لئے چائے بنا کر لائے" پھر بولی "میری بچی عام لوگ تو اسے ایک ہی سمجھتے ہیں اور معنی کے لحاظ سے بھی دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں مگر ایک باریک فرق ان کے درمیان موجود ہے اور وہ یہ کہ (عجب خود پسندی ہے جبکہ تکبر خود پسندی کے علاوہ دوسروں پر اپنی بڑائی جتانا ہے) یعنی جب انسان اپنے آپ میں کوئی کمال یا اچھائی دیکھے تو اس پر خوش ہونے کے علاوہ غرور کرنے لگے یہ تو ہوا عجب مگر جب خود پر غرور کے ساتھ ساتھ دوسروں کو کمتر جانے اور ان کے عیب نکالنے لگے یہ تکبر کہلاتا ہے۔"

جب حمیدہ خاموش ہوئی تو نور نے پھر سوال کیا "میری استانی کہتی ہیں کچھ لوگ اللہ سے بھی ریاکاری کرتے ہیں بھلا اللہ سے ریاکاری کیسے ہو سکتی ہے؟"

www.novelsclubb.com

حمیدہ کی جگہ رخشندہ نے نور کو سمجھاتے ہوئے جواب دیا"میری ننھی سی بہن کسی بھی کام میں خلوص کا عنصر نہ ہونا ہی ریاکاری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بھی ریاکاری پر مبنی ہو سکتا ہے۔اس کے بندوں سے تعلق میں ریاکاری ہو تو عبادت میں خلوص و محبت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ کسی بھی نیک کام کو کرنے میں نیت کا اخلاص لازمی ہے۔اگر ہمارا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو گا تو وہ ریاکاری نہیں لیکن اگر ہم دوسروں کی واہ واہ پانے اور اپنی شہرت کے لئے اللہ کے بندوں کی مدد کریں یا دھکاوے کے لئے عبادت کریں تو یہ اللہ تعالی کے ساتھ ریاکاری ہے۔"

نور مسکرادی اور رخشندہ کے گلے میں باہیں ڈال کر شکریہ ادا کرتے ہوئی بولی

"میری آپی سب سے اچھی ہیں"۔

رخشندہ اسے ڈانٹنے والے انداز میں بولی"چلو چلو بہت ہو گیا مسکا پالش اب سونے چلو ورنہ صبح اسکول کے وقت آنکھ نہیں کھلے گی۔"

وقت تیزی سے گزرنے لگا اور تین سال گزر گئے رخشندہ نے میٹرک کر لیا۔

فرخندہ نویں میں تھی۔ آبان بھی گھر پر پڑھ رہا تھا اور اب اس نے اتنی تیاری کر لی

تھی کہ وہ ساتویں کلاس کا ٹیسٹ دے کر آٹھویں میں بیٹھ سکے۔

وہ زخم زخم پہ کرتا تھا۔۔۔شکر کا سجدہ
خدا کے عشق میں لذت۔۔۔عجیب گھاو کی تھی

نور ذہین تھی تو اسے بھی پہلی میں داخلہ کروایا اور گھر میں ساتھ ساتھ حمیدہ نے دوسری کلاس کی تیاری کرواتی رہی اور اس طرح چھ ماہ بعد پہلی پڑھ کر دوسری کے پیپر دے کر وہ تیسری میں ڈبل پروموٹ ہو گئی۔اس طرح نور ایک سال میں دو کلاسز پڑھ کر پانچویں میں تھی اور اب حمیدہ چاہتی تھی کہ وہ ریگولر پڑھے۔رخشندہ کو حمیدہ کی طرح پڑھانے کا شوق تھا اور وہ پروفیسر بننا چاہتی تھی اسے ہسٹری جاننا اور پڑھنا پسند تھا اور وہ اسی میں ایم اے کرنا چاہتی تھی تو ایف اے میں اس نے اسی مناسبت سے مضامین رکھے۔بڑی دونوں بہنیں الگ کالج میں جانے لگیں تو حمیدہ خود نور کو ساتھ لاتی اور ساتھ ہی اسکول لے کر جاتی۔

حمیدہ اور نور اسکول سے واپس گھر آرہے تھے جب نور نے حمیدہ کو بتایا کہ "اسے آج اردو کی ٹیچر نے ایک بہت مزے کا موضوع دیا ہے مکالمہ لکھنے کے لئے"

حمیدہ نے پوچھا "اچھا کونسا موضوع ملا ہے "نور نے خوش ہوتے ہوئے بتایا "امی آج ہماری ٹیچر نے مختلف ٹاپک پرچیوں پر لکھ کر انھیں فولڈ کر کے ایک باکس میں ڈالے ہوئے تھے اور سب کو ناموں کی ترتیب سے بلاتی گئیں اور کہا کہ ہر کوئی خود ایک پرچی نکالے اور جو ٹاپک اس پر لکھا ہوا ہے کل اس پر مکالمہ لکھ کر لائے۔"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "وہ اس طرح اس لئے کرتی ہو گی کہ سب میں بحث شروع ہو جاتی ہو گی کہ ٹیچر نے فلاں کو آسان ٹاپک دیا فلاں کو مشکل دیا ہے۔ ہے ناں"

نور نے مسکرا کر کہا "جی امی بلکل یہی وجہ ہے۔"

حمیدہ نے نور سے پوچھا "میری بیٹی کے حصے میں کونسا موضوع آیا ہے؟"

نور چہکتے ہوئے بولی "امی ابھی نہیں بتانا سرپراز ہے۔ میں لکھوں گی تو رات کو آپ کو سناوں گی بتایئے گا کیسا لکھا ہے۔"

www.novelsclubb.com

حمیدہ بولی "ٹھیک ہے میری جان۔"

گھر پہنچے تو فرخندہ اور آبان رخشندہ کے پیچھے بھاگ رہے تھے پتا چلا کہ رخشندہ نے پیزا بنایا تھا اور دونوں سارا کھا گئے تھے اس نے دو سلائس حمیدہ اور نور کے لئے رکھے تھے وہ بھی دونوں مانگ رہے تھے۔ حمیدہ گھر میں اس ہنسی مذاق کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرنے لگی کہ "خدا نے اس کے اداس گھر کو خوشیوں سے بھر دیا۔" نور نے حمیدہ کا سلائس بھی کھالیا کہ "وہ چھوٹی ہے اور آبان نور سے لڑنے لگا۔" نور تو ہمیشہ سے آبان کے لئے بہت خاص تھی۔اس کی چھوٹی سی گڑیا۔رخشندہ نے کھانا بھی بنایا ہوا تھا سب نے مل کر کھانا کھایا۔ابھی کھانے سے فارغ ہوئے تھے کہ ٹیوشن والے بچے آگئے۔اب رخشندہ بھی حمیدہ کی مدد کرتی تھی انھیں پڑھانے میں۔فرخندہ اور نور پڑھنے بیٹھ گئیں جبکہ ابان اپنی کتابیں لے کر دکان میں چلا گیا وہ وہیں بیٹھ کر پڑھتا تھا رات آٹھ بجے وہ دکان بند کر دیتا تھا۔

نور نے لکھ لیا مکالمہ اور اب انتظار کرنے لگی کہ عشاء کی نماز پڑھ کر جب سب فارغ ہوں گے تو سنائے گی۔عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد حمیدہ چائے پیتی تھی اور اکثر

رخشندہ بھی چائے پیتی مگر چھوٹے تینوں کو سونے سے پہلے لازم دودھ پینا ہوتا تھا۔

رخشندہ نے اپنی اور حمیدہ کی چائے بنائی اور فرخندہ نے باقی تینوں کے لئے دودھ گرم کیا۔ فرخندہ نے نور کو بے چین دیکھا تو بولی "جاو لاو سناو ہمیں مکالمہ ورنہ تمہیں چین نہیں آنا۔"

نور چھلانگیں لگاتی ہوئی اپنی کاپی لینے چلی گئ۔ بہت ہی چہکتی آواز میں بولیں "بھئ اچھا لگے تو سچے دل سے تعریف بنتی ہے"

آبان نور کو چھیڑتے ہوئے بولا "لو بھئ محترمہ ہم تعریف پہلے کئے دیتے ہیں تم بعد میں سنا دینا۔"

نور کا منہ بن گیا اور ناراض ہوتے ہوئے بولی "اب نہیں سناوں گی میں"

اس کی اس بات پر حمیدہ آبان سے ناراض ہوتے ہوئے بولی "ناستاو چھوٹی بہن کو" فرخندہ چڑی اور بولی "چھوٹی بہن سب کے حصے کی چیزیں کھا جاتی ہے۔ چھوٹے ہونے کا بہت فائدہ لیتی ہے۔"

حمیدہ مسکرانے لگی اور نور حمیدہ کے پیچھے چھپ کر آبان اور فرخندہ کو زبان نکال کر

چڑانے لگی۔ فرخندہ چڑنے والے انداز میں بولی "سناو بھی۔۔۔ کیونکہ تم نے کونسا سنائے بنا سکون سے بیٹھنا ہے۔۔۔ آخر ہم بھی تو دیکھیں کہ کیا لکھا ہے میڈیم جی نے۔"

نور اپنی قمیض کا گلہ ٹھیک کرتے ہوئے کاپی سے دیکھ کر پڑھنا شروع ہو گئ۔

نور بولی "سب سے پہلے تو یہ بتادوں میرا موضوع ہے *انسان اور ضمیر*"

"وہ رو رہا تھا کیونکہ وہ آج پھر زخم خوردہ تھا۔ وہ اپنے ربّ سے لوگوں کی زیادتیوں کی شکایت کر رہا تھا۔ اس نے آسمان کی جانب ایک نگاہ ڈالی لیکن وہاں چار سو خاموشی تھی اس نے دوبارہ اپنے اندر جھانکا جہاں اس کے ضمیر اور انا کے بیچ سخت کشمکش جاری تھی۔ انا جو شکوہ کرتی اس کا ضمیر اسے اس کا جواب دے دیتا۔ یہ ایک طویل بحث تھی جو طول پکڑتی جا رہی تھی۔"

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آخر انسان نے تھک کر ضمیر کو مخاطب کیا" تم مجھے سمجھا رہے ہو تمہیں معلوم بھی ہے کہ میں نے لوگوں کے ساتھ کبھی برا نہیں کیا پھر وہ میرے ساتھ برا کیوں کرتے ہیں؟"

ضمیر نے کہا" ہاں میں جانتا ہوں تم جان بوجھ کر کچھ برا نہیں کرتے لیکن تم لوگوں کی ہر برائی پر انہیں برا بھلا کہتے ہو۔ ہو سکتا ہے یہی وجہ ہو کہ وہ تم سے محبت نہیں کر پاتے۔"

انسان بولا" یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔۔۔ برائی تو ان کی طرف سے ہوتی ہے اب میں انہیں برا بھی نہ کہوں۔ میں کوئی فرشتہ تو نہیں جو کچھ بھی محسوس نہ کرے میں انسان ہوں اور یہ ہی میری کمزوری ہے۔"

www.novelsclubb.com

ضمیر نے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا" ہاں مت کہو برا، صبر کرو۔ صبر میں بہت اجر ہے۔ بے شک تم فرشتہ نہیں لیکن انسان تو ہو، اور انسان صبر کر کے وہ مقام حاصل کر سکتا ہے جو فرشتوں کو بھی حاصل نہیں۔"

انسان جو ضمیر کی بات سے متفق نہیں تھا بولا "چلو مان لیا! لیکن میں صبر ہی تو کرتا ہوں کیا کبھی ان کو پلٹ کر جواب دیا یا کبھی ان سے قطع تعلق کیا۔اللہ نے رشتوں کو جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے تبھی میں نے ان کے ہر ظلم پر چپ سادھی ہے کہ کہیں رشتے نہ ٹوٹ جائیں۔ لیکن اب بس! اب میں بھی ان کے ساتھ ویسے ہی پیش آؤں گا جیسا وہ مجھ سے پیش آتے ہیں۔"

ضمیر جو مسلسل انسان کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا بولا "نہیں تم یہاں غلط ہو اور تم ہر گز صبر نہیں کرتے۔"

انسان طیش میں آکر بولا "یہ صبر نہیں تو اور کیا ہے؟ کبھی ان سے بدلہ نہیں لیا، ان کے ظلم پر چپ رہا، ان کو پلٹ کر جواب نہیں دیا۔ لیکن اب میں برابر بدلہ لوں گا تا کہ انہیں اندازہ ہو کہ میں کوئی معمولی چیز نہیں ہوں۔"

ضمیر نے بھی فوراً جواب دیا "صبر ہمیشہ پہلی چوٹ پر ہوتا ہے۔ایسے نہیں کہ دل میں پہلے برا بھلا کہو گالیاں دو اور پھر چپ کر جاؤ اور کہو کہ اچھا! چلو میں نے صبر کر

لیا۔ صبر تو تب تھا جب تمہیں تکلیف پہنچے تو تم دل میں بھی انہیں برا نہ کہو اور اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دو۔"

انسان جو غصے سے بھرا بیٹھا تھا بولا "اچھا! میں تو بہت برا ہوں نا تو پھر تم ہی بتا دو صحیح کیا ہے۔"

ضمیر اسکے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا "دیکھو! یہ جو مشکلات ہیں یہ اللہ ہی کی طرف سے تمہاری آزمائش ہیں، اور انکو کشادہ دلی سے قبول کرنا اور ان پر ترکِ شکایت ہی صبر ہے۔"

انسان نے سوال کر دیا "لیکن میرا دل لوگوں کے رویّے پر بہت روتا ہے، میں کیا کروں؟"

www.novelsclubb.com

ضمیر نے جواب دیتے ہوئے بولا "سب سے پہلے صبر کرنا سیکھو۔ یاد کرو! کفار مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے کیسے مظالم نہیں ڈھائے۔ لیکن رحمت دو جہاں نے کبھی کسی سے کچھ نہیں کہا۔ ہمیشہ ان کی بد تمیزیوں کے آگے خاموش

رہے۔اس لیے نہیں کہ وہ اس وقت طاقتور نہ تھے یا ان کی تعداد زیادہ نہ تھی۔ فتح مکہ کے بعد آپ نے سب کو معاف کر دیا ان کو بھی جنہوں نے مظالم ڈھانے میں کوئی کثر نہ چھوڑی تھی۔حالانکہ تب وہ تعداد میں سب سے زیادہ اور طاقتور تھے۔ لیکن انہوں بدلہ نہیں لیا کیونکہ ان کی یہ معافی اللہ تعالیٰ کے لیے تھی اور ان کی وہ دشمنی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے تھی۔"

انسان نے بے صبری سے کہا" لیکن اللہ نے تو بدلہ لینے کا کہا ہے کہ جیسا وہ ظلم کریں اتنا ہی بدلہ ہم بھی لے سکتے ہیں تو پھر میں کیوں نہیں لے سکتا بدلہ۔"

ضمیر نے جواب دیا" اللہ نے تو یہ بھی کہا ہے کہ جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔اور ویسے بھی تمہیں بدلہ لے کر کچھ حاصل نہیں ہو گا صرف تمہارا نفس خوش ہو گا۔"

انسان جو اپنے ساتھ ہوئے غلط رویوں پر بدلہ لینے پر بضد تھا غصے سے کہنے لگا" تو میرا نفس ہی خوش ہو جائے۔کچھ تو سکون ملے گا مجھے۔"

www.novelsclubb.com

ضمیر سمجھاتے ہوئے بولا "مسلمان نفس کو خوش نہیں کرتا۔ کسی بزرگ نے کہا تھا کہ جنت صرف دو قدم ہے۔ایک قدم تم اپنے نفس پر رکھ دو، تو دوسرا قدم جنت میں ہو گا۔"

انسان خاموش رہا "شاید اس کی انا پست ہو رہی تھی۔"

ضمیر انسان کو خاموش دیکھ کر بولا "تم برا بھلا کہنا چھوڑ دو اور اچھا ہی سوچو تا کہ وہ تمہاری مثبت سوچ کے اثر سے بدل جائیں۔ تمہاری یہ منفی سوچیں انہیں تمہارا ہونے نہیں دیتی۔"

انسان نے الجھتے ہوئے کہا "تو میں کیا کروں ؟ میں جب اچھا سوچنے لگتا ہوں تو وہ پھر برائی کرتے ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت کیوں نہیں دے دیتا۔"

ضمیر نے جواب دیا "ان کو ہدایت دینا اللہ کا کام ہے تم صرف دعا کر سکتے ہو۔ لیکن تم وہ کیوں بھول رہے ہو جو اللہ نے تمہیں عطا کیا۔"

انسان نے سوال کیا۔۔۔"کیا مطلب؟"

ضمیر نے پوچھا"ابھی نماز فجر میں تم نے سورۃ الضحیٰ کی تلاوت کی تھی اسکا ترجمہ یاد ہے نا؟"

انسان نے جواب دیا"ہاں۔۔۔**قسم ہے روزِ روشن کی۔اور رات کی جب وہ چھا جائے۔نہیں چھوڑا آپکو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رب نے اور نہ وہ ناراض ہوا۔اور یقیناً آخرت آپ کے لیے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے۔اور عنقریب آپکا ربّ آپ کو وہ کچھ عطا کرے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں گے۔بھلا اس نے آپ کو یتیم پا کر جگہ نہیں دی (بیشک دی)۔اور راستے سے ناواقف دیکھا تو رستہ دکھایا۔اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یتیم پر ستم نہ کریئے گا۔اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دیجیے گا۔اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہیے گا۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ضمیر نے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اس سورہ میں مخالفین کی بے پناہ اذیت پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے ساتھ ساتھ یقین دلایا کہ اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مشکل حالات میں تنہا نہیں چھوڑا۔ تو وہ رب تمہیں بھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔۔۔ تم بس انسانوں کی جگہ رب کو راضی کرنے کی کوشش کرو۔"

نور اتنے اچھے انداز میں بول رہی تھی کہ سب اس کے لکھے میں کھو گئے جیسے ہی نور چپ ہوئی سب نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ حمیدہ نے بازو پھیلائے اور نور حمیدہ کے سینے سے لگ گئی۔ نور جب بھی حمیدہ کے سینے سے لگتی اسے ممتا کی گرمائش ملتی تھی۔ حمیدہ کو محسوس ہوتا تھا کہ "اللہ نے نور کو اسی کے لئے پیدا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ عشق نے دیکھا ہے۔۔۔ یہ عقل سے پنہاں ہے

قطرے میں سمندر ہے۔۔۔ ذرے میں بیاباں ہے

چار سال بعد:

رخشندہ نے ہسٹری میں ماسٹرز بہت اچھے نمبروں میں کیا اب وہ ایم ایڈ کی تیاری کر رہی تھی۔ جبکہ فرخندہ کو اردو میں ایم اے کرنے کا شوق تھا تو اس نے گریجویشن میں بھی اردو ہی رکھی۔ ابان نے آئی کام کیا کیونکہ فنانس اور اکاوئینٹنگ میں ماسٹرز کرنا چاہتا تھا۔ نور کو فائن آرٹس کرنے کا بہت شوق تھا مگر فیس بہت زیادہ ہونے کی وجہ اکثر سوچتی کہ وہ بھی کچھ اور پڑھ لے گی مگر آبان اور حمیدہ نے اسے کہا کہ "وہ وہی کرے جس کا اسے شوق ہے۔ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔"

حمیدہ نے بڑی دونوں بچیوں کی شادی کے کافی جہیز بنا رکھا تھا اور باقی کافی کمیٹیاں ڈال رکھی تھیں۔ آبان بھی مہینے کے بیس سے پچیس ہزار کے درمیان کما لیتا تھا وہ دس ہزار حمیدہ کو دیتا اور باقی جتنے بھی پیسے ہوتے وہ حمیدہ اس سے ایک ڈبے میں ڈلوا دیتی کہ خدانخواستہ کہیں اچانک پیسوں کی ضرورت پڑ جائے۔

آبان نے نور سے کہا کہ "اس کے ایف-اے کرنے تک اتنے پیسے ہوں گے کہ وہ جہاں چاہے پڑھے۔"

حمیدہ رخشندہ کے رشتے دیکھنے شروع ہو گئ اور بالآخر اسے رخشندہ کے لئے بہت اچھا گھر مل گیا جہاں رخشندہ کو محبت کے ساتھ ساتھ عزت اور مان بھی ملا۔ رخشندہ کی شادی کو دو سال ہو گئے۔

فرخندہ کے لئے بھی خالہ ساجدہ نے رشتہ بتایا وہ لوگ بھی اچھے اور سادگی پسند تھے۔ فرخندہ بھی عزت سے رخصت ہو کر چلی گئ اور گھر میں آبان اور نور رہ گئے۔ نور کو تو پڑھائی کے علاوہ مذہب کے بارے میں جاننے کا بہت زیادہ شوق تھا۔

اب حمیدہ اکثر نور سے اپنے شوہر شیخ دین محمد کی باتیں کرتی اور نور کو ایسے لگتا کہ دین محمد واقعی اس کے اپنے والد تھے۔ آبان نے بہت اچھے نمبروں سے بی-بی-اے کر لیا اور اسے ایک اچھی فرم میں نوکری مل گئ۔ صبح وہ کالج جاتا۔ واپسی پر نور کو کالج سے لے کر گھر آتا اور دوپہر کا کھانا کھا کر جاب پر چلا جاتا۔ رات تک اس کی

واپسی ہوتی۔اب حمیدہ نے اسکول کی نوکری چھوڑ دی اور وہ دن بھر دکان کھول کر بیٹھی رہتی۔

نور کو جتنا شوق این-سی-اے میں جانے کا تھا اس سے کہیں زیادہ شوق اسے مذہب اور اللہ تعالی کے بارے میں جاننے کا تھا۔وہ روز کوئی نا کوئی ٹاپک ایسا نکال لیتی جس پر حمیدہ اسی تفیصل سے بہت کچھ بتاتی اور نور اسے نا صرف غور سے سنتی بلکہ ان باتوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپناتی بھی۔

نور کھانا بنا رہی تھی جب اسے حمیدہ نے آواز دی کہ "میرے لئے جوشاندہ بنا لاو گلے میں بہت خراش ہو رہی ہے۔"

نور کی خاموشی سے حمیدہ جان گی کہ کوئی بات اس کے ذہن میں اٹک گیٔ ہے اور وہ اسی کی سوچ میں گم ارد گرد سے بے خبر ہے۔

www.novelsclubb.com

حمیدہ کچن میں آئی اور نور کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی "میری چھوٹی سی بیٹی کے چھوٹے سے ذہن میں کون سی بڑی بات اٹک گیٔ ہے۔"

نور مسکراتے ہوئے بولی "امی آپ کو کیسے پتا چل جاتا ہے کہ میں کسی الجھن میں ہوں۔"

حمیدہ نور کی موٹی موٹی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی "میری جان مانا کہ میں پیدا کرنے والی ماں نہیں ہوں مگر پالنے والی تو ہوں۔ میں نے ایک ایک پل تمھیں جیتے، ہنستے روتے کھیلتے دیکھا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ شاید اگر تمہاری پیدا کرنے والی ماں بھی ہوتی تو اتنا نا جانتی جتنا میں تمہیں جانتی ہوں۔"

نور ناراض ہوتے ہوئے بولی "امی مجھے تو یہ بھول گیا تھا کہ آپ نے مجھے پیدا نہیں کیا۔ آپ ہی میری سب کچھ ہیں۔ میں واقع بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے اللہ تعالی نے آپ جیسی ماں دی ہے۔"

نور نے حمیدہ کے گلے میں بازو ڈال دیئے اور ناراض ہوتے ہوئے بولی "امی دوبارہ کبھی یہ بات مت کرنا۔"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "اچھا ٹھیک ہے اب یہ بتاو کہ کس الجھن میں ہو۔"

نور نے کہا "امی میری ہر الجھن کا حل آپ کے پاس ہوتا ہے میں تو آخر کار آپ ہی

کے پاس آوں گی مگر پہلے آپ یہ بتائیں کہ اتنی گرمی میں آپ کچن میں کیوں آئیں ہیں ؟" حمیدہ مسکرادی اور بولی میری جان میں نے آواز دی تھی کہ "جوشاندہ بنادو مگر تم کہیں کھوئی ہوئی تھی تو میں خود ہی کچن میں آ گئ۔"

نور حمیدہ کو بازو سے پکڑتی ہوئی کچن سے باہر لائی اور برآمدے میں پنکھے کے نیچے بیٹھاتے ہوئے بولی "میں آپ کے لئے جوشاندہ بنا کر لاتی ہوں۔ آپ جوشاندہ پینا اور میں ساتھ ساتھ اپنی الجھن بھی بتاوں گی۔"

حمیدہ مسکرادی اور نور واپس کچن میں چلی گئ۔

کچھ دیر بعد نور جوشاندہ بنا کر لائی اور پاس بیٹھتے ہوئے بولی "امی تقوی اصل میں کیا ہوتا ہے ؟"

حمیدہ بولی "میری جان۔۔۔ تقوی ہی سب سے زیادہ جنت میں لے جانے والا عمل ہے"

(بِسۡمِ اِللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم)

اَلحمدُ للہِ ربِّ العالمین، والصلاۃ والسلام علی النبیِّ الکریم وعلیٰ آلہ واَصحابہ اَجمعین۔

سب سے زیادہ جنت میں لے جانے والا عمل تقویٰ (پرہیز گاری) ہے

حمیدہ نور کو سمجھاتے ہوئے بولی "اپنے آپ کو اپنے رب کی ناراضگی سے بچانا تقویٰ ہے۔ تقویٰ یعنی اللہ کا خوف تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے وجود سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام انس و جن کے لئے تقویٰ کی وصیت فرمائی ہے۔ تقویٰ ہی کل قیامت کے دن نجات دلانے والی کشتی ہے۔ تقویٰ مؤمنین کے لئے بہترین لباس اور بہترین زادِ راہ ہے۔ یہ وہ عظیم نعمت ہے، جس سے دل کی بند شیں کھل جاتی ہیں۔"

نور بہت غور سے حمیدہ کی بات سن رہی تھی۔ حمیدہ نور کے چہرے کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے بولی "اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تقویٰ کے مختلف فوائد و ثمرات ذکر فرمائے ہیں، جیسے کہ

"(سورۃ البقرہ ۲)۔ ایسا علم ملتا ہے جس کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق کیا

www.novelsclubb.com

جا سکے"

"(سورۃ الانفال ۲۹)۔ غم دور ہو جاتے ہیں اور وسیع رزق ملتا ہے۔"

"(سورۃ الطلاق ۲ و ۳)۔ اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے۔""(سورۃ النحل ۱۲۸)۔ اللہ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔""(سورۃ جاثیہ ۱۹)۔ اللہ کی محبت ملتی ہے۔"

"(سورہ العمران ۱۳۰)۔ اللہ کی جانب سے خوشخبری ملتی ہے۔"

"(سورۃ یونس ۶۲۔۶۴)۔ جہنم سے چھٹکارا مل جاتا ہے، جو انتہائی برا ٹھکانا ہے۔"

نور بہت غور سے ایک ایک بات سن اور سمجھ رہی تھی۔ آبان جو دکان پر بیٹھا تھا پانی پینے آیا تو وہ بھی سب سننے رک گیا پھر وہیں پاس بیٹھتے ہوئے اس نے حمیدہ سے سوال کر دیا "امی ہم متقی کیسے بنیں؟"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "بیٹا اس کا جواب تو بہت آسان ہے کہ متقیوں کی جو صفات اللہ تعالٰی نے اپنے پاک کلام میں بیان فرمائی ہیں وہ صفات اپنے اندر پیدا

کرنے کی کوشش کریں۔ چوبیس گھنٹے ہر لمحہ ہمارے دل ودماغ میں یہ رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے، اور اسے ہمیں اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہے، خواہ ہم مسجد حرام میں بیت اللہ کے سامنے ہوں یا گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ، بازار میں گاہکوں کے ساتھ ہوں یا چوپال میں لوگوں کے ساتھ۔

دارالحدیث کی مسند پر بیٹھ کر بخاری جیسی حدیث کی مستند کتاب پڑھا رہے ہوں یا کسی کالج میں سائنس کی تعلیم دے رہے ہوں۔ مسجد کے محراب میں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہوں یا کسی یونیورسٹی میں حساب اور جغرافیہ کی تعلیم دے رہے ہوں۔ یہی دنیاوی زندگی، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کا پہلا اور آخری موقع ہے۔"

حمیدہ خاموش ہوئی تو ابان پوچھنے والے انداز میں بولا "امی آپ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو بس اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ کسی بھی وقت موت کا فرشتہ ہماری روح ہمارے جسم سے جدا کر سکتا ہے۔ مرنے کے بعد خون کے آنسو کے سمندر بہانے کے بجائے ابھی اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کر کے گناہوں سے بچیں اور قیامت

تک آنے والے انس و جن کے نبی کے طریقہ پر اللہ کے حکموں کو بجالائیں۔اگر ہم اس قیمتی موتی سے آراستہ ہو گئے تو سب سے زیادہ برے ٹھکانے سے محفوظ رہ کر خالق کائنات کے مہمان خانہ میں ہمیشہ ہمیشہ چین و سکون و راحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایسی ایسی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے کہ جن کے متعلق ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

جب آبان بات ختم کر چکا تو نور نے سوالیہ انداز میں کہا"امی اللہ کے احکامات پر چلنا اتنا مشکل تو نہیں پھر کیوں برائی عام ہے۔"

حمیدہ اپنی بیٹی کی معصومیت پر مسکراتے ہوئے بولی"میری جان برائی میں آٹریکشن ہوتی ہے وہ اپنی طرف کھینچتی ہے اور ہم انسان اس کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں اور ایسا ہمارے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہے اور ہمارے ایمان کی کمزوری کا بڑا سبب منافقت، حسد اور اعتقادی اختلافات ہیں جس کی وجہ سے عمل کے ہر میدان میں مسلسل بگاڑ واقع ہو رہا ہے اور ہماری اعلیٰ اخلاقی قدریں کمزور پڑ رہی ہیں۔

www.novelsclubb.com

حالت یہ ہو گئی ہے کہ ہم مصلحت، ذاتی منفعت اور دنیاوی فائدے کی خاطر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی نظرانداز کر دیتے ہیں۔ ہم نے نفسانی خواہشات کو اپنا معبود اور دنیاوی نفع کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے، اگر ایک راہ ہدایت کی طرف جاتی ہے اور دوسری رسم و رواج کی طرف تو ہم دوسری راہ کو اختیار کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ ظاہراً ہمارے چہروں سے زہد وورع، پرہیزگاری اور تقویٰ نظر آرہا ہوتا ہے لیکن اپنے باطن میں جھانکیں تو ہمیں اپنے سے بڑا کوئی جھوٹا، مکار اور منافق نظر نہیں آئے گا، اسی دوغلے پن اور دوہرے معیار کی وجہ سے مسلمان ہو کر بھی ہمارا ایمان کمزور ہے۔"

ابھی ان ہی باتوں کا سلسلہ جاری تھا کہ رخشندہ کی کال آئی کہ وہ اور حیدر عباس (اس کا شوہر) آرہے ہیں۔ آبان اٹھ گیا کہ بہن اور بہنوئی کی خاطر مدارت کے لئے ان کی کچھ من پسند چیزیں لے آئے اور نور کچن کی طرف دوڑی کہ جلدی سے بریانی بنا لے کیونکہ رخشندہ کو بہت پسند تھی۔ اللہ تعالی نے حمیدہ کے صبر اور ایمان کی مضبوطی کے تحفے میں اسے اولاد کا سکھ عطا کیا تھا۔ اس کی دونوں بیٹیاں ہی اپنے

گھروں میں بہت خوش تھیں۔ سسرال والے بھی بہت محبت کرنے والے تھے اور دونوں کے شوہر حضرات بیویوں کے میکے والوں سے محبت اور عزت سے پیش آتے تھے۔اتوار کا دن تھا اور اکثر اتوار کو دونوں بیٹیاں آجایا کرتی تھیں۔اس طرح سب اکٹھے ہو جاتے خالہ ساجدہ بھی آجاتیں اور خوب رونق لگ جاتی۔

رخشندہ آئی تو چہرے سے کچھ بیمار بیمار لگ رہی تھی۔رنگ پھیکا پڑا ہوا اور چہرا اترا ہوا۔رخشندہ کو دیکھ کر حمیدہ کا تو جیسے دل تھم گیا۔داماد کے سامنے تو خاموش رہی مگر اکیلے میں بلا کر اس سے پوچھا کہ "میری جان کیا روگ لگ گیا ہے کہ تمہارا رنگ ایسا ہو گیا ہے اور تم کمزور ہو گئی ہو" تو پتا چلا کہ رخشندہ کے پاس دکھ کی نہیں خوشی کی خبر ہے۔رخشندہ ماں بننے والی ہے مگر کچھ ہضم نہ ہونے کی وجہ سے اس کی حالت ایسی ہو گئی ہے۔

www.novelsclubb.com

نور نے خو پاس ہی بیٹھی تھی اس نے رخشندہ سے پوچھا "آپیا حیدر بھائی خیال تو رکھتے ہیں نا آپ کا۔"

رخشندہ تو بہت دھیمی آواز میں اپنی طبیعت اور ڈاکٹر سے ہوئی ساری گفتگو حمیدہ کو بتا رہی تھی نور کے اس سوال پر جیسے چونک گئی اور بولی "یہ ننھی سی گڑیا اتنی بڑی کب ہو گئی کہ ایسے سوال کرے۔"

یہ حمیدہ کی محبت اور تربیت کا اثر تھا کہ تین سگے بہن بھائیوں میں ایک لاوارث بچی سب کی جان تھی اور اس گھر میں بسنے والوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا یہ راز۔ یہ راز ان سب کے سینوں میں ایسے ہی کہیں دور دفن تھا جیسے سمندر کے سینے میں ان گنت راز چھپے ہیں اور انسان کتنی بھی کوشش کر لے ان کو جان نہیں پاتا۔

نور ہنستے ہوئے شرارتی انداز میں بولی "آپ کو ہی حیدر بھائی سے فرصت نہیں ملتی تو پتا کیسے چلتا کہ نور اب بڑی ہو گئی ہے۔"

رخشندہ ہنسنے لگی۔ آبان اور حیدر ٹی وی پر کوئی ٹاک شو دیکھ رہے تھے کہ مین ڈور کی گھنٹی بجی اور دروازے پر فرخندہ اور طارق احمد (اسکا شوہر) موجود تھے۔ ابان نے دروازہ کھولا جیسے ہی فرخندہ اندر آئی ابان ساجدہ خالہ کو بھی بلا لایا اور ایک میلہ سا

لگ گیا گھر میں۔

جزا سزا کی اور نہ ہی بقاء کی ہوتی ہے

نماز عشق میں نیت فنا کی ہوتی ہے

<u>تین سال بعد:</u>

رخشندہ دو عدد بیٹوں کی ماں بن چکی تھی جبکہ فرخندہ کو بھی اللہ تعالی نے ایک خوبصورت بیٹا عطا کیا تھا۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔ آبان نے بہت اعلی نمبروں سے ایم۔بی۔اے فنانس اور اکاوئینٹنگ پاس کر لیا تھا۔ دو سال سے ایک چھوٹی سی لوکل فرم میں کام کرنے کا تجربہ بھی تھا۔ رزلٹ آنے کے بعد اس نے بہت سی اچھی نیشنل اور ملٹی نیشنل فرمز میں جاب اپلائی کی۔ کافی جگہ انٹریو بھی دیئے اور بالآخر حمیدہ کی دعائیں اور آبان کی محنت رنگ لائی۔ آبان کو ایک بہت

اچھی انٹر نیشنل فرم میں جاب مل گئی۔اسے ایک اچھا تنخواہ کا پیکج ملا۔بیٹے کو نوکری ملنے کی خوشی میں حمیدہ نے دونوں بیٹیوں کو دعوت پر بلایا اور آبان دونوں بہنوں اور ان کے بچوں کے کافی تحائف لایا۔حمیدہ اور ساجدہ خالہ کے لئے بھی ایک ایک سوٹ اور گرم کشمیرے کی شال لایا۔

بے شک رخشندہ اور فرخندہ آبان کی سگی بہنیں تھیں مگر نور وہ تھی جسے پیدا ہوتی کے ساتھ آبان کے احساسات جڑ گئے تھے۔"نور جب جیوتی اور آبان گوپی تھا۔" نور ہی وجہ بنی تھی گوپی کو آبان بنانے کی۔نور کے اندر کی اسلام سے لو نے ابان کو اس کے اپنوں سے ملوایا تھا۔ابان کے لئے نور کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا تھا۔ نور آج بھی جب بہت پریشان ہوتی تو ابان کے پاس چلی آتی اور آبان سمجھ جاتا ہے کہ وہ الجھی ہوئی ہے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

حمیدہ نے جب چیزیں دیکھیں تو سب کے لئے بہت کچھ تھا۔خالہ ساجدہ تک کے لئے چیزیں تھیں مگر نور کے لئے کچھ نہیں تھا۔حمیدہ جانتی تھی کہ آبان نور سے کتنی محبت کرتا ہے۔اسے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ نور کے لئے کیوں کچھ نہیں لایا۔

حمیدہ نے آبان سے پوچھا تو ہنستے ہوئے بولا "امی میں ہوں فنانس کا بندہ اب رنگوں اور کینوس کی سمجھ مجھے نہیں آتی اور نور کتنے عرصے سے پیسے اکٹھے کر رہی تھی کینوس اور رنگ لینے کے لئے تو سوچا کہ اسے ساتھ لے جاوں گا میڈم اپنی مرضی سے لے لے گی۔"

یہ سن کر جتنی خوشی حمیدہ کو ہوئی اس سے کہیں زیادہ نور کو ہوئی۔نور کا چہرہ کھل اٹھا اور نعرے لگانے لگی "آبان بھائی یو آر گریٹ۔بیسٹ بیسٹ بھائی ہو آپ۔"

www.novelsclubb.com

آبان نخرے دکھاتے ہوئے بولا "وہ تو میں ہوں کچھ نیا کہو۔"

نور ہاتھ میں پکڑی ٹھنڈے پانی کی بوتل سے پانی اس کی طرف اچھال کر بھاگ گئ

اور آبان اس کے پیچھے بھاگا کہ پکڑے۔ حمیدہ یہ سب دیکھ کر اپنے گھر کو اور بچوں کی خوشیوں کو کسی کی نظر نہ لگنے کی دعائیں مانگنے لگی۔

نور نے ایف-اے بہت اعلیٰ نمبروں سے پاس کر لیا تھا اور اب اسے این-سی-اے میں انٹری ٹیسٹ کی تیاری کرنی تھی۔ وہاں ہر سال کئی سو بچہ ٹیسٹ دینے آتا ہے اور چند کو ہی چنا جاتا ہے۔ پھر سال بھر میں دوبارہ داخلے نہیں کھلتے۔ اگلے سال تک انتظار کرو۔ آبان فارم لینے این-سی-اے پہنچا تو اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ کالج پاکستان کا حصہ ہے۔ اسے لگنے لگا کہ وہ یورپ میں ہے۔ ابان کو لگا کہ اس کی بہن کے پاس تو جو بھی کپڑے ہیں وہ بہت سمپل اور دیسی اسٹائل کے ہیں۔ اس نے سوچا کہ نور کو ساتھ لے جائے گا اور اسے اچھے اچھے اسٹائلش کپڑے اور جوتے لے دے گا تاکہ اس کی بہن جب یہاں پڑھنے آئے تو احساس کمتری کا شکار نہ ہو۔ نور بہت خوش تھی کہ آج آبان داخلہ ٹیسٹ کے فارم لا رہا ہے۔۔ انھیں خبر ہی نہیں تھی کہ تین دن بعد ٹیسٹ ہے۔ فارم دیکھ کر نور نے شکر ادا کیا کہ ٹیسٹ میں ٹائم

ہے ورنہ سال بعد دوبارہ موقع ملنا تھا۔نور نے فارم کے ساتھ جمع ہونے والے دوسرے سارے دستاویزات آبان کو دیئے کہ فوٹو کاپی کروا کر لائے۔

آبان اپنے کمرے میں بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا جب اس کے کانوں میں نور کی آواز آئی وہ حمیدہ سے پوچھ رہی تھی "امی آپ نے زندگی میں بہت درد اور مشکلات دیکھیں ہیں مگر میں نے کبھی بھی آپ کو اللہ تعالی سے شکوہ کرتے نہیں دیکھا۔" آپ ہر حال میں شکر ہی ادا کرتی ہیں۔حمیدہ مسکرادی اور بولی نہیں "میری جان میری زندگی میں بھی ایک دور ایسا آیا تھا جب میں ہر وقت شکوہ کرتی تھی۔جب آبان اغوا ہوا۔جب مجھ سے بے پناہ محبت کرنا والا اور مجھ پر جان چھڑکنے والا میرا ہمسفر مجھے چھوڑ کر خالق حیقیقی سے جا ملا،جب ان کی وفات کے بعد میرے سسرال والوں نے میرے ہی گھر سے نکال دیا اور میں اس وقت حاملہ تھی۔ میرے والدین مجھے اپنے ساتھ لے گئے مگر رونے اور پریشان رہنے کی وجہ سے میرا حمل ضائع ہو گیا۔میں ہر وقت روتی اور شکوہ کرتی تھی۔میں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی۔مجھے یوں روتے دیکھ کر ان دونوں کا دل خون کے آنسو روتا تھا۔

میری امی اور ابو دونوں الگ الگ مجھے سمجھاتے کہ یہ آزمائش ہے۔ایسے شکوہ مت کرو۔صبر کرو۔سب اسی کا دیا تھا جو اس نے واپس لیا۔ابھی بھی بہت کچھ ہے تمہارے پاس سب سے بڑھ کر یہ دو بچیاں۔ان کی اچھی تربیت کرو۔پہلے پہل تو مجھے ان کی باتیں اچھی نہیں لگتیں تھیں مگر پھر رخشندہ بہت بیمار رہنے لگی۔بخار ٹوٹنے کا نام ہی نہ لے۔اس کی سانسیں رکنے لگیں تو میں نے سجدے میں جا کر اللہ سبحان و تعالی سے وعدہ کیا کہ اب کبھی بھی شکوہ نہیں کروں گی وہ جس حال میں رکھے گا خوش رہوں گی۔بس میری بیٹی کو تندرستی عطا کر دے کیونکہ تب میں جان گی کہ سب اختیارات کا مالک میرا اللہ ہے۔"

نور حمیدہ کی باتیں بہت توجہ سے سن رہی تھی۔۔۔حمیدہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور لہجہ بھی لرزنے لگا۔نور نے حمیدہ کو پانی لا کر دیا۔پانی پینے کے بعد حمیدہ نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا"رخشندہ تو ٹھیک ہو گئی مگر اس دن کے بعد میں نے کبھی شکوہ نہیں کیا۔کبھی شیطان نے مجھے ورغلانے کی کوشش بھی کی تو میں نے فوراً خود کو ملامت کیا کہ میری کیا اوقات کہ میں رب العزت سے شکوہ کروں۔

وقت گزرنے لگا اور میں اس کے دیئے حالات میں خوش رہنے لگی پھر اللہ تعالی نے تمہیں میری زندگی میں بھیجا۔ تم مجھے بہت اچھی لگتی تھی چھوٹی سی پیاری سی گڑیا جب تم اللہ کون ہے جاننے کے لئے بے چین پھرتی تو مجھے یقین ہو گیا کہ تمہارا دل اللہ تعالی اپنے نور سے بھر چکا ہے بس اسے راستہ دکھانے کی ضرورت ہے۔ مجھے لگا کہ مجھے چنا گیا ہے تمہیں راستہ دکھانے کے لئے مگر ایسا نہیں تھا بلکہ تمہیں اللہ تعالی نے چنا تھا آبان کو مجھ تک لانے کے لئے۔"

حمیدہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئ۔ آنسو پونچھتے ہوئے بولی "تم نے یہ شعر سنا ہے کبھی

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

حمیدہ خاموش ہوئی تو آبان جو خاموشی سے ساری بات سن رہا تھا نے حمیدہ سے پوچھا

"امی یہ کیسے پتا چلتا ہے کہ ہم پر آئی مصیبت آزمائش ہے یا سزا؟؟"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "میری جان بہت آسانی سے پتا چل جاتا ہے۔ کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا یا امیر المومینین آزمائش اور سزا میں کیا فرق ہے؟؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تم پر جب کوئی مصیبت آئے اور وہ تمہیں اللہ کے قریب کر دے تو سمجھو آزمائش ہے اور اگر مصیبت تمہیں اللہ سے دور کر دے تو سمجھو سزا ہے۔ اتنا یاد رکھو اگر انسان کے ایمان میں سختی و پائیداری و مضبوطی ہے تو اس کی آزمائش بھی زیادہ سخت ہوتی ہے اور اگر ایمان کمزور ہوتا ہے اس میں سختی اور مضبوطی نہیں ہوتی تو اس کی آزمائش بھی آسان ہوتی ہے۔"

نور اور آبان دونوں ہی بہت توجہ سے حمیدہ کی بات سن رہے تھے۔ حمیدہ کچھ دیر رکی اور پھر دوبارہ بات جاری رکھتے ہوئے بولی "دراصل انسان کی طبیعت میں امتحان ہمیشہ سے ہی ایک ناپسندیدہ شے ہے۔ انسان کی اس ناگواری کا سبب یہ ہے کہ اس کو دوران امتحان، چستی، باہمی ہوشیاری، محنت اور ذمہ داری سے متصف ہونا پڑتا ہے جبکہ انسان اپنی زندگی لاپرواہی اور غیر ذمہ دارانہ طور پر گزارنا چاہتا ہے لیکن اگر وہ جان لے کہ امتحان کے بعد اس کو کیا کچھ حاصل ہونے والا ہے تو پھر وہ

امتحان سے نفرت نہیں بلکہ محبت کرنے لگے۔ دیکھا جائے تو امتحان بہت بڑی نعمت ہے۔ جس کو امتحان سے گزارا نہیں جاتا در حقیقت قدرت اس کو کوئی نعمت عطا کرنے کے لئے راضی نہیں ہوتی۔"

حمیدہ نے نور کی طرف دیکھا تو نور کو محسوس ہوا کہ جیسے اس کی ماں کو چائے کی طلب ہو۔ وہ خاموشی سے اٹھی اور کچن میں چائے بنانے چلی گئی۔ اسے چائے بناتے اور شامی تلتے بھی حمیدہ کی ہی آواز سنائی دے رہی تھی۔

وہ کہہ رہی تھی "ایک طالب علم کی بھی آزمائش ہوتی ہے وہ دن رات محنت کرتا ہے، رات کو جاگتا اور اپنے پیپرز کی تیاری کرنا۔ یہ وقت اس کو بڑا مشکل محسوس ہوتا ہے۔ رات دن کی محنت شاقہ سے وہ جب امتحان دیتا ہے۔ آخر کار وہ پاس ہوتا ہے تو اسے ایک عجیب سی خوشی ہوتی ہے جو کہ نا قابل بیان ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کو نئی کلاس میں پروموٹ بھی کر دیا جاتا ہے۔ اس کی پرموشن ہو جاتی ہے۔ کلام ربانی ہے۔۔(ہر مشکل کے بعد آسانی ہے)"

سجدہ کر کے ندیم یار پہ قربان ہونا
یونہی لکھا تھا میری قسمت میں مسلمان ہونا

حمیدہ کی بات ختم ہوئی تو آبان نے نور سے کہا کہ "جب تم ٹیسٹ کلئر کر لو گی تو میرے ساتھ چل کر کالج پہننے کے لئے نئے کپڑے لے لینا۔"

نور آبان کی گم سم شکل دیکھ کر بولی "مگر بھائی مجھے تو کپڑے نہیں چاہیں۔ میرے پاس کافی سوٹ تو ابھی نئے پڑے ہیں جنھیں میں نے کبھی پہنا ہی نہیں اور میں تو اتنی بڑی چادر لے کر گھر سے جاتی ہوں کہ کپڑے نظر ہی نہیں آتے۔"

آبان جو این-سی-اے کا ماحول دیکھ کر آیا بولا "میری چھوٹی سی بھولی بہن تم جس کالج میں جانا چاہ رہی ہو وہاں بہت ماڈرن اور اسٹائلش کپڑے پہنتی ہیں لڑکیاں۔ وہاں تمہاری یہ والی شلوار قمیض اور چادر نہیں چلی گی۔ تمہیں ان کپڑوں میں اپنا آپ معیوب لگنے لگے گا۔

نور اٹھی اور دونوں ہاتھوں سے آبان کے بال خراب کرتے ہوئے بولی "سوئیٹ برادر میں جیسی ہوں ویسے ہی ٹھیک ہوں۔ ہاں البتہ مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے تو کل

چلیں گے۔

ابھی آپ امی کے پاس بیٹھو میں گرما گرم سموسے اور چائے لاتی ہوں آپ دونوں کے لئے۔"سموسوں کا نام سن کر آبان خوش ہو گیا۔

آبان کی نئی نئی جاب تھی اس لئے وہ کوشش کرتا کہ وقت کا پورا خیال رکھ سکے۔ اسے نور کو لے کر کالج جانا تھا تو اس نے اپنے آفس پہلے ہی ہاف ڈے اف کی درخواست دے رکھی تھی۔آبان نے آفس سے نکلنے سے پہلے اس نے گھر فون کیا کہ نور تیار رہے اس کے پاس وقت نہیں۔نور میک اپ تو بلکل بھی نہیں کرتی تھی۔نہا اس نے صبح اٹھتے ہی لیا تھا تا کہ بال سوکھ جائیں اور وہ انھیں باندھ سکے۔نور کی رنگت عام گندمی سی تھی۔مگر بھورے لمبے بال اور سنہری موٹی آنکھیں۔ جانے کیا تھا نور کے چہرے میں جو ہر کسی کو اس کی طرف متوجہ کرتا تھا۔شاید اس کی سادگی یا پھر اس کا اپنے رب کے ساتھ لگاو۔جیسے ہی ابان کے موٹر سائیکل کی دروازے کے آگے رکنے کی آواز آئی نور نے اپنی اسٹیشنری اور دوسری ضرورت کی چیزیں اکٹھی کرتے ہوئے حمیدہ سے کہا"رخشندہ اور فرخندہ آپیا کو کال کر کے

کہہ دینا یاد سے کہ آج اور کوئی کام نہ کریں صرف اور صرف میرے انٹری ٹیسٹ کے اچھے ہونے کی دعا کریں۔"

فارم پر درج پہلے ہی لسٹ درج تھی کہ ٹیسٹ کے لئے آتے ہوئے کس کس سامان کو ساتھ میں لانا ہے۔

بان انتظار کرنے کے بعد اندر آگیا اور نور کی بات سن کر بولا "ہاں ہاں ساری دنیا ان میڈم کے لئے اپنا کام دھندہ چھوڑ کر دعا مانگنے بیٹھ جائے۔"

پھر اس کے ہاتھ سے اسٹیشنری کا بیگ پکڑتے ہوئے شرارتی انداز میں بولا "بیٹا اگر کچھ تیاری کر لیتی تو آج سب سے دعا کے منتیں نہ کرنا پڑتیں۔"

نور چڑتے ہوئے بولی "امی دیکھیں بھائی کو۔۔۔میں آج بلکل لڑنے کے موڈ میں نہیں تو آپ خود منع کر دیں۔"حمیدہ جو نور کی کامیابی کے لئے زمانے بھر کی آیات اور سورتیں پڑھ کر اس پر پھونکنے میں مصروف تھی ابان کے کان کھینچتے ہوئے بولی "انسان بنو ورنہ مرغا بنا دوں گی میری بیٹی پہلے ہی ٹینس ہے اسے مزید پریشان مت کرو۔"

آبان حمیدہ سے کان چھڑواتے ہوئے بولا "واہ واہ کیا بات ہے امی آپ ہمیشہ اسی کی ہی سائیڈ لیتی ہیں۔"

پھر نور کو مخاطب کر کے بولا "میڈم چلیں۔۔۔ ٹیسٹ کا ٹائم نکل جائے گا۔ آپ کوئی پرائم منسٹر تو ہیں نہیں کہ آپ کے لئے گھڑی کی سوئیاں روک دی جائیں گی۔"

نور اپنی بڑی سی میرون چادر اپنے گرد لپیٹتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے بولی "جی بھائی چلیں۔"

حمیدہ دونوں پر آیت الکرسی پڑھ کر پھونکنے لگی کہ "دونوں خیریت سے جائیں اور خیریت سے واپسی ہو۔"

آبان اسے سارا راستہ سمجھاتا رہا کہ "پریشان نہ ہونا تم بہت اچھی پینٹنگز بناتی ہو اور وہ مورتیاں جو وہ بچپن میں بناتی تھی، تم واقعتاً ایک ذہین اسٹوڈنٹ ہو اور کونفیڈنس کو مت کھونا چاہے لکھنے کا ٹیسٹ ہو یا پینٹ کرنے اور اسکیچ بنانے کا۔"

کالج پہنچ کر آبان نے موٹر سائیکل کو پارکنگ میں لگایا۔ پارکنگ والے نے ٹوکن دیا اور آبان نور کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا کالج کے اندر آگیا۔ کالج کے اندر کی دنیا کو دیکھ

کر نور کو لگنے لگا کہ جیسے وہ پاکستان میں نہ ہو۔۔۔ کہیں بہت سے لڑکے لڑکیاں مل کر بیٹھے سگریٹ پی رہے تو کہیں نہایت ہی تنگ کپڑوں میں لڑکیوں کا ٹولہ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔

نور نے پہلے پہل تو ادھر ادھر نظر دوڑائی پھر خود کے حلیے کی طرف دھیان گیا تو اس نے دل میں دعا کی "اللہ تعالی مجھے صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت دینا اور مجھے برائی سے بچا کر رکھنا۔"

پورے کالج میں وہ ایک ہی لڑکی تھی جو اتنی بڑی چادر میں تھی مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ کسی کو بھی اس کے حلیے سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ سب اپنے اپنے دھیان میں مگن تھے۔ نور ٹیسٹ دینے اندر چلی گئی اور ابان وہیں بیٹھا نور کا انتظار کر رہا تھا جب حمیدہ کی کال آئی کہ "وہ خالہ ساجدہ کو لے کر ہسپتال جا رہی ہے ان کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔"

آبان یہ سن کر بہت پریشان ہو گیا اور بولا "امی نور کو ابھی دیر لگے گی اگر آپ کو ضرورت ہے تو میں آجاوں۔"

مگر حمیدہ نے سختی سے منع کر دیا کہ "بہن کو اکیلا چھوڑ کر نا آئے وہ پریشان ہو جائے گی۔"

آبان باہر بیٹھا کبھی آتے جاتے لوگوں کو دیکھے اور کبھی فون میں مگر دل اس کا بے چین تھا کہ نور کا ٹیسٹ اچھا ہو جائے اس کا بچپن کا خواب پورا ہو جائے۔ کچھ گھنٹے بعد حمیدہ نے کال کر کے بتایا کہ "وہ لوگ گھر پہنچ گئے ہیں تو ان کی فکر نہ کرے۔"

نور ٹیسٹ کر کے نکلی تو کافی مطمئن لگ رہی تھی اور آلبان کو ٹیسٹ کی تفصیل بتانے لگی۔ ٹیسٹ کا رزلٹ ایک ہفتے بعد نکلنا تھا۔ اب یہ ایک ہفتہ نور نے سب کی جان کھانی تھی کہ بس اور کوئی کام نہ کرو اس کے لئے دعا کرو۔

آبان نے نور کو خالہ ساجدہ کی طبیعت کا بتایا۔ گھر پہنچے تو باہر تخت پر خالہ ساجدہ ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئیں تھیں اور حمیدہ پاس بیٹھی سیب باریک باریک کاٹ کر دے رہی تھی۔

نور اور آبان کو دیکھ کر خالہ ساجدہ نے ڈھیر ساری دعائیں دینا شروع کر دیں۔ نور تو

سیدھی منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدلنے چلی گئ جبکہ آبان کچن میں جا کر تانک جھانک کرنے لگا کہ پکا کیا ہے اور یہ دیکھ کر خوشی کی انتہا نہ رہی کہ حمیدہ نے بریانی بنائی ہوئی تھی۔

آبان بھی کپڑے بدلنے چلا گیا۔۔نور نے کھانا گرم کر کے لگایا۔سب کھانا کھا رہے تھے جب حمیدہ نے بتایا کہ "ساجدہ خالہ اب ٹھیک نہیں رہتیں تو حمیدہ نے اسے ساتھ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

نور اور آبان دونوں ہی خوش ہو گئے۔ساجدہ بھی اکیلی پریشان رہتی تھی۔خالہ ساجدہ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔شوہر کے انتقال کے بعد وہ بہت اکیلی اور اداس رہنے لگی تھیں مگر جب سے حمیدہ اپنے بچوں کے ساتھ لاہور منتقل ہوئی تھی،انھیں حمیدہ کے گھر میں زندگی کا احساس ہوتا تھا۔حمیدہ کے بچے بھی خالہ ساجدہ کی بہت عزت کرتے اور انھیں بہت مان دیتے تھے جیسے وہ گھر کے بزرگ کو دینی چاہیئے۔

کھانے کے بعد برتن ابان نے اٹھائے اور نور نے چائے بنانے رکھی۔آبان اس کے

ساتھ کچن سمیٹنے میں مدد کرنے لگا اور نور برتن دھونے میں مصروف ہو گئ۔ چائے بننے کی دیر میں دونوں بہن بھائیوں نے کچن سمیٹ دیا۔

چائے پیتے ہوئے نور نے حمیدہ سے پوچھا امی کہتے ہیں " بیماری گناہ جھاڑتی ہے کیا واقع ہی ایسا ہے؟"

حمیدہ بولی "بیٹا اصل میں بیماری بظاہر ایک مصیبت ہے۔ آتی ہے تو انسان ہی نہیں، اس کا پورا خاندان ہل کر رہ جاتا ہے۔ مگر یہ ایک عارضی مسئلہ ہوتی ہے۔ اسے چلے جانا ہوتا ہے۔ لیکن یہ انسان کے گناہ جھاڑ جاتی ہے۔ انسان کے درجات بلند کر جاتی ہے۔ انسان کو رب سے قریب کر جاتی ہے۔ ان تمام پہلوؤں سے بیماری کی بہت تکلیف دہ، مگر عارضی صورتحال ایک مستقل نعمت یعنی خدا کی رحمت کا باعث بنتی ہے۔ چنانچہ جب بھی بیماری آئے، کبھی حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے اور صبر سے کام لینا چاہیے۔ یہ مشکل وقت گزر جاتا ہے، مگر ہمارے کے لیے ختم نہ ہونے والا اجر ہمیشہ کے لیے لکھ دیا جاتا ہے۔"

آبان ہنستے ہوئے بولا "مطلب خالہ ساجدہ کے گناہ جھڑ گئے سارے واہ بھئی۔"

حمیدہ مسکرانے لگی اور بولی "قرآن مجید اور احادیث میں انسان کی یہ ذہن سازی کی گئی ہے کہ وہ کسی دکھ بیماری کے موقع پر اس عظیم حقیقت کو یاد رکھے کہ اس دنیا کا کھونا بھی پانا ہی ہے۔ اس بیماری میں جو دکھ، تکلیف، مالی نقصان اور جسمانی آزار انسان کو پہنچتا ہے اس کا اجر انسان کو انشاءاللہ بہت زیادہ دیا جائے گا۔"

میں کو مٹا کر۔۔۔۔ من نظر آتا ہے
من کو جھکا کر۔۔۔رب نظر آتا ہے

www.novelsclubb.com

آبان نے گھڑی دیکھی تو گیارہ بج رہے تھے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا "بھئی نور تو فارغ ترین انسان ہے باتوں میں لگا لیتی ہے مجھے تو صبح آفس جانا ہے۔"

نور نے منہ چڑایا اور بولی "جائیں اب میں نہیں بولوں گی جب تک آپ خود میری

منتیں نہیں کریں گے۔"

ابان اٹھتے ہوئے نور کو اور چڑانے کے انداز میں بولا "واو مجھے سونے سے پہلے شکرانے کے نفل ادا کرنے پڑیں گے اب، شکر ہے یہ چڑیل اب خاموش رہے گی۔"

حمیدہ آبان کے سر پر پیار سے تھپڑ مارتے ہوئے بولی "مت تنگ کیا کرو چھوٹی بہن کو"

آبان ناراض ہوتے ہوئے بولا "امی آپ اس چیڑیل کو کیوں منع نہیں کرتیں۔ وہ بھی تو مجھے تنگ کرتی ہے تب بھی میں چپ رہوں کہ وہ چھوٹی ہے۔ یہ تو سراسر ناانصافی ہوئی۔"

نور ناراض ہو کر چائے کے کپ اٹھا کر جانے لگی تو آبان حمیدہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا "امی اگر نور تین دن تک خاموش رہی تو میں ٹریٹ دوں گا اور اگر یہ بول پڑی تو نور ٹریٹ دے گی۔"

نور نے مڑ کر دیکھا اور زبان نکال کر چڑاتے ہوئے کچن میں چلی گئ۔

حمیدہ اور ساجدہ دونوں ہی ہنسنے لگیں۔ساجدہ حمیدہ کو دعائیں دینے لگی کہ "حمیدہ اللہ تیرے بچوں میں ہمیشہ ایسے ہی محبت بنائے رکھے اور ان کے نصیب اچھے کرے۔"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "امین"

ایک ہفتہ گزر گیا۔موسم نے بھی اپنے اندر تبدیلی پانی شروع کر دی اور گرمی کی شدت اس ایک ہفتے میں کافی کم ہو گئ۔بلکہ راتیں ٹھنڈی اور دن گرم رہنے لگے۔ ایک تو رات بہت سرد تھی دوسرا نور بہت بے چین تھی۔ صبح اس کے انٹری ٹیسٹ کا رزلٹ تھا۔سردی کے باوجود رات بھر نور نے جاء نماز پر دعائیں مانگنے میں گزار دی۔ابان آفس سے ہاف ڈے اف لے انٹری ٹیسٹ کی لسٹ دیکھنے گیا۔کالج کے گیٹ سے لے کر اس مقام تک جہاں لسٹیں لگی ہوئیں تھیں ابان کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے چھوٹی سی جیوتی آ رہی تھی جو زمین پر بھگوان بناتی ٹوٹ جاتا تو روتی ہوئی بنا کھانا کھائے سو جاتی۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی چھوٹی سی بہن کا دل ٹوٹے۔راتیں سرد تھیں مگر دن گرم تھے اور ٹینشن کی وجہ

سے ابان پسینے میں شرابور تھا۔ ابان ایک خوبصورت اور خوبرو جوان تھا اونچا لمبا قد، کالے بال، گہری کالی آنکھیں، ہلکی ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو۔ نکھرا نکھرا سا ایسا کہ کوئی بھی لڑکی ایک بار دیکھے تو دوبارہ دیکھنے کی تمنا ضرور جاگے دل میں۔ مگر آبان باقی لڑکوں سے مختلف تھا وہ کسی بھی لڑکی کو نظر اٹھا کر غلطی سے بھی نہیں دیکھتا تھا اور اگر کوئی لڑکی اسے دیکھ رہی ہو تو وہاں سے ہٹ جاتا تھا۔ حمیدہ نے اس کی تربیت ہی ایسی کی تھی۔

آبان سارے راستے بس دعائیں مانگتے ہوئے لسٹ تک پہنچا کہ "اللہ تعالی کچھ بھی کرشمہ کر مگر وہ اپنی بہن کو کامیابی کی ہی خبر سنائے۔"

لسٹ پڑھتے ہوئے نور کے نام پر نظر پڑی تو بلا اختیار ایک خوبصورت سی سچی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کو چھو گئی تو پیچھے سے ایک بہت خوبصورت اور نازک سی آواز نے اسے مخاطب کیا۔ "آپ کا نام ہے لسٹ میں کیا۔"

آبان نے بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھا اور بنا جواب دیئے واپس گیٹ کی طرف جانے لگا۔ جب اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کا تعاقب کر رہا ہے مگر اب کی بار اس نے

پیچھے مڑ کر دیکھنا ضروری نہیں سمجھا۔وہ اپنے دھیان میں چلتے ہوئے حمیدہ کو کال کرنے لگا۔

حمیدہ نے فون اٹھایا تو آبان بولا "امی آپ نور اور ساجدہ خالہ تیار ہو جائیں پندرہ منٹ میں میں گھر ہوں گا پھر کہیں جانا ہے۔"

حمیدہ پریشان ہو گی اور پوچھنے لگی "سب خیریت ہے نا۔"

آبان نے کہا "جی بلکل بس آپ سب تیار ہو جائیں میرے آنے تک"

اس نے کال بند کی۔اتنے میں کوئی تیز تیز چلتا ہوا اس کے آگے آ کے رک گیا۔ابان کے قدم جیسے رک گئے اور اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔لمبے قد کی دودھ جیسی رنگت والی خوبصورت اور انتہائی ماڈرن لڑکی سامنے کھڑی تھی جو خود کو متعارف کراتے ہوئے روانی میں بولی "میں مناہل ہوں۔۔۔فسٹ ائیر میں ایڈمیشن ہوا ہے میرا ۔۔۔آپ یہیں پڑھتے ہیں یا۔۔۔؟"

آبان اسے اگنور کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے بولا "مس آپ جو کوئی بھی ہیں مجھے آپ میں کوئی دلچسپی نہیں اور آپ کی انفارمیشن کے لئے میں یہاں نہ تو پڑھتا ہوں اور نہ پڑھنے آیا ہوں میری بہن نے ٹیسٹ دیا تھا اسی کا رزلٹ دیکھنے آیا تھا۔"

مناہل کو جیسے دکھ سا ہوا مگر وہ ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھی بولی "چلیں ہم دوستی تو کر سکتے ہیں۔"

آبان بنا جواب دیئے باہر نکل گیا اور مناہل وہیں کھڑی رہ گئی۔ آبان گھر پہنچا تو حمیدہ نے دروازے سے ہی پوچھا "سب ٹھیک ہے نا۔"

آبان آتے ہوئے راستے سے ٹیکسی ساتھ لایا تھا۔ اس نے کچھ بھی بتائے بنا ان تینوں کو ٹیکسی میں بیٹھایا اور خود ٹیکسی کے ساتھ ساتھ موٹر سائیکل پر چلتا رہا۔

تینوں ہی حیران تھیں کہ یہ سب کیا ہے۔ سردیوں کی شام تھی تو سب ہی گرم چادریں اوڑھے ہوئے تھیں۔ ٹیکسی جب تکہ شاپ کے سامنے جا کر رکی تو نور کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی جو ٹھنڈ میں بنا کسی پلان کے باہر نکلنے پر ابان پر دل ہی دل میں ناراض تھی۔ وہ اب چہک اٹھی جبکہ حمیدہ کو ابان کے اس پاگل پن پر غصہ آنے لگا

مگر جب آبان نے بتایا کہ نور کے ایڈمیشن کی خوشی میں وہ سرپرائز دینا چاہتا تھا تو حمیدہ کا غصہ غائب ہو گیا۔ سب نے مزے سے کھانا کھایا اور بہت دیر وہیں بیٹھے خوشی کے ان لمحات کا مزہ لیتے رہے۔ کھلی جگہ پر بیٹھے ہونے کے باوجود کسی کو نہ تو سردی کا احساس تھا اور نہ رات دیر ہوتے جانے کا۔ نور کی نظر لگائی پر بندھی گھڑی پر پڑی تو بولی "بھائی کیا کل آفس سے چھٹی لی ہے۔ آج تو نہ آپ کو نیند آرہی ہے، نہ آفس جانے کی فکر ہے۔"

نور کے جملے کے بعد آبان کی نظر بے اختیار گھڑی پر پڑی تو بولا "خوشی اتنی بڑی تھی کہ باقی کچھ یاد ہی نہیں رہا۔ میری ننھی گڑیا کا بچپن کا خواب پورا ہونے کی خوشی۔" نور جو آبان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی بلکل ایک چھوٹی سی بچی کی طرح آج بھی اپنی خوشی اور غم کو آبان کے ساتھ بانٹ کر سکون محسوس کرتی تھی۔ اس نے بے اختیار اپنا سر آبان کے کندھے پر رکھ دیا اور بولی "بھائی آپ دنیا کے سب سے اچھے بھائی ہو۔ میری زندگی کا سب سے انمول تحفہ جو اللہ تعالی نے مجھے دیا۔ بچپن سے لے کر آج تک میری ہر خوشی اور تکلیف کو مجھ سے زیادہ آپ نے محسوس کیا

www.novelsclubb.com

ہے۔"

آبان ہنسنے لگاتا کہ خوشگوار ماحول کہیں ماضی کے کسی غم کا سایہ نہ پڑ جائے اور نور کا سر اپنے کندھے سے شرارت بھرے انداز ہٹانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا "بس بس ڈرامہ کوئین۔ اتنا مکھن لگانے کی ضرورت نہیں کہ میں سلپ ہو کر گر جاوں اور چوٹ لگ جائے۔"

سب ہنس پڑے اور نور جس کی آنکھیں واقعی ماضی کے درد کو سوچ کر نم ہو چکیں تھیں۔ وہ اپنے آنسووں کو اندر ہی پی گئی اور آبان کے کندھے سے سر اٹھاتے ہوئے بولی "اب اتنے بھی اچھے نہیں وہ تو بس میں اس وقت تکے کھلانے کی خوشی میں کچھ زیادہ کہہ گئی۔"

آبان حمیدہ کو دیکھتے ہوئے بولا "دیکھا امی اپنی لاڈلی کو کتنی جلدی پنترا بدلتی ہے" اور سب ہنسنے لگے۔

واپسی پر پھر ہوٹل کے باہر کھڑی ٹیکسیوں میں سے ایک میں تینوں کو بیٹھا کر موٹر سائیکل ساتھ ساتھ چلا کر گھر آ گئے۔

www.novelsclubb.com

اگلے دن دونوں بہنیں پہنچ گئیں مبارک باد دینے اور گھر میں میلے کا سماں تھا۔

دونوں کے بیٹوں نے ادھم مچار کھا تھا اور کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

رخشندہ نے کہا سنا ہے کہ "این_سی_اے کالج میں لڑکیاں بہت ماڈرن اور اسٹائلش کپڑے پہنتی ہیں تو تم اپنے لئے ابان کے ساتھ جا کر کچھ ماڈرن اسٹائل کے کپڑے لے آو۔ایک ہفتہ رہ گیا ہے کالج کھلنے میں۔"

نور مسکراتی ہوئی "ہاں" میں گردن ہلا رہی تھی جو سارے بھانجوں کو اکٹھا کر کے ان کے ساتھ گیرم کھیل رہی تھی۔آبان بہنوئیوں کے ساتھ باتوں میں مگن تھا جبکہ رخشندہ اور فرخندہ کچن میں کھانا بنانے میں مصروف تھیں۔رات کا کھانا کھا کر سب گھر چلے گئے۔

www.novelsclubb.com

نور نے آبان سے کہا کہ "جب بھی اس کے پاس وقت ہو اسے شاپنگ لے جائے۔"

آبان نے کہا کہ "ٹھیک ہے کل اس کے آفس سے واپسی تک نور تیار رہے۔"

اگلے دن ابان آیا تو نور تیار تھی۔ابان نے کھانا کھایا اور دونوں بہن بھائی نکل گئے۔ ابان اسے مآل لے کر جانے لگا کہ نور وہاں سے اپنی پسند کے نئ طرز کے کپڑے لے لے مگر نور نے منع کر دیا اور کہا کہ "اسے دو جو گر ز لینے ہیں اور کچھ ابائے لینے ہیں۔"

آبان نے کہا کہ "تم کالج ابایہ پہن کر جاو گی۔:

نور نے کہا" بھائی پہلے میں لڑکیوں کے کالج میں جاتی تھی تو اور بات تھی اب لڑکے ساتھ ہوں گے اس لئے۔" ابان نے کہا" تمہیں عجیب نہیں لگے گا وہاں بہت ماڈرن اور امیر گھروں کی لڑکیاں ہوں گی۔"

نور مسکراتے ہوئے بولی" بھائی میرے جتنا امیر تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔دنیا کی سب سے اچھی اور محبت کرنے والی ماں میرے پاس ہے اور۔۔۔۔"

آبان نے پوچھا"اور کیا۔۔۔چپ کیوں ہو گئ ُہو؟"

نور آبان کو چھیڑتے ہوئے بولی"اور دنیا کا سب سے زیادہ تنگ کرنے والا بھائی بھی

www.novelsclubb.com

میرے پاس ہے۔"

آبان ناراض ہوتے ہوئے بولا "جاو میں بات نہیں کرتا۔۔نور سوری سوری کہہ کر منانے لگی۔"

آبان اسے ابایہ مارکیٹ لے گیا جہاں خوبصورت اور جدید طرز کے ابائے موجود تھے۔نور نے مختلف رنگوں میں بلکل سمپل مگر خوبصورت اسٹائل کے ابائے لئے۔پھر ابان اسے جوگر لینے کے لئے جوتوں کی مختلف دکانوں پر لے گیا تاکہ نور وہاں سے اپنی پسند کے جوگرز لے لئے۔نور نے دو مختلف جوگرز لئے۔۔

جب شاپنگ مکمل ہو گئی تو آبان بولا "مجھے تو بہت بھوک لگی ہے کیوں نہ کچھ کھالیا جائے۔"

www.novelsclubb.com

نور بولی "مگر امی انتظار کر رہی ہوں گی اور پریشان ہو جائیں۔آپ انھیں کال کر دیں۔"

آبان نے میکڈونلڈ کے سامنے موٹر سائیکل روکی اور نور اتر کر اندر چلی گئی جبکہ ابان موٹر سائیکل اسٹینڈ پر لگا کر آیا اور اتنے میں ہی اس نے حمیدہ کو کال کر کے ساری تفصیل بھی بتادی تاکہ وہ پریشان نہ ہو۔اپنے کھانے کے ساتھ ہی اس نے حمیدہ اور ساجدہ کے لئے بھی کھانا پیک کر والیا۔

باہر نکلے تو نور بولی "بھائی دسمبر بھی کتنا عجیب مہینہ ہے کسی کو پرانا سال ختم ہونے کی خوشی ہوتی ہے اور کسی کو نئے سال کے شروع ہونے کا انتظار۔"

آبان مسکراتے ہوئے بولا "یہ انتظار ہی ہمارے جینے کی وجہ ہوتا ہے اکثر۔اچھے وقت کا انتظار، کامیابی کا انتظار، کسی کے آنے کا انتظار اور کبھی کبھی وقت کے جلدی گزر جانے کا انتظار۔"

www.novelsclubb.com

باتیں کرتے دونوں اسٹینڈ تک پہنچ گئے۔گھر پہنچ کر دونوں ہی تھکاوٹ کی وجہ سے جلدی سونے چلے گئے۔اب یہاں سے نور کی زندگی کی ایک نئی شروعات ہونے

والی تھی۔۔۔

وہ آزمائے گا دنیا کی ہر محبت دکھا کر

پھر کہے گا بتا کون ہے تیرا میرے سوا

ایک ہفتہ بعد:

دسمبر کی سرد رات میں وہ ہوسٹل کے کمرے کی بالکونی پہ کھڑا بلیک جینز، بلیک شرٹ اور لمبا بلیک کوٹ پہنے ایک ہاتھ میں سگریٹ اور ایک ہاتھ میں چائے کا کپ لئے جانے کن سوچوں میں گم تھا کہ موبائل کی گھنٹی نے اسے سوچوں سے نکالا مگر اپنے والد کے سیل کا نمبر اپنے موبائل کی سکرین پر چمکتا دیکھ کر اس نے ہمیشہ کی طرح کال کو اگنور کر دیا اور ایک لمبا کش سگریٹ کا لینے کے بعد چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے اس نے ہمیشہ کی طرح کال کاٹ دی۔ کیونکہ اسے کال کی آواز تنگ کر رہی تھی۔ تابش علی کی زندگی میں کچھ لوگ ایسے تھے جن سے اسے نفرت تھی اس

میں اس کی والدہ کا نام سر فہرست تھا۔ والد سے اسے بہت محبت تھی مگر پھر بھی وہ اپنے والد سے ہمیشہ ہی کھچا کھچا رہتا تھا۔

کچھ لوگ اس کی زندگی میں بہت اہمیت کے حامل تھے جیسے کہ اس کا بڑا بھائی زیان علی جو کہ ڈاکٹر تھا اور انگلینڈ میں پریکٹس کر رہا تھا۔ وہ میڈیکل کے بعد اسپیشلائزیشن کرنے گیا اور اچھی جاب ملنے کے بعد وہیں رہنے لگا۔ سال میں ایک چکر پاکستان کا ضرور لگا لیتا یا ارتضی علی (تابش علی کے والد) اس کے پاس انگلینڈ ایک آدھ بار ہو آتے مگر تابش علی نہیں جاتا تھا البتہ جب زیان پاکستان آیا ہوتا ان دنوں تابش گھر رہنے چلا جاتا ورنہ لاہور میں گھر ہوتے ہوئے بھی وہ ہوسٹل میں رہنا پسند کرتا اور کسی بھی دوسرے بہانے گھر نہیں جاتا تھا۔ اس کے والد نے ملنا ہوتا تو باپ بیٹا کہیں باہر ملاقات کرتے۔ زیان کے علاوہ اس کا جگری یار سعد ملک تھا جو کہ این۔سی۔اے میں تھرڈ ائیر کا اسٹوڈنٹ تھا۔ تابش علی بظاہر تو بہت سخت مزاج انسان تھا مگر لڑکیاں اس کی شخصیت سے ایمپریس ہو کر اس سے دوستی کی خواہاں رہتیں۔ سعد ملک کے علاوہ تابش علی کے دوستوں کی لسٹ میں کوئی شامل تھا تو وہ تھی اس کے

والد کے دوست (جمیل ملک) کی بیٹی مناہل ملک جو کہ سعد ملک کی کزن بھی تھی۔

میڈیکل کالج کے پچھلے تین سالوں میں جہاں اس کا ہر سال ٹاپ کرنا ضروری تھا اسی طرح ہر سمسٹر میں نئی گرل فرینڈ بنانا بھی ضروری تھا۔ پانچ فٹ گیارہ انچ چھوٹے چھوٹے گھرے سیاہ کالے بال کبھی چھوٹے اور کبھی بڑے اس کی گرل فرینڈز کی ڈیمانڈ کے مطابق، موٹی موٹی کالی آنکھیں سفید رنگ اور بڑی ہوئی شیو جو اس کی پرسنیلٹی کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کرتی تھی۔ باتوں سے لڑکیوں کے دلوں میں گھر کر جانا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کوئی کبھی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ کب کہاں جھوٹ بول رہا ہے۔ گرل فرینڈ بنانے کے علاوہ شراب، زنا یا لڑکیوں کو جسمانی طور پر چھونا ایسا نہ تو کوئی عیب تھا اس میں اور نہ ہی ایسا کوئی شوق تھا۔ بس کچھ اس کے اندر بھرا تھا تو وہ نفرت تھی جو اسے ہر خوبصورت چہرے سے تھی جسے وہ فلرٹ کر کے نکالتا تھا اور اب تک بیس سے پچیس لڑکیوں کے جذبات سے کھیل

چکا تھا۔ کئی نے تو جاتے جاتے بددعاوں کا ڈھیر اس کے منہ پر دے مارا تھا مگر تابش علی کو اس سب سے کب فرق پڑتا تھا۔

فجر پڑھتے ہوئے نور مسکرائے جا رہی تھی اور دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کر رہی تھی۔ جب نماز پڑھ چکی تو سوچنے لگی کہ "اللہ بھی کہتا ہو گا کہ یہ کتنی پاگل لڑکی ہے میرے سامنے مسکرا رہی ہے۔"

یہ سوچتے ہوئے ایک بار پھر ہنس پڑی مگر دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہی اس کی ہنسی غائب ہو گئی اور آنسوؤں کا سمندر جانے کہاں سے آنکھوں میں امڈ آیا۔ اب اس کے لب ہلنے سے قاصر تھے اور آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ آسمان کی طرف دیکھ کر کہنے لگی "اے رحمان تو نے اپنی اس بندی نور پر ہمیشہ ہی اپنا کرم رکھا ہے۔ تو نے میرے دل کو اپنے دین کے نور سے منور کیا۔ مجھے مسلمان بننے کا شرف بخشا۔ مجھے ایک نیک سیرت عورت کی بیٹی بننے کا موقع دیا۔ بہت اچھے اور محبت کرنے والے بہن بھائی دیئے اور اب۔۔۔ اب میرے اللہ میرا خواب۔۔۔ میرا خواب تھا کہ میں آرٹسٹ بنو اور پورے ملک نہیں بلکہ پوری دنیا میں میری گنتی

www.novelsclubb.com

بہترین آرٹسٹوں میں ہو اور اس کا موقع بھی تو نے مجھے این_سی_اے میں ایڈمیشن کی شکل میں عطا فرمایا۔اے مولا مجھے ہمیشہ ثابت قدم رکھنا۔"

نور اپنے بہتے آنسو پونچھتے ہوئے دوبارہ اللہ تعالی سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی "میرے اللہ میں تیری بڑی مشکور ہوں، تیرے انعامات کا شکر ادا کرنا تو ممکن نہیں لیکن میرے اللہ میرے ان اشکوں کو شکرانے کے طور پر قبول فرما اور ہمیشہ مجھ پر اپنا فضل رکھنا۔"

آنسو اس موٹی سہنری آنکھوں سے ہوتے ہوئے اس کے گندمی رخساروں پر آ پہنچے۔نور کا گندمی رنگ بھی دیکھنے والے کے دل میں جیسے روشنی کی طرح اتر جاتا تھا یقیناً یہ اس کا اپنے رب کی طرف جھکاو اور لگاو ہی تھا جو نور بن کر نور کے چہرے بلکہ پورے وجود کا حصہ بن گیا تھا۔ابھی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ نور کو حمیدہ کے قدموں کی آہٹ سنائی دی اور اس نے جلدی سے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کئے اور مصلحے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

حمیدہ وضو کر کے آئی کہ نماز پڑھ سکے۔نور صحن میں لگے بڑے سے جھولے میں

بیٹھی حمیدہ کو نماز پڑھتے دیکھتی رہی اور سوچوں میں گم دوپٹے سے نکلی ایک لٹ اپنی انگلی سے پھیر رہی تھی۔ حمیدہ نماز سے فارغ ہوئی تو نور اس کے پاس جاء نماز پر جا بیٹھی اور بڑی بے چینی سے پوچھنے لگی "امی آج کیا خاص مانگیں گی اللہ سے میرے لئے؟"

حمیدہ شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی "میری جان جو کہو گی وہی مانگ لیتی ہوں۔" نور کچھ دیر کچھ سوچتی رہی پھر بولی "امی آپ بس اپنی اور بھائی کی زندگی کی دعا مانگا کریں کیونکہ میں آپ کے اور بھائی کے بغیر نہیں رہ سکتی۔" حمیدہ نور کی اس بات پر مسکرا پڑی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

آج کالج میں نور کا پہلا دن تھا۔ تیار ہو کر جانے لگی تو حمیدہ کی طرف دیکھ کر بولی "امی آج کوئی نصیحت نہیں کریں گی جیسے کہ زمانہ خراب ہے سنبھل کے رہنا، کسی سے فالتو بات نہ کرنا، کسی کو گھر کا پتا نا دینا، وغیرہ وغیرہ۔"

حمیدہ نور کی چمکتی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے ہنسنے لگی اور آگے بڑھ کر اس کے

سر پر پیار دیتے ہوئے بولی "بیٹا مجھے اپنے بچوں پر اعتبار ہے۔میں جانتی ہوں کہ میرے بچے اچھے برے میں فرق کرنا جانتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میرے بچے کبھی بھی کچھ ایسا نہیں کریں گے جس کی وجہ سے وہ اپنے رب اور اپنی ماں سے آنکھ نہ ملا سکیں۔"

حمیدہ کی بات پر نور مسکرا دی۔جاب پر جاتے ہوئے آبان نے اسے کالج ڈراپ کر دیا۔۔۔

---

www.novelsclubb.com

خاک سے دور کہیں اور مکاں مانگتی ہے
روح تخلیق سے پہلے کا جہاں مانگتی ہے

سورج کی ہلکی ہلکی کرنیں ہوسٹل کی کھڑکی کے پردوں میں سے ہوتی ہوئی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔بس ایک یہی سورج کی روشنی ہی تھی جو تابش علی کے آرام میں خلل ڈالتی اور اسے یاد دلاتی کہ "رات جھٹ چکی ہے اور صبح کا نور پھیل گیا ہے۔تو مسٹر تابش علی اٹھ جاو کالج جانا ہے۔"

ابھی وہ اپنے آپ کو منانے میں ہی لگا تھا کہ اٹھے اور کالج جانے کے لئے تیار ہو کہ سیل فون کی گھنٹی نے اسے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔بددلی سے فون پکڑ کر دیکھا تو کال انگلینڈ سے اس کے بڑے بھائی زیان کی تھی۔زیان کی کال کو وہ ہمیشہ ہی دل سے پک کرتا اور مخصوص انداز میں بولتا"یس مسٹر زینی تابش اسپیکنگ۔"

اب کی بار بھی حسب معمول وہی فقرہ دہرایا اور زیان نے بھی ہمیشہ کی طرح وہی سیم ڈائیلاگ بولا جو ہر ماہ کے شروع میں کال کر کے بولتا تھا"پیسے ٹرانسفر کر دیئے ہیں بابا نے جناب کے اکاوئینٹ میں اور پیسے چاہیے ہوئے تو بتا دینا۔"

پھر تقریباناراض ہوتے ہوئے بولا "تابی مجھے زینی مت کہا کر بڑا بھائی ہوں تیرا تھوڑی سی تو عزت کیا کر لیا کر۔"

تابش اب تک اٹھ کر کھڑکی تک پہنچ چکا تھا۔ کھڑکی سے پردا ہٹاتے ہوئے بولا "شکر کر میں تجھے عزت نہیں دیتا۔ تو واحد انسان ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں اگر تجھے بھی بابا کی طرح عزت چاہیئے تو پھر محبت ختم کرنی ہو گی مجھے۔"

ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ زیان کو لاجواب کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ بات بدلتے ہوئے زیان بولا "یار بابا نے تیرے اکاوئینٹ میں پیسے ٹرانسفر کروا دیئے ہیں یہی بتانے کے لئے وہ تجھے کل کال کرتے رہے مگر محترم کے مزاج ہی کب ملتے ہیں ۔۔ کبھی تو تھوڑا سا خدا کا خوف کر لیا کرو۔۔۔ باپ ہے ہمارا اور تم جانتے ہو کہ وہ ہم دونوں سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔ ہم دونوں کی محبت ہی تھی کہ انھوں نے دوبارہ شادی نہیں کی۔"

تابش علی بات ٹوکتے ہوئے بولا "تمہیں ہاسپٹل سے دیر نہیں ہو رہی۔ یار زینی کیا ضروری ہے کہ جب بھی تو کال کرے تو مجھے لکچر دے۔ صبح صبح سارے موڈ کا ستیاناس نہ کیا کر۔"

www.novelsclubb.com

زیان ہتھیار ڈالتے ہوئے بولا "تم کبھی نہیں سدھرو گے۔۔۔ خیر بابا کہہ رہے تھے کہ پیسے اور چاہیں ہوں بتا دینا۔"

تابش علی نے چائے بناتے ہوئے فون اسپیکر پر کر دیا اور بولا "جب بابا بہت اچھے سے جانتے ہیں کہ مجھے مانگنے کی عادت نہیں تو ایک ہی بار اتنے پیسے کیوں نہیں ڈلوا دیتے کہ یہ بات ہی نہ کہنی پڑے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے سگریٹ سلگایا اور کش لگاتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا ۔۔ہاسٹل میں ہر طرف چہل قدمی تھی۔

تابش چپ ہوا تو زیان بولا "تابی اگر تم اتنے خودار ہو تو پھر بابا سے پیسے لیتے ہی کیوں ہو؟"

تابش علی جو مسلسل کھڑکی سے باہر دیکھنے میں مصروف تھا کمرے میں موجود ٹیرس کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا "پیسے دیتے ہیں تو کوئی احسان نہیں کرتے۔۔۔ پیدا بھی تو انھوں نے اپنی مرضی سے کیا تھا مجھ سے پوچھا ہوتا تو میں پیدا ہونے سے ہی منکر ہو جاتا اور تم مجھے کال ان کی وکالت کرنے کے لئے کرتے ہو تو مہربانی کرکے دوبارہ

مت کرنا۔"

زیان بہت کوشش کرتا تھا کہ تابش علی اور ارتضی علی کے درمیان موجود فاصلے کم کر سکے مگر وہ کبھی بھی تابش کو کنوینس کرنے میں کامیاب نہ ہو پاتا۔

زاہد تلاش حور میں مسجد میں آ گئے
رندوں نے میکدے میں خدا کر لیا تلاش

کلاس میں بیٹھی نور دل ہی دل میں اپنے اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی جیسے دل زور زور سے پکار رہا ہو یا "رب العالمین تیرا شکر ہے کہ آج تو نے میرا خواب پورا کر ہی دیا" جب وہ جیوتی تھی تو مورت بناتے سوچتے تھی کہ جب وہ بڑی ہو گی تو۔۔۔اور کئی بار تو سوچ کر رونے لگتی کہ اسے اچھی مورت بنانا کون سیکھائے گا۔۔۔جیوتی سے نور بننے کے سفر میں مورت کا شوق تو کہیں دب گیا مگر پینٹنگ، اسکیچ، لپین ورک، مجسمہ سازی کے شوق نے اس کی جگہ لے لی اور وہ خواب دیکھنے لگی لیکن مکمل

www.novelsclubb.com

خواب کہ اس کے آرٹ کی نمائش نہ صرف لاہور کی آرٹ گیلری میں بلکہ ملک بھر اور دنیا بھر کی آرٹ گیلریز میں ہو گی مگر جب اسے این-سی-اے کی فیس کا پتا چلا تو خاموش ہو گئی۔اللہ تعالی نے اسے حمیدہ جیسی ماں اور ابان جیسا بھائی عطا کیا ہوا تھا جو اس کے خواب کو پورا کرنا چاہتے تھے۔

ابان کا تو خواب ہی شاید اپنی ننھی سی پیاری بہن کے خواب پورا کرنا تھا اور جب بھی وہ اپنے اللہ کا شکر ادا کرتی تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آجاتی۔نور اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب ساتھ والی نشست پر ایک ویسٹرن لباس زیب تن کئے بالوں کی اونچی چوٹی بنا رکھی تھی جسے پونی ٹیل کہتے ہیں۔دودھ کی طرح سفید رنگ، گلابی گال اور بہت نفاست سے میک اپ کیا ہوا، گلے میں اسکارف لپیٹے ہوئے لڑکی آکر بیٹھی۔نور نے اس کی طرف دیکھا تو وہ لڑکی بولی "ہائے آئی ایم مناہل۔مناہل ملک"

اپنا تعارف کروانے کے بعد وہ نور کو سوالیہ انداز میں دیکھنے لگی۔نور نے بھی اپنا

تعارف کرا دیا۔ مناہل کو نور سب سے مختلف لگی جو این-سی-اے کالج میں ابائے اور حجاب میں آئی تھی اور پھر بھی کونفیڈنٹ تھی۔

کلاس کے اختتام تک دونوں میں اچھی خاصی انڈر سٹینڈنگ ہو چکی تھی۔ باہر نکلتے ہی کوری ڈور میں کسی نے مناہل کو پیچھے سے آواز دی۔ یہ سعد ملک تھا۔ مناہل کا کزن جو اسی کالج میں تھرڈ ائیر کا طالبعلم تھا۔ مناہل نے نور کا تعارف کروایا۔ سعد نے سلام کیا تو نور نے وعلیکم اسلام کہہ کر جواب دیا۔ سعد کو نور باقی سب لڑکیوں سے مختلف لگی ایسی کہ اس کی پاکیزگی خود کہے کہ اس کی طرف کوئی غلط نظر سے نہ دیکھے۔ مناہل جو ناشتہ کئے بنا ہی آئی تھی اس نے کیفے جانے کا کہا مگر نور نے منع کر دیا کہ اسے کچھ کام ہے تو وہ ان دونوں کو جوائن نہیں کر سکتی۔

www.novelsclubb.com

سعد مناہل سے نور کے متعلق پوچھنے لگا کہ "گندمی رنگ میں اتنی کشش اتنا نور کیسے ہو سکتا ہے۔ کتنی معصومیت اور پاکیزگی ہے اس کے چہرے میں۔۔۔" سعد مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "یار میری کوئی بہن نہیں مگر کوئی ہوتی تو یقیناً نور

جیسی ہوتی۔"

مناہل نے اسے غور سے ضرور دیکھا مگر اس کی بات کو اگنور کرتے ہوئے کہا "اچھا بتاو پرسوں جو ویلکم پارٹی ہے اس میں کیا تابش اور ارحم بھی آئیں گے یا نہیں"۔

(تابش علی مناہل کے والد کے بیسٹ فرینڈ کا بیٹا تھا اور مناہل کا بچپن کا دوست بھی۔۔۔ مناہل کے والدین تو دس سال پہلے فوت ہو چکے تھے وہ اپنے بھائی بھابی کے ساتھ رہتی تھی اور کبھی کبھی بھائی کے ساتھ آفس بھی جاتی کہ اسے بزنس کی سمجھ آئے)۔

اس کے جواب میں سعد نے اتنا ہی کہا کہ "ارحم تو آج رات کی فلائیٹ سے سکاوئنٹ لینڈ جا رہا ہے کچھ دو ہفتے کے لئے اس کے بابا نے بھیجا ہے کسی کام سے اور تابش کو تو تم جانتی ہو وہ بہت موڈی بندہ ہے۔ دل کرے گا تو خود ہی آ جائے گا اور دل کرے گا تو منتیں کرنے پر بھی نہیں آئے گا۔"

نور گھر پہنچی تو گھر کا ماحول بہت اداس تھا۔ خالہ ساجدہ اور حمیدہ دونوں شیخ دین محمد کے ساتھ گزرے وقت کی باتیں کر رہیں تھیں۔ نور کو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ

www.novelsclubb.com

"دین محمد واقعی نور کا اصل والد تھے۔"

نور نے حمیدہ سے سوال کیا"امی آپ کو کیا کبھی ابا سے کوئی گلہ نہیں تھا۔آپ آج بھی جب انھیں یاد کرتی ہیں تو آپ کے چہرے پر ایک محبت اور سکون نظر آتا ہے۔"

حمیدہ کی آنکھیں جو آنسوؤں سے بھری ہوئیں تھیں ان میں مسکراہٹ پھیل گئی اور بولی"میری جان محبت میں گلہ اور شکایات نہیں ہوتیں،بس محبوب کا ساتھ ہی سب کچھ ہوتا ہے۔"

نور نے حمیدہ سے سوالیہ انداز میں پوچھا"امی محبت اور عشق میں کیا فرق ہے؟"

حمیدہ نے مسکراتے ہوئے کہا"پہلی بات تو یہ کہ بیٹا محبت اور عشق میں بہت فرق ہوتا ہے اور دوسری بات یہ کہ عشق سچا ہو تو وہ انسان کو اپنے رب سے جوڑ دیتا ہے۔ مجھے تمہارے ابا سے محبت نہیں عشق تھا بلکہ تھا کہنا غلط ہے عشق کبھی نہ تو ختم ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے۔انسان دنیا سے چلے جاتے ہیں عشق باقی رہتا ہے۔ میرے والد

محترم کہا کرتے تھے کہ دل کے کسی چیز کی طرف مائل ہونے کو محبت کہتے ہیں اور جب اس جذبے میں شدت پیدا ہو جائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔"

نور حمیدہ کی بات بہت دلچسپی سے سن رہی تھی۔ حمیدہ نے ایک نظر نور کی طرف دیکھا اور پھر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا" ایک دفعہ ریڈیو پر ایک اور عالم بتا رہے تھے کہ عشقہ ایک پودے کا نام ہے جو خود خشک ہوتا ہے اور مگر ہرے بھرے درختوں سے چمٹ جاتا ہے۔ جس درخت سے چمٹ جاتا ہے اسے سکھا دیتا ہے مگر خود توانا رہتا ہے اسے اگر جڑ سے کاٹ دیا جائے تب بھی یہ مرتا نہیں۔ عربی میں ایک مثل مشہور ہے کہ (العشق نار یحرق ماسوا المحبوب) عشق آگ ہے اور محبوب کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔)"

www.novelsclubb.com

حمیدہ خاموش ہوئی تو نور جس کے ذہن میں کئی سوال گھومنے لگے تھے بولی" امی ایک بات تو بتائیں عشق مجازی انسان کو عشق حقیقی کی طرف کیسے لیکر جاتا ہے؟"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "دراصل دونوں ایک ہیں۔ عشق حقیقی ایک درخت ہے اور عشق مجازی اسکی شاخ ہے۔" اقبال فرماتے ہیں

عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

—

عشق و خودی کے راہیوں پر فتوے ہزار
منزلیں ان کی کیا جانیں، دنیا کے طلبگار

لالج کے کیفے میں بیٹھا تابش رامین کو شاعری سنانے میں مصروف تھا۔ "دیکھو رامین محبت شاعری کے بغیر ہمیشہ ہی نامکمل رہی ہے۔ اگر کسی کو شاعری سمجھ نہیں آسکتی تو سمجھو محبت سمجھ نہیں آسکتی۔"
رامین جو مکمل طرح سے تابش کی باتوں میں کھوئی ہوئی تھی اپنے کھلے بال ہاتھ سے

پیچھے کرتے ہوئے بہت رومینٹک انداز میں بولی "مگر تابش مجھے تو شاعری بلکل ہی سمجھ نہیں آتی۔ شاعری میں استعمال ہونے والی زبان بہت ہی مشکل ہے لکھا کچھ ہوتا ہے اور بات کا مطلب کچھ ہوتا ہے مگر مجھے تو پھر بھی تم سے محبت ہو گئی ہے تو کیا میری محبت محبت نہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے تابش کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کی تو رامین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بہت معصومانہ انداز میں تابش مسکراتے ہوئے بولا "کوئی بات نہیں بیبس میں سیکھادوں گا کیونکہ یہ حیقیقت ہے محبت شاعری کے بنا مکمل نہیں ہوتی۔"

تابش کی اس بات کے بعد رامین سوچ میں پڑ گئی تو اس جذبے کا کیا نام ہے جو وہ تابش کے لئے محسوس کرتی ہے وہ یقیناً محبت تو نہیں ہے۔ ابھی وہ انہی باتوں میں مصروف تھا کہ کیفے کے باہر اسے سعد کھڑا نظر آیا اور تابش علی ایسے رامین کو نظر انداز کر کے باہر نکل گیا جیسے وہ اس کے ساتھ بیٹھی ہی نہ ہو۔ رامین کی تابش کے ساتھ ابھی نئی نئی دوستی ہوئی تھی وہ تابش کو جاتے ہوئے دیکھتی رہ گئی اور سوچنے لگی کہ "تابش

علی کے بارے میں پورے کالج میں مشہور ہے کہ تابش لڑکیوں کے ساتھ صرف وہی ٹائم گزارتا ہے جو اس کا گزر نہ رہا ہو۔۔ مطلب اپنے بوریت کے لمحات کو خوبصورت بنانے کے لئے ورنہ یہ بندہ تو بہت اکھڑ مزاج ہے۔ کیا یہ واقعی سچ ہے۔"

سعد نے تابش علی کو اپنی طرف آتے دیکھا تو بولا "تابی یار پھر سے ایک نئی محبت اور وہ بھی اتنی خوبصورت۔ یار بہت لکی ہے تو ہمیں تو کوئی پری تو کیا چڑیل بھی منہ نہیں لگاتی۔"

تابش جان گیا کہ سعد رامین کی بات کر رہا ہے۔ تابش علی نے پیچھے مڑ کر رامین کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی تو اسے ہاتھ سے فون کا اشارہ کیا کہ کال پر بات کروں گا۔

www.novelsclubb.com

رامین کو مطمئین کر کے سعد کی طرف مڑا اور بولا "دیکھ یار اس کی طرح کی محبتیں تو میں نے بہت کر رکھی ہیں۔ یہ کوئی محبت وحبت نہیں وہ بھی ٹائم پاس کر رہی ہے اور میں بھی۔ وہ سمجھ رہی ہے کہ میں اس کی خوبصورتی سے متاثر ہوں جبکہ مجھے ان

خوب صورت چہروں کے پیچھے چھپے کالے دلوں کو ہرٹ کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔ اس سب کو تو محبت کا نام مت دے۔میں محبت نہیں عشق کروں گا اور جب مجھے عشق ہوا تو وہ بس پہلا اور آخری ہو گا۔اس کے بعد کسی اور کی کبھی کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔"

سعد اس کی بات سن کر مسکرانے لگا اور بولا "تجھے عشق بھی ہو گا کبھی کسی سے۔۔ یہ ناممکن ترین چیز ہے۔"

تابش اسے ہنستے ہوئے دیکھ کر غصہ والے انداز میں بولا "کیوں مجھے عشق کیوں نہیں ہو سکتا۔ضرور ہو گا بس اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس سے اور کب ہوتا ہے ؟؟ مجھے چھوڑو اور یہ بتاو کہ آرٹسٹ صاحب کا مجھ غریب کے کالج کیسے آنا ہوا؟؟؟)

سعد مسلسل خاموشی سے تابش علی کی ساری باتیں سن رہا تھا۔تابش کے خاموش ہوتے ہی بولا "پہلی بات تو یہ کہ یہ عشق کا لفظ تمہارے منہ پر بلکل بھی نہیں سجتا۔ دوسرا میرا یہاں آنا خالصتاً تمہارے لئے ہے۔۔عالی جناب کی خدمت میں ایک درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں اگر جناب کچھ نظر کرم فرمائیں۔"

تابش علی سعد کے منہ سے اتنی اچھی اردو سن کر مسکرادیا اور شرارتی انداز میں بولا "آبدولت کی خدمت میں درخواست پیش کی جائے مگر پہلے یہ بتانا مجھے تم آج کل شاعری کس کو سکھانے میں مصروف ہو۔"

سعد حیران ہوتے ہوئے بولا "سمجھا نہیں میں تمہاری بات"

تابش سرگوشی والے انداز میں شرارتی مسکراہٹ مسکراتے ہوئے بولا "اردو خوبصورت ہو جائے تو سمجھ لو زندگی میں کوئی خوبصورت دوشیزہ داخل ہو چکی ہے۔"

سعد چونکتے ہوئے بولا "یار خدا کا نام لو تمہیں تو اس کے علاوہ اور بات سوجھتی ہی نہیں۔ایسا کچھ بھی نہیں اور جب بھی کسی کو پسند کروں گا تو پوری ایمانداری کے ساتھ اپنانے کے لئے پسند کروں گا تمہاری طرح دل لگی نہیں کروں گا۔"

www.novelsclubb.com

سعد کی بات سن کر تابش علی مسکراتے ہوئے بولا "یار ایک کپ چائے تو کیفے سے لے آ پھر تجھے موقع کی مناسبت سے غزل سناتا ہوں۔"

سعد جانتا تھا اس کا چائے کا نشہ ٹوٹا تو وہ بات ماننا تو دور سنے گا بھی نہیں۔دونوں کیفے سے کچھ فاصلے پر کھڑے سردیوں کے دھوپ کے مزے لیتے بات کر رہے تھے۔

سعد بنا کچھ بولے واپس پلٹا کیفے سے دو کپ چائے لایا۔تابش اتنے میں سگریٹ سلگا چکا تھا۔سعد پہنچا تو تابش دور کھڑی ایک حسینہ کو اشارے سے کچھ یاد کروانے میں مصروف تھا۔چائے کا کپ پکڑتے ہوئے مسکرایا سگریٹ کا کش لگا کر چائے کا گھونٹ بھرا اور بولا

دل لگی تھی اسے ہم سے محبت کب تھی
محفل غیر سے ستم گر کو فرصت کب تھی
ہم تھے محبت میں لٹ جانے کے قائل
ہماری خاطر کسی کو چھوڑنے کی اس میں ہمت کب تھی
وہ تو وقت گزارنے کے لئے کرتا تھا پیار کی باتیں
ورنہ میری خاطر اس کے دل میں چاہت کب تھی

www.novelsclubb.com

بہت روکا پھر بھی کمبخت نکل آئے آنسو

ورنہ بزم یار میں آنسو بہانے کی اجازت کب تھی (نامعلوم)

سعد مسکرادیا اور بولا "اگر اجازت ہو اور شاعری مکمل ہو گئی ہو تو میں بات مکمل کر لوں۔"

تابش شوخیانہ انداز میں بولا "بلکل بلکل اپنی عرضی اب ہماری خدمت میں پیش کرو"

تابش کے اس انداز اور جملے پر دونوں ہی قہقہہ لگا کر ہنس دیئے پھر سعد بولا "کل ہمارے کالج میں ویلکم پارٹی ہے اور میں تجھے اسی پر انوائیٹ کرنے آیا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ خبر تجھ تک پہلے ہی پہنچ چکی ہو گی جتنے تیرے سورسز ہیں مگر تو ایسا ڈھیٹ ہے کہ میرے بلانے کا منتظر ہو گا تاکہ بعد میں کہہ سکے تم نے نہیں بلایا تو میں نہیں آیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ میری اور مناہل کی کوئی بھی خوشی یا تقریب تمہارے بنا مکمل نہیں ہو سکتی۔"

تابش کا بلکل بھی دل نہیں تھا جانے کا بولا "یار سعد تم آرٹسٹ لوگ ہو خوابوں کو

حیقیقت بنانے کی فکر میں رہتے ہو۔ تم جیسے امیجینیشن میں رہنے والوں کی پارٹی میں مجھ جیسے حیقیقت پسند بندے کا کیا کام؟"

اس سے پہلے کہ سعد کچھ کہتا تابش پھر سگریٹ کی کش لگا کر چائے کا گھونٹ پینے کے بعد بولا "میں جانتا ہوں کہ تو یہاں مناہل کے کہنے پر آیا ہے، میں تجھے ہزار بار کہہ چکا ہوں مناہل بہت اچھی لڑکی ہے تو تو میری ساری حرکتوں سے واقف ہے۔ میں اس کی زندگی خراب نہیں کرنا چاہتا۔ ویسے بھی وہ بابا کے بہت خاص دوست کی بیٹی ہے اور میری بچپن کی دوست ہے۔ مجھے اس سے بلکل بھی محبت نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔"

اس کی بات سن کر سعد قہقہہ لگا کر ہنسا اور بولا "مسٹر تابش علی ہر وقت اتنی اونچی ہواوں میں اڑنا بھی ٹھیک نہیں ہوتا۔ زمین پر واپس آجاو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حیقیقت کھلنے پر چوٹ آجائے۔"

تابش سعد کو حیرت سے دیکھتے ہوئے بولا "کیا مطلب ہے اس بات کا اب؟؟"

سعد نے اپنا خالی کپ سائیڈ پر رکھا اور تنگ کرنے کی نیت سے تابش کے ہاتھ سے سگریٹ پکڑا اور چائے کا کپ پکڑ کر پہلے اسی کے انداز میں سگریٹ کا کش لگایا اور چائے کا گھونٹ پیا مگر سگریٹ کا کش لگاتے ہی اسے غوطہ سا لگ گیا اور تابش جو ابھی تک کچھ سمجھا نہیں تھا قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور بولا "سعد ملک ہو تو سعد ملک ہی رہو تابش علی بننے کی کوشش مت کرو۔ کوئی تابش علی نہیں بن سکتا۔"

سعد کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا "توبہ توبہ میری توبہ جو میں کبھی تابش علی بننے کی کوشش تو دور خواہش بھی کروں۔ میں تو صرف یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ مناہل معصوم اور بھولی لڑکی نہیں ہے۔ بچپن سے تمہیں دیکھ رہی ہے۔ تمہاری ایک ایک عادت اور فطرت سے واقف ہے۔ تم اس کے لائف پارٹنر کے اسٹینڈرڈ پر پورے نہیں اترتے۔ ہاں البتہ یہ سچ ہے کہ وہ بھی تمہارے بنا نہیں رہ سکتی میری طرح مگر اس کی وجہ بچپن سے آج تک کا ساتھ ہے اور کچھ نہیں سمجھے۔"

تابش علی سگریٹ کا کش لگانے میں مصروف تھا جب سعد نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "ویسے فوریور کا ئنڈ انفار میشن ایڈ میشن کے دنوں میں کسی لڑکے کو ایک نظر دیکھا ہے ان میڈیم نے، ہر وقت اسی ایک نظر کا ذکر کرکئے رہتی ہیں۔ وہ دل ہار بیٹھی ہے اس انجان پر جسے شاید پھر کبھی نہ ملے مگر کہتی ہے کہ اگر کبھی بھی کہیں بھی ملا یا اس کی ایک جھلک بھی نظر آئی تو اسے صاف صاف بتادوں گی کہ اسے اپنانا چاہتی ہوں۔ محبت ہو گئی اُسے۔۔۔اس سے جسے وہ جانتی بھی نہیں کون ہے؟"

تابش اس کی بات سن کر ہنس پڑا اور بولا "یار میں تو مناہل کو کافی سمجھدار سمجھتا تھا۔ اتنی احمق نکلے گی سوچا نہیں تھا۔ ویسے ایک بات تو ہے ان لڑکیوں کی فطرت میں۔"

سعد نے مسکراتے ہوئے تابش علی کو ٹوکتے ہوئے کہا "بڑی ریسرچ ہے جناب کی لڑکیوں پر۔۔۔اب فرمادیجئے کہ کیا فطرت ہے اس معصوم مخلوق کی۔"

سعد کی بات پر تابش نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا "یہ معصوم مخلوق یا تو لڑکوں کو الو بناتی ہیں یا پھر خود الو بن جاتی ہے۔"

سعد کو تابش کی بات پسند نہیں آئی مگر اس بات کو اگنور کر کے کہنے لگا "میرے خیال میں مناہل بہت سمجھدار لڑکی ہے وہ تمہیں چاہنے لگتی تو ساری زندگی رو کر گزرتی۔ کم از کم تمہارا انتخاب نہ کر کے اس نے بہت سمجھداری کا مظاہرہ کیا ہے۔"

سعد کی بات تابش کو سخت ناگوار گزری اور بولا

"عورت بے وفا مخلوق ہے اور میں بے وفا مخلوق سے وفا کا قائل نہیں ہوں۔"

ماحول میں کافی تلخی پیدا ہو گئی تو سعد نے بات بدلی اور تابش کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور بولا "یہ سب باتیں چھوڑ، میں تو تجھے اپنے لئے انوائیٹ کرنے آیا ہوں۔ ہماری دوستی کی خاطر ہی سہی تو بہت اچھے سے جانتا ہے کہ میری زندگی میں تیری جگہ کوئی نہیں لے سکتا تو جب تو ہی پارٹی میں نہیں ہو گا تو مجھے کیا خاک مزا آئے گا۔"

www.novelsclubb.com

تابش سعد کے اس جملے پر ہمیشہ ہی ہتھیار ڈال دیتا تھا اور یہ بات سعد بھی بخوبی جانتا تھا۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا۔ تابش نے ایک لمبی سانس لی اور بولا "یو آر این ایموشنل

بلیک میلر مسٹر سعد ملک۔"

دونوں ہنس دیئے اور کیفے کی طرف بڑھ گئے۔

جس تجلی نے جلاڈالا کوہ طور کو۔۔۔!
وہ تجلی ہم شہ رگ میں لیئے بیٹھے ہیں

آج کالج میں پارٹی تھی۔نور عصر پڑھ کر جاء نماز اٹھاتے ہوئے سوچ رہی تھی

"جاوں یانا جاوں۔"

حمیدہ سے تو وہ پہلے ہی پوچھ چکی تھی جس پر حمیدہ نے کہا کہ "ضرور جانا چاہیے۔ ہمارے دور میں بھی بہت پارٹیاں ہوا کرتی تھیں جب میں انگلش میں ماسٹرز کر رہی تھی۔۔۔میں تو ضرور جاتی تھی سب میں اور تمہارے سامنے رخشندہ فرخندہ اور ابان سب ہی کالج اور یونیورسٹی کے ہر فنگشن میں ہمیشہ ہی گئے ہیں۔"

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی کہ موبائل فون کی گھنٹی بجی، فون کی سکرین پر مناہل کا نمبر چمک رہا تھا۔ نور نے کال پک کی تو مناہل سوالیہ انداز میں بولی "آ رہی ہو نا پارٹی میں؟" اور جواب سنے بغیر ہی بولی کہ "تیار رہنا۔۔۔ میں اور سعد تمہیں پک کر لیں گے۔ اپنی لوکیشن سینڈ کر دو مجھے ابھی۔

جس پر نور نے چونک کر کہا "نہیں اس کی ضرورت نہیں مجھے بھائی چھوڑ دے گا۔"

مناہل اپنے مخصوص انداز میں بولی "کم آون یار"

اس کے جواب میں نور بس اتنا ہی بولی کہ "اکیلی آنا پلیز۔"

مناہل نے کہا "اوکے ڈن۔ تم لوکیشن بھیجو" اور کال کاٹ دی۔

مناہل نور کو پک کرنے آئی تو نور نے اسے حمیدہ سے بھی ملوایا۔ ابان ابھی تک آفس سے واپس نہیں آیا تھا۔ جب تک وہ دونوں کالج پہنچیں پارٹی تقریباً شروع ہو چکی تھی۔ نور ہمیشہ کی طرح آج بھی ابائے میں ہی آئی بلیک ابایہ جس کے کف پر گولڈن رنگ کے نگوں کا کام ہوا ہوا تھا۔ ابائے کے ساتھ کے گولڈن حجاب اور اس پر اس کی موٹی موٹی خوبصورت سنہری آنکھیں اسے سب سے منفرد اور

خوبصورت بنا رہیں تھیں۔ مناہل خوبصورت نقوش کی مالک تھی اس پر بلیک اور ریڈ گاون زیب تن کئے ہوئے تھی۔ دراصل جوئیرز کو گاون ہی پہننے تھے یہ پارٹی کا ڈریس گوڈ تھا۔ اس کے اوپر کھلے بال، نفاست سے ہوا میک اپ اور ڈارک لپ اسٹک جو کسی بھی کا قتل کرنے کے لئے کافی تھی۔ نور اور مناہل دونوں ہی اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ گپ شپ میں مصروف تھیں کہ مناہل کو دور سے سعد اور تابش آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ سعد ڈراک بلیو پینٹ کوٹ، لائیٹ بلیو شرٹ اور میرون ٹائی میں جبکہ تابش بلیک پینٹ کوٹ وائیٹ شرٹ اور بلیک ہی لونگ کوٹ لیکن ٹائی ہمیشہ کی طرح آج بھی نہیں پہنی تھی۔ تابش کی پرسنیلٹی اور انداز محفل میں موجود ہر لڑکی کو اس کا دیوانہ بنانے کے لئے کافی تھی۔

مناہل نے ہاتھ ہلا کر سعد کو متوجہ کیا۔ وہ انھیں کی طرف آرہے تھے۔ مناہل نے تابش کو صرف "ہیلو" کہا اور سعد سے ہاتھ ملایا۔ تابش لڑکیوں سے ہاتھ ملا کر مصافحہ کرنے کا عادی نہیں تھا اور پوچھنے پر کہتا "جب کوئی لڑکی مجھ سے ہاتھ ملاتی ہے تو اسے کچھ ایسے جراثیم لگ جاتے ہیں کہ میرے پیچھے ہی پڑ جاتی ہے تو خود کو

محفوظ رکھنے کے لئے احتیاط برتتا ہوں۔"

مناہل یہ بات پہلے ہی بہت اچھے سے جانتی تھی مگر نور کو نظر بھر کر دیکھ کر جب تابش علی نے یہ جملہ کہا تو مناہل اور سعد دونوں ہی سمجھ گئے کہ تابش یہ جملہ نور کو ایمپریس کرنے کے لئے کہہ رہا ہے لہذا سعد اور مناہل دونوں ہی ہنس دیئے۔ نور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مناہل نے تعارف کروایا" یہ میری دوست شیخ نور محمد ہے۔"

تابش نے اس کی آنکھوں میں غور سے دیکھتے ہوئے سلام کیا اور نور نے مسکرا کر جواب میں وعلیکم اسلام کہا۔

تابش کو نور کی طرف اتنی توجہ سے دیکھتے ہوئے سعد کو عجیب لگا اور اس نے تابش کی توجہ نور سے ہٹانے کے لئے کہا کہ "مناہل اور نور بیسٹ فرینڈز ہیں اور اس لحاظ سے اب ہم تین سے چار لوگ ہو گئے اس گروپ میں۔"

تابش سمجھتے ہوئے بھی انجان بننے کی کوشش کرتے ہوئے بولا "چار کون کون؟"

سعد جانتا تھا کہ تابش نے جانتے بوجھتے سوال کیا ہے پھر بھی جواب دیتے ہوئے بولا

"پہلے تم میں اور مناہل تھے اور اب اس گروپ میں نور بھی شامل ہے۔"

تابش نے اپنے مخصوص انداز میں نور کو دیکھا جس کے چہرے سے واقع ہی نور جھلک رہا تھا۔

مناہل تابش کو دیکھتے ہوئے بولی "نور کے چہرے پر واقع اس کے نام کی طرح نور ہے۔۔۔ہے ناں ؟؟؟"

تابش نور کی ہی طرف دیکھتا رہا اور بولا "مطلب یہ کہ جس کا بھی نام نور ہو گا اس کے چہرے سے نور جھلک رہا ہو گا۔"

تابش کی اس بات کے جواب میں نور بولی "ایسا کچھ بھی نہیں شیطان بھی پہلے فرشتہ ہی تھا۔"

بس نور کا اتنا کہنا تھا کہ تابش کو تو موقع چاہیے تھا اسکو ایمپرس کرنے کا اور کسی خوبصورت لڑکی کو ایمپرس کرنے کے لئے تابش کسی حد تک بھی جا سکتا تھا۔ نور کی موٹی موٹی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "شیطان جن تھا فرشتہ نہیں۔۔۔ جن ناری ہوتے ہیں اور فرشتے نوری ہوتے ہیں مس نور"

دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے اور کوئی بھی نظر نہیں چرا رہا تھا۔ جیسے دونوں آنکھوں کے رستے ایک دوسرے کے دل میں اتر رہے ہوں۔ نور کو تابش کا اس طرح "مس نور" کہنا بہت اچھا لگا تھا۔ نور نا چاہتے ہوئے بھی مسلسل تابش کی آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی۔

سعد دونوں کو اس طرح دیکھتے ہوئے پریشان ہو گیا اور اسے خطرہ لاحق ہوا تو ہاتھ سے تابش کو ہلاتے ہوئے بولا "یار تم لوگ کس بحث میں پڑ گئے ہو۔ پارٹی شروع ہو چکی ہے چلو اس طرف چلیں۔"

تابش مسکراتے ہوئے مخصوص انداز میں نور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "تم لوگ جاؤ میں سگریٹ پی کر آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔ لیکن نور کی نظریں اس وقت تک تابش کا تعاقب کرتی رہیں جب تک وہ اوجھل نہیں ہو گیا۔ تابش کو اندازہ تھا کہ نور اسے دیکھ رہی ہو گی مگر اس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔

نور نے مناہل سے پوچھا "یہ بندہ تو بہت روڈ ہے تمہارا دوست کیسے ہے تم تو بہت

سوفٹ نیچر کی ہو۔"

مناہل مسکرادی اور بولی "بچپن کا دوست ہے جان ہے میری اور سعد کی۔۔۔ ہم تینوں ایک دوسرے کے بنا زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ یہ بظاہر روڈ نظر آتا ہے مگر دل کا بہت اچھا ہے۔"

پارٹی آخری مراحل میں تھی اور تابش ایک بار پھر بالکونی پہ کھڑا سگریٹ سلگا رہا تھا جب سعد بھاگتا ہوا تابش کے پاس آیا اور اپنی اکھڑتی سانسوں کو سنبھالتے ہوئے بولا "تابش یار مناہل کے بھائی بھابی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ میں اور مناہل ہاسپٹل جا رہے ہیں، تم پلیز نور کو گھر چھوڑ کر ہاسپٹل آجانا۔"

جس کے جواب میں تابش نے صرف "ہوں" کہا۔ تابش کا جواب سنے بنا ہی سعد واپس پلٹ گیا۔ نور وہیں کچھ فاصلے پر خاموش کھڑی تابش کا چہرہ دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ "یہ کیسا انسان ہے؟ اتنا نارمل ردعمل کیسے ہو سکتا ہے کسی بھی انسان کا اتنی بری خبر سن کر۔"

تابش کو محسوس ہوا کہ نور کسی سوچ میں گم بس اسے ہی گھورے جا رہی ہے تو اس

نے پوچھا" کیا ہوا مس نور؟ مجھے جانے کیوں لگ رہا ہے جیسے آپ مجھے کھوجنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ایسا مت کرنا ورنہ مجھے کھوج تو نہیں پائیں گی مگر خود الجھ جائیں گی آپ۔"

نور اس کے اس جملے پر ہی الجھ سی گئ۔اسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ کیا جواب دے تو بولی" میں کیوں کھوجنے کی کوشش کروں گی آپ کو۔"

حسب عادت نور کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے تابش بولا " چلیے آپ کو گھر چھوڑ دوں۔"

نور اپنے موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے بولی " نہیں میں نے بھائی کو کال کر دی ہے وہ آتے ہی ہوں گے۔"

جس کے جواب میں تابش علی نے "اوکے" کہا اور اپنے موبائل میں ایسے گم ہو گیا جیسے وہاں وہ اکیلا ہی موجود ہو۔اس سب سے نور کو عجیب سی کوفت ہو رہی تھی اور نہ چاہتے ہوئے بھی نور نے تابش کو مخاطب کر لیا" ایک بات پوچھوں اگر آپ کو برا نہ لگے تو؟؟ کیونکہ اگر یہ بات میں نے آپ سے نہ پوچھی تو یہ بات مجھے تنگ کرتی

رہے گی۔"

تابش نے فون سے نظر اٹھائی اور نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "مطلب میں صحیح تھا آپ مجھے ہی سوچ رہی تھیں۔ خیر جی پوچھیئے؟"

نور کو اس کی بات پسند نہیں آئی تو بولی "میں آپ کے بارے میں نہیں سوچ رہی تھی بلکہ اپنی دوست مناہل کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ میرا مطلب ہے آپ کو مناہل کے بھائی بھابی کی خبر سن کر کوئی دکھ نہیں ہوا۔ سوری ٹو سے مگر جیسے مناہل بتاتی ہے آپ تینوں بچپن کے دوست ہیں اور مناہل اپنے والدین پہلے ہی کھو چکی ہے میرے منہ میں خاک لیکن خدانخواستہ اگر اس کے بھائی بھابی کو کچھ ہوا تو وہ تو بلکل اکیلی رہ جائے گی دنیا میں۔۔۔ آپ اپنی بیسٹ فرینڈ کو پریشان دیکھ کر کیسے مطمئین رہ سکتے ہیں؟"

www.novelsclubb.com

تابش اپنے اسی لاپرواہی والے انداز کھڑا رہا جواب ہی نہیں دیا۔ جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ تابش کو خاموش اور مطمئین دیکھ کر نور نے دوبارہ بے چینی سے کہا

"آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا؟"

تابش علی کم بولنے کا عادی تھا اور جو بات اسے غیر ضروری لگے اس کے جواب میں خاموش رہتا تھا۔ اب نور نے جب دوبارہ سوال کیا تو تابش اپنے مخصوص انداز میں سگریٹ کی کش لیتے ہوئے بولا "پہلی بات تو یہ کہ یہ لوگ میرے رشتے دار نہیں ہیں جیسٹ فیملی فرینڈ ہیں اور مس نور جہاں تک بات اپنوں کی ہے تو اپنا صرف وہی ہے جس نے پیدا کیا ہے اور اسی کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے۔"

تابش علی کی باتوں نے نور کو خاموش کر دیا اور تابش نے بھی یہ بات محسوس کی تو موضوع بدلتے ہوئے بولا "آپ فرسٹ ائیر میں ہیں۔" نور نے اثبات میں سر ہلایا۔

تابش علی اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا "دنیا کے رنگوں میں اپنا رنگ نہ کھو دیجئے گا مس نور۔"

www.novelsclubb.com

تابش ایسی گہری نصیحت بہت کم اور بہت خاص لوگوں کو کیا کرتا تھا۔ ورنہ ہمیشہ ہی لڑکیوں سے چکنی چپڑی باتیں کرتا تھا۔ نور اس کے بدلتے انداز کو دیکھ رہی تھی کہ

نور کے فون پر گھنٹی بجی اور وہ یہ کہہ کر چل دی کہ "بھائی آگیا ہے میں چلتی ہوں۔"
اور تابش دور تک اسے جاتا دیکھتا رہا۔

گھر پہنچ کر عشاء کی نماز سے فارغ ہوئی تو تابش کا وہی جملہ اس کے ذہن میں گردش کرنے لگا کہ "دنیا کے رنگوں میں اپنا رنگ نہ کھو دیجئے گا مس نور۔"
وہ کافی دیر سوچتی رہی کہ آخر اس بات کا مطلب کیا ہو سکتا ہے لیکن بلآخر کوئی مطلب نکال نہیں پائی تو درود پڑھتے پڑھتے سو گئی۔
فجر کی اذان ہو رہی تھی جب ہمیشہ کی طرح اس کی آنکھ کھلی۔اٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھی تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہی حسب معمول اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہو گئی وہ چاہ کر بھی کچھ بول نہ پائی بس آنکھیں آسمان کی طرف تھیں اور لب خاموش تھے۔
نور نے اٹھ کر قرآن پاک کھولا اور سورت رحمن کی تلاوت کرنے لگی اور پڑھتے پڑھتے اچانک ان آیات پر رک گئی۔

www.novelsclubb.com

ترجمہ "جو کچھ ہے اس زمین پر ہے اس کو فنا ہونا ہے اور باقی رہے گی تمہارے رب کی ذات۔ وہی ہے عظمت اور بزرگی والا"

اس آیت کو پڑھتے ہی ایک دم تابش علی کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے

"اپنا صرف وہی ہے جس نے پیدا کیا ہے اور اسی کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے۔"

سورت رحمن مکمل پڑھ چکی تھی تو مناہل کے بھائی بھابی کے لئے دعا کی اور پھر حمیدہ کے پاس آ گئی۔ آنسوؤں سے بھری آنکھیں دیکھ کر حمیدہ پریشان ہو گئی۔ اس کے سوال کرنے سے پہلے نور خود ہی بتانے لگی کہ "اس کی دوست مناہل کے بھائی بھابی کا بہت برا ایکسینڈنیٹ ہوا ہے اور وہ ابھی تک ہاسپٹل میں ہیں۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بھی اور کہتی حمیدہ نے پوچھا" تمہیں ہاسپٹل جانا ہے؟"

نور نے جھکی گردن کو اثبات میں ہلا دیا۔

نور کو اس طرح پریشان دیکھ کر ابان نے اسے کہا کہ "وہ آفس جاتے ہوئے راستے میں ہاسپٹل ڈراپ کر دے گا" مگر پھر سوچنے لگا کہ واپسی پر کیسے آئے گی اسے

www.novelsclubb.com

پریشان دیکھ کر حمیدہ نے کہا کہ "وہ خود ساتھ چلی جائے گی اس کے بھائی بھابی سے ملاقات بھی ہو جائے گی اور نور کی واپسی کی کوئی پریشانی نہیں رہے گی۔"

ابان آفس کے لئے نکل گیا۔ حمیدہ اور نور ناشتہ کر کے رکشے میں بیٹھ کر ہاسپٹل پہنچ گئیں۔ راستے سے پھل اور پھول لئے ان کے لئے۔ جب وہ ہاسپٹل پہنچیں تو اسے خبر ملی کہ مناہل کے بھائی بھابی اب پہلے سے بہتر ہیں۔ ہاسپٹل کے کمرے کے باہر ہی اسے نور، تابش علی اور سعد ملک کے ساتھ کھڑی نظر آئی۔ نور نے حمیدہ کا سب سے تعارف کروایا اور حمیدہ اور نور مناہل کے ساتھ اندر کمرے میں چلی گئیں۔ کچھ دیر بعد نور اور مناہل تو باہر آگئیں مگر حمیدہ وہیں بیٹھی ان سے بات چیت کرتی رہی۔

حمیدہ بے شک مالی حیثیت میں ان سے کم تھی مگر تعلیم، اخلاق اور دل کی بہت امیر تھی۔ مناہل کے بھائی قدوس ملک اور بھابی جیا ملک کو حمیدہ اور نور دونوں ہی بہت اچھی لگیں۔ حمیدہ باہر آئی تو مناہل، سعد اور تابش علی وہیں موجود تھے نور کے ساتھ۔ حمیدہ نے جاتے ہوئے سب کے سر پر پیار اور دعائیں دیں اور نور مناہل کے

گلے مل کر حمیدہ کے ساتھ چل دی۔

جانے کیا تھا ایسا کہ تابش علی کو زندگی میں پہلی بار کسی کے سر کے بال چھونے پر اعتراض نہیں تھا ورنہ کوئی اس کے بالوں کو ہاتھ لگائے تو تابش اس سے لڑ پڑتا تھا مگر حمیدہ کا پیار دینا اور دعا دینا بہت اچھا لگا۔تابش علی غیر ارادی طور پر اسی طرف دیکھتا رہا جس طرف حمیدہ اور نور جا رہی تھیں۔وہ تو کب کی جا چکی تھیں مگر تابش علی اس سے بے خبر تھا۔

وہ کن کہتا ہے اور ہو جاتی ہیں
گمان سے آگے،بیان سے باہر

www.novelsclubb.com

زندگی روٹین میں گزرنے لگی۔مناہل کے پاس رشتوں کے نام پر بھائی بھابی اور چند دوست تھے جبکہ نور اکثر اپنی بہنوں ان کے بچوں اور خاص کر اپنے بھائی ابان کا ذکر

کرتی۔ مناہل کو بہت شوق تھا کہ کوئی موقع ملے اور وہ نور کی فیملی سے ملے۔ مناہل یہ بھی جانتی تھی کہ خالہ ساجدہ اس کی فیملی کے لئے کیا اہمیت رکھتی ہیں۔ پچھلے کئی ہفتے سے خالہ ساجدہ کہ طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی تھی اور اس کی وجہ سے سب بہت پریشان رہتے تھے۔ نور بیٹھے بیٹھے کھو جاتی تھی۔ مناہل نے پوچھا تو آنسو اس کی سہنری آنکھوں میں ہیرے کی طرح چمکنے لگے اور ان ہیروں کو آنکھوں میں ہی روکے ہوئے تھی کہ سعد بھی کلاس ختم ہونے پر پہنچ گیا۔ نور کے چہرے کی اداسی دیکھ کر اس نے مناہل سے پوچھا کہ "کیا ہوا؟" اور اس سے پہلے کہ نور کچھ بھی بتاتی نور کے فون کی گھنٹی بجی اور سکرین پر "امی" لکھا چمکنے لگا۔ نور نے کال اٹھا کر سلام کیا مگر جواب میں جو بھی کہا گیا نور رونے لگی اور بات کرتے کرتے اپنی چیزیں اکٹھی کرنے لگی۔ اسے یہ سب کرتے دیکھ کر مناہل اور سعد بھی اس کی مدد کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

کال بند ہوئی تو مناہل نے پوچھا "نور کیا ہوا ہے۔۔۔ کہاں جا رہی ہو اور نور تیز تیز چلتی بس اتنا ہی کہہ سکی خالہ ساجدہ کا انتقال ہو گیا؟"

مناہل نے اپنی چیزیں بھی اٹھائیں اور اس کے ساتھ یہ کہتے ہوئے چل دی کہ "میں

تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" نور آنسو صاف کرتے ہوئے بولی "نہیں رکشہ کروا کر چلی جاوں گی" مگر اس وقت مناہل کچھ نہیں سننا چاہتی تھی۔

سعد کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ ساتھ چلے کہ رکے۔اسی کشمکش وہ وہیں پیچھے رک گیا اور مناہل کو کال کرکے پوچھا کہ "آوں یا نہیں" مناہل جانتی تھی سعد نہ صرف نور کی عزت کرتا ہے بلکہ اسے بہن مانتا ہے تو بولی "ابھی میں ہوں اس کے ساتھ تم کلاسز لے کر آنا اور ہاں مجھے شاید موقع نہ ملے تو تم بھائی کو کال کرکے بتا دینا۔ جلدی میں نور کی اسکیچ بک اور ڈائیری وہیں بینچ پر رہ گئی۔ سعد نے سوچا کہ "وہ جب جائے گا تو نور کو دے دے گا۔"

سعد ابھی مناہل کے قدوس بھائی کو کال کر رہا تھا کہ پیچھے سے تابش نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔بے شک سعد کی بیک تھی مگر وہ تابش کے انداز کو پہچانتا تھا۔ پھر بھی چونک گیا۔

www.novelsclubb.com

تابش اسے پریشان دیکھ کر حیران ہو گیا نارملی سعد ایسے بیہو نہیں کرتا تھا۔تابش نے پوچھا "واٹ ہیپینڈ۔۔۔؟؟ وائے آر یو سواپ سیٹ۔۔۔؟؟ اور آج جناب اکیلے

کیوں ہیں وہ دونوں حسینائیں کہاں ہیں؟"

سعد اسے نور کی خالہ کی ڈیتھ کی تفصیلات بتانے لگا تو تابش حیرت سے دیکھتے ہوئے بولا "کوئی کسی غیر کے لئے اتنا ایموشنل کیوں اور کیسے ہوگا اور مس نور تو کچھ زیادہ ہی ایموشنل ٹائپ کی لڑکی ہیں" پھر طنزیہ انداز میں بولا "اچھا تو تم اب جنازے کو کندھا دینے جا رہے ہو؟"

سعد نے تابش کی طرف دیکھے بنا کہا "ڈونٹ بی سو روڈ۔۔۔ تم چلو گے ساتھ؟"

تابش نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا "یار نہ جان نہ پہچان اور منہ اٹھا کر کہیں بھی جانا تابش علی کی عادت نہیں۔"

سعد کسی قسم کی بحث کے موڈ میں نہیں تھا اس لئے بات مختصر کرتے ہوئے بولا "اچھا ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔ تم رکو گے یا ابھی میرے ساتھ ہی نکلو گے۔ میں تو بس جانے لگا ہوں۔"

سعد چیزیں اٹھانے لگا تو تابش کی نظر اسکیچ بک پر پڑی جس پر اسے نور کا نام لکھا نظر آیا۔ اسکیچ بک پکڑتے ہوئے بولا "لگتا ہے مس نور جلدی میں یہ یہیں چھوڑ گئیں

ہیں۔"

سعد نے تابش کے ہاتھ کی طرف دیکھا اور بولا "ہاں اسکیچ بک بھی اور اپنی ڈائیری بھی۔"

ڈائیری کا نام سن کر تابش جیسے چونکا اور منہ میں بڑبڑایا "ڈائیری۔۔۔ مس نور کی ڈائیری"

سعد نے اس کی منہ میں بڑبڑاتی آواز سن لی اور بولا "پرسنل ڈائیری نہیں ہے ۔۔۔ شاید وہ شاعری کرتی ہے مجھے بھی آج ہی پتا چلا ڈائیری دیکھ کر مگر شاعری میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں تو یہ بات جانتا ہے بہت اچھی طرح۔"

تابش نے ایک لمحہ بھی نا لگایا اور بولا "پلیز ڈو می اے فیور"

سعد نے حیرت سے تابش کی طرف دیکھا کیونکہ فیور مانگنا تابش علی کی فطرت نہیں تھی وہ بچپن سے اسے جانتا تھا اور آج زندگی میں پہلی بار یہ جملہ اس نے کہا اور کہا بھی تو اپنے جگری یار سے جس سے وہ جان مانگیں تو بھی وہ بنا سوال کئے دے دے۔

سعد نے حیرت سے پوچھا "کیا بات ہے تابی یار سب خیریت ہے نا۔۔۔ تو ایسے

کیوں کہہ رہا ہے جبکہ تو جانتا ہے کہ میری جان مانگے گا تو بھی بنا سوال کئے دے دوں گا۔"

تابش پھیکی سی مسکراہٹ مسکرایا اور بولا کہ "جانتا ہوں یہ بات مگر تجھ سے کسی کی چیز مانگنا چاہتا ہوں اور تو منع کر دے اس لئے پہلے ریکویسٹ کی ہے۔"

سعد پوچھنے والے انداز سے کندھے اچکاتے ہوئے بولا "کس کا کیا مانگنا چاہتا ہے یار تو۔۔۔بول بھی مجھے الجھا کیوں رہا ہے؟"

تابش علی بولا "سعد یار مجھے مس نور کی اسکیچ بک اور ڈائیری مل سکتی ہے۔۔ دیکھ اسے یاد بھی نہیں ہو گا کہ وہ یہاں بھول آئی ہے۔۔۔میں اسے پڑھ کر واپس کر دوں گا۔۔ مگر تم اسے مت بتانا کہ میرے پاس ہے۔"

سعد تابش کو حیرت سے دیکھنے لگا کہ "یہ وہی تابش علی ہے جسے وہ بچپن سے جانتا ہے یا کوئی اور ہے۔"

سعد ویسے ہی بہت پریشان تھا اسے جلدی پہنچنا تھا تو بولا "اچھا ٹھیک ہے تم رکھ لو مگر واپس کر دینا۔" سعد جاتے جاتے رکا اور بولا "یار تابش ایک بات کہوں کسی کی

ڈائیری بنا اجازت پڑھنا غلط بات ہے۔"

ڈائیری اب تابش کے ہاتھ میں تھی سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے بولا" جگر ابھی ابھی تونے خود کہا کہ یہ پرسنل ڈائیری نہیں ہے۔ مس نور کی لکھی شاعری ہے تو بس دیکھنا چاہتا ہوں کس انداز کی شاعری کرتی ہے وہ اور شاعری ہی کرتی ہے یا شاعری کے نام پر مذاق کرتی ہے۔"

سعد صرف اتنا ہی بول سکا" بری بات۔۔ کسی کا بے جا مذاق نہیں اڑاتے" اور تیز تیز چلتا ہوا پارکنگ میں اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا جبکہ تابش اپنی گاڑی کی طرف

نور اور مناہل گھر پہنچیں تو حمیدہ کی حالت کافی خراب تھی۔ مناہل کی نظر حمیدہ کے پاس کھڑے ابان پر پڑی اور اس کے دل کی دھڑکنیں جیسے تھم سی گئیں۔ یہ وہی لڑکا تھا جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ آج تک اس کے خواب دیکھ رہی تھی وہ آج اتنے قریب اتنے پاس موجود تھا۔ڈیڑھ سال کے بعد اسے پتا چلا کہ ابان جس کا نور ہر وقت ذکر کرتی ہے وہی لڑکا ہے۔اس کے خواب کا ہیرو۔"

جس دن سے مناہل نے ابان کو دیکھا تھا دل میں فیصلہ کیا تھا کہ جب تک وہ لڑکا نہیں ملے گا کسی بھی اور سے شادی نہیں کرے گی۔

نور پہنچی تو ابان حمیدہ کا خیال رکھنے کا کہہ کر خود کفن دفن کی تیاریوں میں لگ گیا اتنے میں رخشندہ فرخندہ بھی پہنچ گئیں۔ سعد آیا تو وہ نظروں سے مناہل کو ڈھونڈنے لگا۔ جب مناہل نظر نہ آئی تو اسے کال کی۔ مناہل فون اٹھاتے ہی بہت خوشی والے انداز میں بولی "سعد۔۔ سعد اور چپ ہو گئ۔"

سعد کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ "کیا ہو رہا ہے وہاں تابش علی کا رویہ اور یہاں مناہل کا۔"

وہ سوچنے لگا کہ خالہ تو نور کی مری ہے مگر اس بات کا اثر اس کے دوسرے دونوں دوستوں کے دماغ پر ہو گیا ہے۔ سعد نے حیرت سے پوچھا "کہاں ہو تم اور اتنی خوش کیوں ہو؟؟؟ مرنے والی سے تمہاری کیا کوئی دشمنی تھی۔"

مناہل نور کو واش روم کا اشارہ کر کے گئی اور وہاں جا کر سکون سے سعد کو بتانے لگی کہ "مجھے وہ لڑکا مل گیا ہے۔"

سعد مناہل اور تابش کے رویوں سے اتنا الجھ چکا تھا کہ اسے سمجھ نہیں آئی کونسا لڑکا تو پوچھنے لگا" کونسا لڑکا۔۔۔ تم کب سے لڑکے ڈھونڈنے لگی۔۔۔ یار یہ شوق بھی ہے تمہیں۔۔۔ میں قدوس بھائی سے تمہاری شکایت کروں گا۔"

مناہل اپنی خوشی چھپا نہیں پارہی تھی بولی" جسٹ شٹ اپ۔۔۔ بات تو پوری سننے کی زحمت کرلو۔۔۔ مجھے وہ لڑکا ملا ہے جسے میں ڈھونڈ رہی تھی۔"

سعد الجھتے ہوئے" مگر تم کسی کو کیوں ڈھونڈ رہی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔"

مناہل کو غصہ چھڑنے لگا اور بولی" چپ۔۔۔ بلکل چپ۔۔۔ پہلے میری بات مکمل ہونے دو۔"

سعد نے لمبی سانس لی اور خاموش ہو گیا۔ مناہل بولی" تمہیں یاد ہے میں نے بتایا تھا کہ این-سی-اے کے انٹری ٹیسٹ کے رزلٹ والے دن لڑکے سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ مل گیا اور پتا ہے ملا کہاں۔۔۔ وہ نور کا بھائی ہے۔۔۔ اپنی نور کا۔۔۔ ڈیڑھ سال سے ہم ساتھ ہیں اور آج مجھے پتا چلا کہ وہ نور کا بھائی ہے۔۔۔ بہت ہینڈسم ہے یار اف کیا بتاوں۔۔۔ آج تو بڑھی ہوئی شیو میں اور بھی خوبصورت لگ رہا ہے۔"

سعد نے کہا" یہ تو وہی حال ہوا بچہ بغل میں ڈھنڈورا شہر میں۔۔۔ خیر بہت بہت مبارک ہو۔۔۔اچھا بتاو میں آتو گیا ہوں مگر کسی کو نہیں جانتا پہچانتا اب کیا کروں۔"

مناہل نے کہا" رکو میں نور سے بات کر کے بتاتی ہوں۔"

نور کے سب دوستوں کا سارے گھر والوں سے غائبانہ تعارف تھا اور حمیدہ تو سب سے مل بھی چکی تھی۔ مناہل نے نور کو بتایا تو نور اٹھ کر ابان کے پاس آئی اور کچھ کہہ کر واپس حمیدہ کے پاس آکر بیٹھ گئ۔ابان اسی وقت سعد کے پاس آیا اور اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ "میں محمد آبان نور کا بڑا بھائی ہوں پھر سعد سے معذرت کی کہ آپ پہلی بار ہمارے گھر آئے ہو وہ بھی ایسے موقع پر کہ آپ کو صیح سے پوچھ بھی نہیں سکتا۔"

www.novelsclubb.com

سعد کو بھی آبان اچھا لگا۔ آبان بہت مخلص تھا بلکل نور کی طرح۔ بات کرنے کا انداز اتنا سوفٹ اور پولائیٹ کہ لگے شیرینی کھل رہی ہو کانوں میں۔ پھر ابان نے اسے رخشندہ کے شوہر حیدر عباس اور فرخندہ کے شوہر طارق احمد سے ملوایا اور

تعارف کروایا کہ یہ نور کا دوست سعد ملک ہے۔اتنا ہی کہنا تھا کہ دونوں بہنوئی بہت گرم جوشی سے ملے اور سعد جو کچھ دیر پہلے خود کو اجنبی محسوس کر رہا تھا اب اسے وہاں موجود سب لوگ اپنے اپنے لگنے لگے۔

آبان تو وہاں سے چلا گیا۔۔کچھ دیر بعد جنازہ بھی چلا گیا اور آہستہ آہستہ لوگ بھی جانے لگے۔سعد نے مناہل سے کہا کہ "اب ہمیں بھی چلنا چاہیے مگر مناہل کا بلکل دل نہیں تھا جانے کو۔اسے لگا کہ قسمت نے اسے یہ موقع دیا ہے ابان کے قریب رہنے کا تو اس نے اپنے بھائی قدوس ملک کو کال کی اور کہا کہ اگر وہ اجازت دیں تو وہ آج نور کی طرف رک جائے۔حمیدہ ٹھیک نہیں اور نور پریشان ہے تو اسے لگتا ہے ایسے موقع پر دوست کے ساتھ رہنا چاہیے۔"

قدوس حمیدہ سے مل چکا تھا۔اس نے بنا کچھ سوال کئے اجازت دے دی اور کہا کہ "کل صبح جب وہ ان کے گھر ہوگی تو وہ اور جیا دونوں افسوس کے لئے آئیں گے" مناہل کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔اس نے یہ خبر خوشی خوشی سعد کو سنائی۔

سعد اسے خوش دیکھ کر بہت خوش تھا اور اسے واقع مناہل کی پسند پر خوشی تھی۔

سعد سب سے مل کر چلا گیا مگر وہ گھر جانے کی بجائے تابش کے پاس اس کے ہوسٹل آیا۔ تابش علی چائے کا کپ اور سگریٹ سلائے نور کی ڈائیری پڑھنے میں مصروف تھا۔

آبلے پاؤں کے چھپاتے ہوئے تھک جاتا ہوں
منزل راستوں کو دکھاتے ہوئے تھک جاتا ہوں
مجھ پہ ہنسنے لگا ہے اب آئینہ بھی میرا
نظر خود سے چراتے ہوئے تھک جاتا ہوں
جب بھی دیکھوں بے رنگ کوئی رات
روٹھے خوابوں کو مناتے ہوئے تھک جاتا ہوں
چھیڑ جاتے ہیں سبھی موسم آتے جاتے
لمحہ ہجر ہوں بتاتے ہوئے تھک جاتا ہوں
تیر گی روح جب چھبنے لگے گا ہے بگاہے

دیئے آنکھوں کے جلاتے ہوئے تھک جاتا ہوں

مجھ کو آواز دیتی ہیں میری ویرانیاں

اور میں خود کو بلاتے ہوئے تھک جاتا ہوں

کون سمجھے گا میرے درد کی شدت

خود کو خود ہی بتاتے ہوئے تھک جاتا ہوں

(صدف تزئن)

سعد ملک نے دروازہ حسب عادت دروازہ ناک کیا اور بنا جواب کا انتظار کئے اندر چلا گیا۔ تابش جو بیڈ پر نیم دراز تھا اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا "خیریت اس وقت یہاں؟" اور اس کا جواب سنے بنا ہی بولا "اگر ڈائری مانگنے آیا ہے تو فی الحال تجھے خالی ہاتھ ہی لوٹنا پڑے گا۔"

نار ملی شام کو ملنے کا پلان ہو تو کہیں باہر ملتے تھے دونوں یا پھر سعد کے گھر۔۔ سعد اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ایک بہن تھی جس کی بچپن میں ڈیتھ ہو گئی تھی۔

سعد نے کہا"ہاں کیوں ؟؟ تجھ سے ملنے کے لئے کیا اب پہلے اپوائنٹمنٹ لینی پڑے گی اور بے فکر رہ میں ڈائری مانگنے یا چرانے نہیں آیا۔۔۔اٹھ ایک کپ مزے دار سی چائے پلوا اور ہاں ایک کپ چائے اپنے لئے مزید بنا لینا کیونکہ جو بات میں تجھے بتانے اس وقت یہاں آیا ہوں وہ سن کر تیری چائے اور سگریٹ دونوں کی طلب بڑھے گی۔"

تابش کو سعد کی بات سے زیادہ اس کے انداز پر حیرت ہوئی۔ سگریٹ کا آخری کش لگا کر چائے کا آخری سپ پیا ڈائیری کے کھلے ورقے میں بک مارک رکھا اور اٹھ کر چائے بنانے لگا۔ سعد نے ڈائیری پہچان لی اور بولا لگتا ہے موصوف نور کی ڈائیری پڑھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

ہم سے عشق مجازی کی حقیقت پوچھو
کہ یہ بت جب نہیں ملتے تو خدا ملتا ہے

تابش علی نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور بولا "ہاں کچھ مصروف تھا تو بس ابھی ایک صفحہ ہی پڑھا ہے۔" سعد نے پوچھا تو جو پڑھا "وہ کیسا لگا؟"

تابش اس کی بات اگنور کرتے ہوئے بولا "تم وہ بات بتاؤ جو بتانے اس وقت یہاں آئے ہو؟"

سعد سکون سے بیڈ پر نیم دراز ہو گیا اور مسکرانے لگا۔ تابش کو اس کا یہ انداز الجھا رہا تھا تو چڑتے ہوئے بولا "مطلب کوئی بات ہی نہیں تھی۔۔۔ صرف اور صرف میرے لئے دل اداس ہو گیا تھا اور بہانہ بنایا ہے تو نے۔۔ مگر میرے لئے اتنا اداس کب سے رہنے لگا ہے۔"

سعد تابش کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے مسکرایا اور بولا "ہاں یہی سمجھ لو۔"

www.novelsclubb.com

گرم گرم چائے کا سپ لینے کے بعد سعد بولا "تمہیں پتا ہے مناہل کہاں ہے اس وقت۔"

تابش کو سعد کے سوال پر حیرت ہوئی۔ سعد کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "بھلا یہ

کیسا سوال ہوا؟"

میں نے کیا مناہل کے پیچھے سی-آئی-ڈی لگائی ہوئی ہے بھئی جہاں مرضی ہو۔۔۔ اس کے بھائی بھابی کو یقیناً پتا ہو گا تو بس بات ختم۔۔۔"

سعد معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا "ہاں بلکل ٹھیک کہا مگر پھر بھی سوچا انفارمیشن دے دوں محترم جناب تابش علی صاحب کو کہ ان کی خاص دوست مناہل مس نور کے گھر پر ہیں۔"

تابش علی ہنستے ہوئے بولا "یار یہ لڑکیاں بھی کتنی سینٹی ہوتی ہیں۔۔۔ کوئی دور کی خالہ مرے تو مرنے لگتی ہیں اور دور کی خالہ مس نور کی فوت ہوئیں ہیں اور دکھ مناہل کو ہو رہا ہے۔ لڑکیاں بھی عجیب مخلوق ہیں اللہ کی۔"

سعد بس مسکراتا جا رہا تھا۔ تابش نے سعد سے پوچھا "ویسے یہ جو محترمہ کی ڈیتھ ہوئی ہے وہ خالہ کس کی تھیں مس نور کی والدہ کی یا مس نور کی؟"

سعد مسکراتے ہوئے بولا "دراصل میں اور کچھ کرنے میں وہاں اتنا مصروف تھا کہ

یہ جانکاری تو لے ہی نہیں سکا کہ مرنے والی خالہ کس کی تھی نور کی یا نور کی والدہ کی؟"

تابش نے سگریٹ کی لمبی کش لی اور ٹیرھی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا"اچھا تو جناب کیا کرنے میں مصروف تھے کوئی پری تاڑنے میں"

سعد کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا"لاحول ولا قوۃ الا باللہ لڑکے شرم کرو کچھ۔۔۔میت والے گھر میں یہ کام کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔"

تابش مسکراتے ہوئے بولا"جی جی بلکل آپ زمین پر واحد شریف انسان پیدا کیئے گئے ہیں۔۔اچھا خیر مناہل مس نور کے گھر کی یہ اتنی بڑی خبر نہیں تھی مجھے اسی بات کی ایکسپیکٹیشن تھی۔۔۔نیتھنگ اس نیو فور می۔"

سعد چائے کا کپ پکڑے تابش کی طرف دیکھتے ہوئے بولا"دراصل اصل بات تو کچھ اور ہے اور وہ یہ کہ اسے اس کے خوابوں کا ہیرو مل گیا۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تابش جو چائے کا گھونٹ لے رہا تھا اسے جیسے غوطہ لگ گیا۔ گھنستے ہوئے بولا "وٹ ڈو یو مین۔۔۔ میں تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا۔"

سعد نے سکون سے چائے کا آخری گھونٹ پیا اور تابش کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

"تم نے ایک اچھی لڑکی گنوادی۔"

تابش جواب سنبھل چکا تھا بولا "گنوادی مطلب۔"

سعد تابش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "بچپن سے وہ تم پر مرتی تھی۔ ہر گیم، ہر کھیل میں تمہاری پارٹنر بنتی اور اگر پارٹنر والی گیم نا ہوتی تو چیٹنگ کر کے تمہیں جیتواتی تھی۔ اتنے معصوم مت بنو کہ جیسے تم نے زندگی میں کبھی یہ بات نوٹس نہیں کی۔"

تابش سعد کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ آج تک کبھی بھی اس انداز میں تابش کے ساتھ نہیں بولا تھا۔ سعد نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا "پتا ہے تابش وہ ہمیشہ ویسی نظر آنا چاہتی تھی جیسی تمہاری پسند ہے۔۔۔ مگر بڑے ہوتے ہوتے تمہاری فلرٹ کی عادت نے اسے تم سے دور کر دیا۔۔۔ جانتے ہو کیوں؟"

تابش مسکراتے ہوئے نیا سگریٹ سلگانے لگا جب سعد دوبارہ بولا "کیونکہ کوئی بھی لڑکی جب لائف پارٹنر کا تصور کرتی ہے تو ایک ایسے انسان کو سوچتی ہے جو مکمل اس کا ہو۔ تم کبھی بھی مکمل کسی کے نہیں ہو سکتے۔ تمہیں فلرٹ کا نشہ ہے اور ہر دو ڈھائی ماہ بعد ایک نئے چہرے سے دوستی کی عادت۔۔۔ جانتے ہو جب پہلی بار مناہل نے اس لڑکے کا میرے سامنے ذکر کیا تو مجھے بہت برا لگا تھا کیونکہ بچپن سے میں نے سوچ بنالی تھی کہ یو بوتھ آر میڈ فور ایچ آدر۔۔۔ یہ بات دل مانتا ہی نہیں تھا کہ مناہل تیرے سوا کسی اور کو سوچے گی مگر جب مناہل این-سی-اے میں آئی اور زیادہ وقت ساتھ گزرنے لگا تو میں نے جانا کہ وہ تو بہت پہلے ہی پیچھے ہٹ گئی تھی جب اسے یہ احساس ہوا تھا کہ تمہارے لئے وہ اور دوسری ہر لڑکی برابر ہے ۔۔۔ فرق ہے تو صرف اور صرف اتنا کہ باقی سب چھوڑ جاتی ہیں اور وہ تمہیں مرتے دم تک نہیں چھوڑے گی مگر وہ صرف تمہیں دوست سمجھتی ہے۔۔۔ ایک ایسا جس کا ساتھ وہ چھوڑ نہیں سکتی۔"

www.novelsclubb.com

تابش سگریٹ کے کش لگاتے ہوئے خاموشی سے سعد کی بات سن رہا تھا۔سعد چند سیکنڈ رکھا اور پھر دوبارہ بولا "آج اس کی پسند سے مل کر سچ میں بہت خوشی ہوئی مناہل کے لئے۔۔۔اس نے جس کا انتخاب کیا ہے وہ لڑکا واقع لاکھوں نہیں کروڑوں میں ایک ہو گا اور جانتے ہو وہ کون ہے؟"

تابش کو ایک شاک سا لگا تھا اسے لگا تھا کہ مناہل کو وہ اگنور کر رہا ہے مگر آج پتا چلا کہ مناہل اسے کب کی چھوڑ کر آگے بڑھ چکی تھی۔ حیرت اس بات پر ہوئی تابش کو کہ اسے مناہل کا خود سے دور جانا فیل کیوں نہیں ہوا۔تابش نے سوالیہ نظروں سے سعد کی طرف دیکھا "جیسے واقعی جاننا چاہتا ہو کہ کون ہے؟"

سعد اٹھا اپنا چائے کا کپ کاؤنٹر پر رکھا اور پانی بوتل کی بوتل کھولتے ہوئے بولا "تمہاری مس نور کا بڑا بھائی محمد ابان۔۔۔یار تابش مس نور کی فیملی ہم امیروں جیسی بلکل بھی نہیں بہت خالص لوگ ہیں جیسے ہیں ویسے ہی نظر آتے ہیں۔"

تابش طنزیہ مسکراہٹ مسکراتے ہوئے بولا "مناہل جیسی لڑکی کا کبھی بھی مس نور کی فیملی میں گزارا نہیں ہو سکتا۔ مناہل کو بچپن سے برانڈڈ چیزیں پہنے اور فائیو اسٹار سے کھانے کی عادی ہے وہ۔۔۔"

سعد کی میٹھی سچی مسکراہٹ کے آگے تابش کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی اور وہ بولا "مناہل سچ میں دل ہار چکی ہے اور جب انسان دل ہار جائے تو باقی سب جیت جاتا ہے اتنا تو تم جانتے ہو گے۔۔۔"

تابش اٹھا اور کھڑکی سے باہر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "یار سعد اس سے زیادہ خوشی کی اور کیا بات ہو گی کہ میری بیسٹ فرینڈ کو اس کا من پسند ہمسفر مل جائے۔۔۔ چلو میں خود آوں گا کالج اسے مبارک باد دینے بلکہ اس کے گھر چل کر دوں گا۔۔۔ بابا کو بھی بتاوں گا۔۔۔ انھیں بہت فکر ہوتی تھی مناہل کی۔"

سعد ی نور کی ڈائیری دیکھ کر بولا "انکل کو اب مناہل کی نہیں تمہاری فکر کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔"

تابش علی نے سگریٹ کا کش لگایا اور سوالیہ انداز میں بولا "میری فکر کیوں؟"

سعد تابش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "کیونکہ دل تو تم بھی ہار چکے ہو بس ماننا تمہاری عادت نہیں۔"

تابش نے سعد کی طرف دیکھا اور قہقہہ لگاتے ہوئے بولا "تم بہت اچھے سے جانتے ہو تابش علی کو۔۔۔دل ہارنے والوں میں سے نہیں اور اگر کبھی ایسا ہوا تو ہماری دوستی کی قسم سب سے پہلے تجھے بتاوں گا۔" شاید آج الفاظ اس کے دل کا ساتھ نہیں دے رہے تھے مگر فی الحال اس کے لئے خود یہ جاننا مشکل ہو چکا تھا کہ "نور میں اسے اتنی دلچسپی کیوں ہے؟"

سعد تابش کے پاس آیا اور اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا "آج کا دن، تاریخ اور سن لکھ لو میری بات کے ساتھ کہیں۔۔ تم نور پر دل ہار چکے ہو۔۔۔"

تابش نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے کہا "اگر یہ سب اندازے تم اس ڈائیری کی وجہ سے لگا رہے ہو تو یہ محض وقت گزاری کے لئے پڑھ رہا ہوں اور دیکھنے کے لئے کہ شاعری سے دلچسپی رکھنے والے آج کل کے لوگ کیسا لکھتے ہیں۔۔"

www.novelsclubb.com

سعد نے بات بدلی اور بولا کہ "اچھا ذرا مجھے بھی تو کچھ پڑھ کر سناو کیسا لکھتی ہے ۔۔۔"

تابش اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا "تمہیں کب سے شاعری میں دلچسپی ہونے لگی۔۔۔"

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا "میری دوست شاعرہ ہے تو دلچسپی تو لینی پڑے گی ۔۔۔"

تابش نے ڈائیری کی طرف دیکھا اور بولا "کھول کر خود پڑھ لو۔۔۔"

سعد اسے تنگ کرنے کے انداز میں بولا "تم ہی سنادو تم جیسے انداز میں شاعری مجھے کب پڑھنی آتی ہے۔۔۔ پھر کہو گے شعر کا بیڑا غرق کر دیا۔۔۔"

تابش اسے دیکھتے ہوئے بولا نہیں کہتا یہ کونسی "بڑی شاعرہ ہے کہ اس کا شعر برا مان جائے گا۔۔۔"

سعد مسکراتے ہوئے بولا "بڑی شاعرہ نہ سہی مگر کچھ نہ کچھ تو خاص ہے اس میں کہ

تابش علی اسے پڑھ رہا ہے اور پھر ڈائیری تابش کی طرف بڑھاتے ہوئے (ارشاد ارشاد) کہنے لگا۔۔۔"

تابش جو واقعی نور کی شاعری سے ایمریس ہو چکا تھا غزل پڑھنے لگا۔

بہت بلندی پر جانا چاہتی ہوں
بلندی پر جا کر گر جانا چاہتی ہوں
ریت پر گھر بنانا چاہتی ہوں
پھر اس گھر کو گرانا چاہتی ہوں
میں خواب نگر میں جینا چاہتی ہوں
حیقیت میں تو مر جانا چاہتی ہوں
اس نے کہا تھا حشر سے پہلے اک بار ملیں گے ضرور
میں اس کے وعدے پر اعتبار کرنا چاہتی ہوں
سہارا ملے تو سہی بس اک بار ہی ملے
اس کی بانہوں میں مرنا چاہتی ہوں

www.novelsclubb.com

مرنے سے پہلے فاطمہ اک بار جینا چاہتی ہوں
اپنے خوابوں کو حقیقت بنانا چاہتی ہوں (از قلم فاطمہ ملک)

سعد اٹھا اپنے اور تابش کے لئے ایک ایک کپ چائے بنانے لگا تو تابش اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا "آج گھر جانے کے ارادے نہیں کیا؟"

سعد معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے بولا "چلا جاوں گا آج کی رات بہت اہم ہے۔۔"

تابش اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا "اچھا اور وہ کیسے ؟"

سعد نے شرارتی انداز میں کہا "آج مناہل اپنی محبت کے پاس ہے اور تم اپنی۔۔۔ میرے دونوں دوستوں کو ان کی محبت مل گئی اور میں تنہا ہوں تو تھوڑی سی تو کمپنی بنتی ہے میری بھی۔۔۔"

www.novelsclubb.com

تابش نے پاس پڑا کوشن اٹھا کر اس کی طرف پھینکا اور نقلی ناراضگی کے انداز میں بولا "بکواس بند کرو۔۔۔ یہ محض ایک ڈائیری ہے جس میں شاعری لکھی ہے اور ایک

بات تابش علی کو محبت نہیں عشق ہو گا اور ابھی تک کوئی ایسی لڑکی ملی ہی نہیں جس سے مجھے عشق ہو۔۔۔"

سعد ہنستے ہوئے بولا "عشق تو ہو گیا ہے لڑکی سے نہ سہی ڈائری سے سہی۔"

پھر تابش کی غصیلی نظروں میں دیکھتے ہوئے بولا "تم نے تو برا ہی منا لیا یار بس آج دل کیا کچھ وقت تمہارے ساتھ گزاروں کہیں تمہیں میری ضرورت نہ ہو ۔۔۔اب رکا ہوں تو سوچا ایک کپ چائے ایک آدھ غزل نظم سن کر گھر جاوں۔"

ابھی یہ بات کر ہی رہا تھا کہ سعد کے والد کی کال آئی کہ "کہاں ہو "تو سعد تابش کے اوپر پانی کی بوتل پھینکتے ہوئے جو کہ ڈائیری پڑھنے میں مصروف تھا بولا "پاپا تابی کے پاس ہوسٹل میں ہوں وہ ضد کر رہا ہے رات یہی رک جاو"اور پھر تابش کو دیکھنے لگا جو اسے گھورے جا رہا تھا۔

سعد کے والد ارسلان ملک جیسے پریشان سے ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ "کیا ہوا ہے تابش کو۔۔وہ ٹھیک تو ہے ناں؟ جو بھی بات ہے مجھے صحیح بتانا"

یہ بات ان کے لئے بھی عجیب تھی کیونکہ تابش کو وہ بچپن سے جانتے تھے۔وہ پریشانی اور خوشی دونوں میں اکیلا رہنا پسند کرتا تھا۔سعد قہقہہ لگاتے ہوئے بولا "پاپا یہی پتا کرنے رکا ہوں کہ کیا ہوا ہے اسے۔۔۔"ارسلان ملک بات نہ سمجھتے ہوئے ناراضگی کے انداز میں بولے "سعد بیٹا وہ تمہارا دوست ہے اور تم اس کی پریشانی سے لاعلم ہو۔تم کب سے اتنے لاپرواہ ہو گئے۔ایک اور بات تمہیں پتا ہونا چاہیے تھا نا کہ اپنی ماما کو کال کر لوں وہ فکر مند ہو گی۔"

سعد معصومانہ انداز میں بولا "سوری پاپا اور آپ ماما سے بھی کہہ دینا۔میں صبح اٹھتے ہی آجاوں گا۔"ارسلان ملک نے کہا"بیٹا اگر تابش کو ضرورت ہے تمہاری تو اس کے پاس رکنا تمہارا فرض ہے مگر ہمیں انفارم کرنا بھی تمہارا ہی فرض تھا۔خیر اٹز اوکے۔اس کا اور اپنا خیال رکھنا۔۔۔اللہ حافظ "کہہ کر کال بند کر دی۔

www.novelsclubb.com

تابش اسے دیکھتے ہوئے بولا "یہ کیا حرکت تھی ویسے"

سعد بولا "دیکھ میں اچھی سی چائے خود اپنے ہاتھوں سے بنا کر پلا رہا ہوں تو کچھ بہت اچھا سا شعر پڑھ کر سنا ڈائیری میں سے پھر مجھے سونا بھی ہے۔"

تابش اسے دیکھتے ہوئے بولا "میں تمہارا ملازم نہیں ہوں خود پڑھ لو۔۔ میرا بلکل موڈ نہیں۔۔۔"

سعد اٹھتے ہوئے بولا "اچھا چلو ٹھیک ہے میں گھر چلتا ہوں اور ڈائیری ساتھ لئے جاتا ہوں۔۔پڑھ کر کل نور کو واپس کردوں گا۔۔۔"

تابش کو اس کی بات پر غصہ تو بہت آیا مگر پھر بھی برداشت کرتے ہوئے بولا "کل تو اف ہے تو ڈائیری کیسے واپس کروگے۔"

سعد بولا "اس کے گھر جا کر۔۔۔ویسے بھی مرگ والا گھر ہے میری ایک دوست پریشان اور ایک خوش ہے تو صبح دونوں سے ملنے اور ان کے حالات جاننے تو جانا بنتا ہے ناں۔"

تابش سعد کو گھورتے ہوئے بولا "دل تو کر رہا ہے کہ تیری گردن دبادوں مگر بچپن کی دوستی کا لحاظ کرتے ہوئے بخش دیتا ہوں تیری جان۔۔۔"

تابش کی اس بات پر دونوں ہی ہنسنے لگے۔ سعد نے کہا "چل یار اب کچھ اور سنا پھر میں سو جاوں گا اور تم اپنی مس نور کے ساتھ رات بھر جاگ کر باتیں کرنا۔"

تابش ناراض ہوتے ہوئے بولا "سعد "اور سعد نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا "کچھ سنا پھر میں نے سونا ہے۔"

روح میں بسنے والا ہر بار مجھے توڑ جاتا ہے

جب چاہے، جہاں چاہے بیچ سفر میں چھوڑ جاتا ہے

دل کے رشتوں پر سب سے زیادہ مان ہوتا ہے

افسوس جس پر مان ہوتا ہے، وہی دل توڑ جاتا ہے

غم و خوشی ایک ہی شخص سے میرے وابستہ ہیں

جب جدھر چاہے دل کے موسم کو موڑ جاتا ہے

www.novelsclubb.com

دوستوں سے ملنا ممکن نہیں رہا اب تو

تزکرہ اس کا میری روح کو جھنجھوڑ جاتا ہے

سمندر کی گیلی ریت پر وہ لکھ کر فاطمہ کا نام

روز اسے موجوں کے سپرد کر کے چھوڑ جاتا ہے

(از قلم فاطمہ ملک)

سعد خاموشی سے سنتا رہا پھر بولا "ویسے نور کی شاعری میں کافی گہرائی ہے۔"

تابش طنزیہ انداز میں بولا "وہ جتنی سنجیدہ ہے اتنی سنجیدگی تو ابھی بھی نہیں ہے اس میں۔"

سعد تابش کو ٹوکتے ہوئے "اوہ مسٹر وہ سنجیدہ صرف تمہارے سامنے ہے یا جن کے ساتھ فری نہیں ان کے سامنے رہتی ہے۔۔۔ہمارے ساتھ تو ہنسی مذاق اور مستی سب کرتی ہے اور کبھی تم اس کی بنی پینٹنگز دیکھو یا اس کے بنے اسکیچ تو دیوانے ہو جاو

www.novelsclubb.com

گے۔۔۔میرا خیال ہے تم نے اس کی اسکیچ بک نہیں دیکھی۔۔۔بہت گہری ہے وہ لڑکی۔۔۔اور بہت اچھی بھی۔۔۔چلو چلو ایک اور غزل اور پھر پلیز یہ جو تم نے شاہ عبدالطیف بھٹائی کا کلام بیک گراونڈ میوزک کے طور پر جو لگایا ہوا ہے بند کر دینا مجھے سونا ہے۔۔۔چلو اب جلدی سے کچھ اور سناو تاکہ میں سووں اور تم بھی میری بک بک سے آزاد ہو کر تنہائی میں مزے سے شاعری پڑھو۔۔۔"

شاعری سے دل تو تابش کا بھی نہیں بھر رہا تھا تو اگلے صفحے پر لکھی غزل پڑھنا شروع ہو گیا۔۔

دشت حیراں میں اداسی کا گھر لیا میں نے

ریت سے خوابوں کی آنکھوں کو بھر لیا میں نے

جب سے احساس نے مارا ہے طعنہ مجھ کو

اپنے نا ہونے کا گماں کر لیا۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے

دیکھنا تھا مجھ میں، اپنا ہر روپ اس کو

www.novelsclubb.com

شیشہ دل کرچی کرچی بکھیر لیا میں نے

بہت شکایت تھی اسے میری بولتی نظروں سے

ساکت و جامد پھر اس کا ہر منظر کر لیا میں نے

خیمہ جاں میری ضبط کی بنیادوں پر ٹلی تھی

اسی بات سے اس کے دل میں گھر کر لیا میں نے

تھک رہی تھی زندگی مسلسل دل آزاریوں سے

یک مشت ہی طے دکھوں کا سفر کر لیا میں نے

(صدف تزئین)

سعد تو جانے کب سو گیا مگر تابش کی نیند واقعی غائب ہو گئی۔اسے عجیب سی بے چینی لگ گئی۔اٹھا بہت تیز پتی والی چائے بنائی۔سگریٹ سلگایا اور ٹیرس پر کھڑا ہو گیا۔ ہوسٹل کے چند کمرے بہت خوبصورت تھے جن میں ٹیرس کا ویو بہت خاص تھا سارا ہوسٹل اور خوبصورت لان۔۔واکنگ پاتھ اور فاونٹین نظر آتی تھی اور تابش کا کمرا انھیں کمروں میں سے ایک تھا۔جنوری کی سرد دھند بھری رات میں ٹیرس کا

دروازہ کھولتے ہی ٹھنڈ کے ایک تیز جھونکے نے اس کا استقبال کیا۔تابش یہ جان ہی نہیں پارہا تھا کہ کیوں بے چین ہے۔مناہل کے کسی اور کو پسند کرنے پر یا نور کا خیال جو بار بار اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔دروازہ کھلنے سے ٹھنڈی ہوا اندر آئی تو سعد جو کہ سویا ہوا تھا اس نے کمبل کھینچ کر اپنے چاروں طرف لپیٹ لیا۔

تابش ٹیریس پر کھڑا کبھی آسمان کو دیکھنے کی کوشش کرے اور کبھی لان میں مگر دھند کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ٹیرس پر پڑی کرسی پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں۔دماغ میں نور کی نظم چل رہی تھی۔۔۔

کوئی تو ایسا بھی ہو جو کہے
تم جیسی ہو ویسی اچھی لگتی ہو
الجھے بکھرے بالوں میں بہت سجتی ہو
سوتے جاگے خوابوں میں کھوئی لگتی ہو
کوئی تو ایسا بھی ہو جو کہے

www.novelsclubb.com

چلو تمہارے ٹوٹے خوابوں کو جوڑتے ہیں

زندگی کو نئے رخ پر موڑتے ہیں

اسی بینچ پر چل کر بیٹھتے ہیں

جس پر تم خواب بنتی تھی

کوئی تو ایسا بھی ہو جو کہے

تم تتلیاں پکڑتی اچھی لگتی ہو

پھولوں میں بیٹھو تو ان جیسی لگتی ہو

تم بارش میں بھیگتی اچھی لگتی ہو

کوئی تو ایسا بھی ہو جو کہے

چلو دنیا کے اس پار چلتے ہیں

دریا گزر کر جنگل میں بستے ہیں

ہم دونوں کچھ نیا کرتے ہیں

ایک دوسرے کو ڈھونڈتے ہیں

www.novelsclubb.com

کوئی تو ایسا بھی ہو جو کہے

تم دنیا سے اتنا ڈرتی کیوں ہو

سب سے دور بھاگتی کیوں ہو

چھپ چھپ کر روتی کیوں ہو

گم سم گم سم رہتی کیوں ہو

کوئی تو ایسا بھی ہو جو کہے

چلو اس دنیا سے دور بھاگ چلتے ہیں

تم میرا ہاتھ تو تھامو ہم خواب کی دنیا میں چلتے ہیں

اک رات مل کر دونوں رات کو جگاتے ہیں

رات جاگ کر ہم کو دیکھے اور ہم سو جاتے ہیں

کوئی تو ایسا بھی ہو جو کہے

تم جیسی ہو ویسی اچھی لگتی ہو

www.novelsclubb.com

بلکل میرے خوابوں جیسی لگتی ہو

فاطمہ تم مجھے میری میری لگتی ہو (از قلم فاطمہ ملک)

تابش نے آنکھیں کھولیں تو نظم کو جیسے دماغ سے جھٹکا۔ سگریٹ کا آخری کش لگایا اور پھر آخری گھونٹ چائے کا پیا۔ اتنی سردی میں بھی بنا سویٹر، کوٹ یا چادر کے اسے سردی نہیں لگ رہی تھی۔ آسمان کی طرف دیکھنے کی کوشش کی اور پھر اندر آ گیا۔ دروازہ ایک بار پھر کھلنے پر سعد پر ٹھنڈی ہوا کا جھونکا پڑا اور وہ بڑبڑاتا ہوا اٹھ بیٹھا

"یار تابی کیا مسئلہ ہے آدھی رات کو بھوتوں کی طرح کیوں اندر باہر ہو رہا ہے۔۔۔ کچھ شرم کر لے پہلی بار تیرے ہوسٹل رکا ہوں اور تو نے سونا حرام کر دیا ہے ۔۔۔"

تابش نے گھڑی کی طرف دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے۔ سعد سے "سوری" کہہ کر وہ بھی لیٹ گیا۔ لیٹ کر اسے خیال آیا سونے سے پہلے ایک غزل اور پڑھ لوں۔

رکھو ہتھیلی پہ اڑا دو مجھ کو

ریت ہوں ایسی ہی سزا دو مجھ کو

سن کے میرے قدم پتھر ہو جائیں

ایسے پکارو کبھی صدا دو مجھ کو

کسی طرح لمس سے تو آشنا ہو جاوں

نہ سہی دل قدموں میں جگہ دو مجھ کو

میں اپنے بعد تم کو یاد رہ جاوں

اپنی کہانی کی ابتدا دو مجھ کو (صدف تزئین)

تابش نے آخری لائن پڑھی اور آنکھیں بند کر لیں۔ نیند تو شاید نہیں آ رہی تھی مگر پھر بھی اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جانے کب ٹھنڈ میں نیند نے اسے جکڑ لیا۔

صبح کے دس بج رہے تھے جب سعد کے فون بجنا شروع ہوا۔۔۔ایک بار۔۔۔دو بار۔۔۔ تین بار۔۔۔ مگر نہ ہی سعد اٹھا اور نہ ہی تابش

عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

دوسری طرف رات مناہل نور کے ساتھ رک تو گئی مگر اس نے محسوس کیا کہ ابان ان لڑکوں میں سے نہیں جو لڑکیوں کی طرف دیکھنے کے خواہاں ہوں۔ مناہل اس کی چھوٹی بہن کی دوست تھی تو وہ اسے بھی بہن ہی کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔ مناہل نے کئی بار چاہا کہ موقع ملے اور وہ ابان سے بات کرے۔ ایک بار موقع بھی ملا، مناہل پانی لینے کچن میں آئی جب ابان باہر صحن میں چہل قدمی کر رہا تھا مگر منہ نیچے اور سوچوں میں اس قدر گم تھا کہ اسے پتا بھی نہیں چلا کوئی اس کے پاس سے گزرا ہے۔ مناہل کو لگا کہ اگر وہ کچھ بھی کہے گی تو شاید یہ بات اس کے خلاف جائے اور

www.novelsclubb.com

اس نے پہلی بار اللہ تعالی سے سچے دل سے دعا کی "ابان کو اس کا ہمسفر بنا دے۔ راستے اور واسطے نکالنا میرے اللہ تو بہتر جانتا ہے۔۔۔بس میں نے تجھ پر چھوڑا۔"

رات تو سب کی روتے اور ایک دوسرے کو چپ کراتے گزری اور مناہل سوچ رہی تھی اس خاندان میں کتنی محبت ہے۔۔۔

اگلے دن مناہل حیران رہ گی کہ نور جو اس سے ایک سال چھوٹی ہی ہو گی سب کے لئے ناشتے بنا رہی تھی۔ بہنوں کے بچوں کے لئے ان کی پسند کے اور باقی سب کے لئے ان کی پسند کے حساب سے۔ابان گھر میں بہنوں کے ساتھ کام کروا رہا تھا۔ مناہل کو خیال آیا کہ اسے تو چائے بنانی بھی نہیں آتی۔وہ تو اپنے گھر میں شاید سوائے پانی لینے کے کبھی کچن میں گئی ہی نہیں۔ مناہل نور کے پاس بیٹھی کچن میں اسے کہہ رہی تھی "سوری نور مجھے کچھ کرنا نہیں کرنا آتا ورنہ میں مدد کرواتی۔"

حمیدہ کچن میں نور سے کچھ بات کرنے آئی تھی مناہل کے سر پر پیار دے کر بولی "بیٹا تم مہمان ہو اور ہم مہمانوں سے کام نہیں کرواتے۔۔۔"

مناہل نے دل میں طے کیا اسے خود کو ایسا بنانا ہے کہ ابان اسے ریجیکٹ نہ کر سکے۔

مناہل محلوں کی پری تھی اور نور غریب گھر کی بیٹی مگر آج نور کے چھوٹے سے گھر میں مناہل بہت خوش تھی۔اس نے فون کر کے بھائی کو یاد کروایا کہ "آفس جانے سے پہلے افسوس کرنے آجائیں۔"

مناہل نے پھر سعد کو کال کی۔ تابش کی اب کی بار آنکھ کھلی تو دیکھا سعد کے نمبر پر مناہل کی بیس سے زیادہ کالز تھیں۔اس نے کال اٹھالی۔ نیند سے بھری آواز میں تابش بولا "ہیلو مناہل تابش ہیئر۔۔"

اتنی صبح سعد کے فون پر تابش کی آواز سن کر مناہل گھبرا گئی اور پوچھنے لگی "سعد ٹھیک ہے نا۔۔۔ کتنی کالز کیں اسے میں نے اور اب بھی فون تم نے اٹھایا ہے۔۔ خیریت ہے ناں؟"

تابش کی اب پوری آنکھیں کھل چکی تھیں۔مناہل کو پریشان دیکھ کر اسے رات کی روداد اپنے انداز میں سناتے ہوئے بولا کہ "جناب یہیں سو رہے ہیں میرے بیڈ پر۔۔۔"

مناہل نے اسے کہا کہ "اسے جگا کر بھیجو۔۔۔آجائے سب سے مل بھی لے۔۔۔ پھر سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے۔۔۔"

تابش حیران ہوتے ہوئے بولا "سب کون اور سعد کا ملنا کیوں ضروری ہے؟"

مناہل نے کہا "تابش تم تو رشتوں اور جذبات کو مانتے نہیں مگر نور کی فیملی مانتی ہے تو دوست ہونے کی حیثیت سے سعد کا آنا بنتا ہے بلکہ اپنے والدین کو ساتھ لانا بنتا ہے۔اسے بتا دینا کچھ دیر میں بھائی بھابی بھی پہنچ رہے ہیں۔۔۔"

تابش نے حیران ہوتے ہوئے کہا "وٹ؟؟؟"

مناہل نے جواب کے بدلے میں سوال کیا۔۔۔"وٹ ڈو یو مین وٹ؟"

تابش کے پاس کچھ جواب نہیں تھا "اس نے مناہل سے کہا میں سعد کو جگا دیتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

مناہل نے کال بند کر دی اور تابش نے سعد کو جگایا کہ مناہل اسے نور کے گھر بلا رہی ہے۔نور کا نام سن کر سعد "اللہ اکبر کہتا" ہوا اٹھا۔۔۔

پھر تابش سے ناراض ہوتے ہوئے بولا "اف یار ایک تو تو نے ساری رات ایسے

ٹھنڈے جھونکوں کی مار ماری ہے کہ آنکھ ہی نہیں کھلی۔میں نے پاپا سے کہا تھا کہ تیار رہیں وہ اور ماما نور کے گھر چلیں گے۔"

تابش حیران ہوتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا مگر بولا کچھ بھی نہیں۔سعد اٹھا اور سیدھا واش روم کی طرف دوڑا۔تابش نے اپنے کمرے سے اٹیچ باتھ بنوایا ہوا تھا کہ اسے ہوسٹل کے واش روم پسند نہیں تھے۔سعد نکلا تو کافی فریش لگ رہا تھا۔تابش بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔سعد اپنی کتابیں اور چیزیں اٹھاتے ہوئے ایک دم رک گیا اور تابش کی طرف دیکھ کر بولا "ویسے تابی یار مجھے اور مناہل کو بہت اچھا لگتا اگر تم بھی چلتے افسوس کرنے۔۔۔"

تابش کا دل نور کو دیکھنے کے لئے بیتاب تھا مگر وہ خود سے جانا نہیں چاہتا تھا۔

سعد کی بات کے جواب میں آنکھیں چراتا ہوا اٹھا اور بولا کہ "وہاں تو مجھے کوئی جانتا بھی نہیں ہو گا تو؟"

تو پر رک گیا اور سعد اسے چپ ہوتے دیکھ کر بولا "یار تابی۔۔۔دوص پیپل آر نوٹ لائک اس"

تابش نے اس جملے پر نظر اٹھا کر سعد کی طرف دیکھا اور سعد بولا "میں سچ کہہ رہا ہوں بہت محبت کرنے والے لوگ ہیں۔ نوران کے گھر کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی ہے، سب کی جان ہے اور ان کے لئے یہی بہت ہے کہ ہم نور کے دوست ہیں۔ کل جب میں وہاں پہنچا تو مجھے بھی یہی خیال آیا تھا کہ مجھے تو یہاں کوئی نہیں جانتا مگر چند پل بعد مجھے ایسے محسوس ہونے لگا کہ میں تو مدت سے اسی فیملی کا حصہ ہوں۔ چل ناتابی جلدی سے تیار ہو جا۔ پاپا ماما خود ہی آجائیں گے میں تیرے ساتھ چلتا ہوں۔ تجھے میری کمپنی سے یہ احساس نہیں ہوگا کہ کوئی تجھے نہیں جانتا اور مناہل اور نور کو اچھا لگے گا۔"

تابش جانا تو چاہ رہا تھا بس بہانے بنا رہا تھا اب اس کے پاس منع کرنے کی گنجائش نہیں تھی اٹھا اور نہانے چلا گیا دس منٹ بعد واش روم سے باہر آیا تو بہت ہی فریش لگ رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح بلیک جینز اور وائٹ شرٹ کے اوپر بلیک سوئیٹر۔۔ جوتے پہنے اور پھر ڈائیری پکڑلی کہ ایک غزل پڑھ لوں۔

سعد تابش کو ڈائیری پڑھتے دیکھ کر بولا "بعد میں پڑھ لینا۔۔۔ چل پڑنا یار لیٹ ہو رہے ہیں مناہل ویٹ کر رہی ہو گی۔"

تابش نے ڈائیری بند کر کے الماری میں رکھی اور گاڑی کی چابی پکڑتے ہوئے بولا چل۔ سعد نے کہا کہ "میری گاڑی پر چلتے ہیں نا۔"

تو تابش نے کہا "یار تیرا کیا بھروسہ وہاں سے اٹھنے کا نام ہی نہ لے تو میں تو افسوس کر کے واپس آجاوں گا۔"

سعد ہتھیار ڈالتے ہوئے "جیسے تیری مرضی" کہتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا اور تابش نے کمرا لاک کر دیا۔

سعد کی گاڑی کے پیچھے تابش نے گاڑی لگا دی اور کچھ ہی دیر بعد وہ لوگ نور کے گھر کے باہر تھے۔ راستے میں سعد کی اپنے والد سے بات ہو گئی تھی اور وہ لوگ سیدھے ان کے گھر ہی پہنچ رہے تھے۔ سعد نے انھیں راستہ سمجھا دیا تھا۔ تابش کو بہت عجیب لگ رہا تھا مگر اندر کہیں خواہش تھی کہ نور کو دیکھے۔ سعد نے آدھا کھلا دروازہ دیکھا تو سمجھ گیا کہ لوگوں کا آنا جانا لگا ہوا ہے۔ دروازہ آدھا کھلا ہونے کے باوجود

سعد نے پہلے بیل دی اور پھر زور سے دروازہ کھٹکھٹا کے اندر چلا گیا۔ صحن بہت بڑا تھا تو آدھے صحن میں کرسیاں لگی ہوئیں تھیں جہاں مرد حضرات بیٹھے تھے اور خواتین اندر ڈرائینگ روم میں بیٹھادیں تھیں۔

سعد اندر آیا تو سامنے ہی نور کے بہنوئی تھے۔ سعد آگے ہو کر ان کے گلے ملا اور تابش کے لئے یہ سب کچھ بہت عجیب تھا۔ سعد کی اتنی بے تکلفی۔ تابش صرف زیان اور سعد کے ہی گلے ملتا تھا۔ اپنے والد ارتضی علی کے گلے تو بس عید کے عید ہی ملتا تھا۔ سعد نے نور کے بہنوئی سے تابش کا تعارف نور کا دوست تابش کہہ کر کروایا تو نور کے بہنوئی نے سعد کو اشارے سے بتایا کہ "حمیدہ اس طرف اپنے کمرے میں ہے وہیں لے جاوان کی طبیعت ٹھیک نہیں تو وہ باہر نہیں آسکتیں ابھی۔"

سعد نے بھی اندر سے گھر نہیں دیکھا ہوا تھا۔ وہ ہاتھ کے اشارے کے اندازے پر اندر کی طرف چل دیا اور سامنے سے بے دھیانی میں تیزی سے آتی ہوئی نور تابش علی سے ٹکرا گئی۔ براون لمبے کمر پر بل کھاتے بالوں کی چٹیا، بلیک اور ڈل گولڈن

کنٹراسٹ سوٹ پہنے ہوئے وہ کوئی آسمانی پری لگ رہی تھی۔سعد بھی نور کو پہلی بار اباییہ کے بنادیکھ رہاتھااور تابش وہ تو جیسے پلکیں جھپکناہی بھول گیا۔اتنی پرکشش اور پاکیزہ لگ رہی تھی نور تابش کو کہ اسے وہ اپنی روح میں اترتی محسوس ہونے لگی۔نور نے انھیں دیکھ کر سوٹ کے ساتھ کی گرم شال سر پر ٹھیک کر کے رکھی تو سوری کہتے ہوئے سعد نے پوچھا" آنٹی کہاں ہیں۔دراصل ہمیں ان سے ملنا تھا۔"

نور آگے آگے چل دی اور سعد اور تابش پیچھے۔تابش اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش میں لگ گیا۔اسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ اسے ایک دم کیا ہوا اور کیوں ہوا؟ نور انھیں حمیدہ کے پاس چھوڑ کر واپس چلی گئ۔کچھ سیکنڈ بعد نور کمرے کے باہر سے گزر رہی تھی تو تابش علی حمیدہ سے کہہ رہا تھا" انسان بنیادی طور پر کمزور اور انتہائی بے بس ہے۔وہ اپنے پیاروں کو اپنے سامنے جاتے دیکھ رہا ہوتا ہے تڑپتا ہے مگر کچھ کر نہیں سکتا۔آنٹی مجھے بہت افسوس ہوا سن کر مگر کسی کے بھی افسوس

www.novelsclubb.com

کرنے سے جانے والے نے واپس نہیں آتے تو پلیز آپ خود کو سنبھالیں۔آپ کے اس طرح رونے اور پریشان ہونے سے آپ کی صحت خراب ہو گی اور اس کا اثر مس نور پھر چند سیکنڈ کے لئے خاموش ہو گیا اور بولا میرا مطلب ہے کہ نور اور آپ کے دوسرے بچوں پر پڑے گا۔"

کچھ دیر میں سعد کے والدین اور مناہل کے بھائی بھابی بھی پہنچ گئے۔نور کے گھر والے ان سب کے ساتھ بہت عزت احترام سے پیش آئے بلکہ حمیدہ نے ان سب کے لئے کھانا بھی لگوایا کہ دوپہر کے کھانے کا وقت ہے تو کھانا کھائے بنا نہیں جانا اور مناہل نے سب کو بتایا کہ یہ سارا مزے کا کھانا نور نے بنایا ہے۔تابش کو حیرت تھی کہ اتنی نازک سی اور خوبصورت لڑکی اتنا مزے دار کھانا بنا لیتی ہے۔کھانا لگنے کی دیر میں ابان بھی آگیا اور تابش ابان سے بہت گرم جوشی سے ملا۔

سردیوں کے دن جلد ڈھل جاتے ہیں۔عصر تک صحن اور گھر خالی ہونے لگا اور ایک ایک کر کے سب چلے گئے۔مناہل بھی اپنے بھائی بھابی کے ساتھ چلی گئ۔مناہل

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نے جانے سے پہلے نور سے پوچھا کہ "کیا وہ کل کالج آئے گی۔"

نور نے جواب میں "کہا پتا نہیں۔۔۔"

سعد اور تابش بھی چلے گئے۔ سعد تو گھر چلا گیا مگر تابش علی ہاسپٹل گیا۔ اس کا میڈیکل کا پانچواں سال شروع ہو چکا تھا اور پڑھائی کے ساتھ ساتھ ہاوس جاب بھی کر رہا تھا۔ تین گھنٹے کم از کم اسے روز ہاسپٹل جانا ہوتا تھا اور وہ نارملی کالج کے بعد سیدھا ہاسپٹل چلا جاتا اور رات دیر تک وہیں رہتا سوائے اس دن کے جب اسے سعد یا مناہل سے ملنا ہوتا۔

رخشندہ اور فرخندہ بھی اپنے اپنے گھر لوٹ گئیں ان کے بچوں نے صبح اسکول جانا تھا۔ ابان اور نور نے مل کر جلدی جلدی سارے گھر کی صفائی کی تاکہ مغرب تک دونوں فارغ ہو کر نہا کر کپڑے بدل کر نماز پڑھ سکیں۔ اذان کے ہوتے ہی ابان نماز پڑھنے مسجد چلا گیا اور نور بھی نماز پڑھنے لگی۔ نماز پڑھنے کے بعد قرآن پاک کھولا۔ مغرب کی نماز کے بعد سورت واقعہ پڑھنا نور کا معمول تھا۔ پڑھتے پڑھتے آخری آیت تک پہنچ گئی اور جیسے اسے بجلی کا کرنٹ لگا ہو اس کی انگلی جیسے آخری

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آیات پر رک گئی ہو اور آنکھیں ان آیات پر جم گئی ہوں۔

ترجمہ "پس جب روح گلے تک پہنچ جائے اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہو اور ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں اور اس قول میں سچے ہو تو ذرا اس روح کو تو لوٹا دو۔"

تابش کی باتیں اس کے دماغ میں گھومنے لگیں۔ انسان کی بے بسی اور بہت کچھ اور ایک سوال بار بار ذہن میں آئے کہ "آج سے پہلے میں نے ان آیات پہ غور کیوں نہیں کیا۔ آخر یہ تابش علی کون ہے؟ اس کا کیا تعلق ہے مجھ سے؟"

ہزاروں سوالات ایک ساتھ دماغ میں گردش کر رہے تھے۔ اس کی لمبی لمبی خوبصورت پلکیں آنسوؤں سے تر ہو چکی تھیں اور اب آنکھیں نہ تھمنے والی بارش برسانے جا رہی تھیں۔

باہر بارش ہو رہی تھی اور ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا کچن کی کھڑکی سے اندر آ رہی تھی۔ ابان نے پکوڑے کھانے کی فرمائش کی تو وہ پکوڑے بناتے ہوئے تابش علی کے

www.novelsclubb.com

خیالوں میں کھوئی ہوئی خود ہی سے ہم کلام تھی کہ "یااللہ یہ سب کیا ہو رہا ہے مجھے۔ میں نے تو کبھی بھی کسی کو اس نظر سے نہیں دیکھا پھر یہ سب کیوں؟"

چھت کی طرف دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں کہہ رہی تھی "مولا تو بچالے، میری عزت کی حفاظت فرما، مجھ سے تیری کوئی نافرمانی نہ ہو جائے اور میرے دل کو سکون عطا فرما۔"

پکوڑے اور چائے تیار ہو چکی تو ٹیبل پر رکھتے ہوئے حمیدہ سے مخاطب ہوئی جو اپنے تخت نما بستر پر آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی اور ابان پاس بیٹھا کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا "امی چائے اور پکوڑے تیار ہیں۔"

حمیدہ جو آنکھیں بند کئے جانے کن خیالوں میں گم بیٹھی تھی نور نے اس سے کہا "امی ایک سوال پوچھوں؟"

www.novelsclubb.com

حمیدہ نے ہمیشہ کی طرح مسکراتے ہوئے کہا "جی میری جان پوچھو؟"

نور نے سوال کیا "امی یہ مراقبہ کیا ہوتا ہے؟"

حمیدہ نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "مراقبہ وہ عمل ہے جس میں غور و فکر اور تفکر

کو ایک عملی مشق کی صورت ادا کیا جاتا ہے۔ ویسے تو مراقبہ کے معنی ہیں غور کرنا یا کسی چیز پر کنسنٹریٹ کرنا ہوتا ہے۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے ذہن کی اس طرح نگہبانی کرنے کے قابل ہو جائیں کہ وہ منتشر خیالات اور پریشان فکروں سے بالکل بے نیاز ہو کر کسی ایک نکتہ یا سوچ پر مرکوز ہو جائے۔ میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے کہ اس سے جہاں ذہن و دل کو سکون ملتا ہے وہیں پر "فوکس" یعنی توجہ مرکوز رکھنے کی وہ باکمال صلاحیت حاصل ہوتی ہے جو کہ زندگی کی الجھنوں کو سلجھانے میں بہت کام آتی ہے۔"

نور نے حمیدہ کی بات کے جواب میں پھر دوسرا سوال کیا "امی مراقبہ کیسے کیا جاتا ہے؟"

حمیدہ نے نور کی طرف دیکھا اور بولی "مراقبہ کرنے کے لئے کسی تنہائی، خاموشی اور پرسکون جگہ کا انتخاب بہت ضروری ہے، خاص طور پر جب آپ پہلی دفعہ اس کو کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ بعد میں جب آپ کو فوکس کرنا آ جائے تب خارجی ماحول کا اثر کم ہونے لگتا ہے۔"

حمیدہ رکی تو نور نے پوچھا "امی مراقبہ کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے؟"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "ویسے تو جب مرضی کرو مگر بہترین اوقات صبح سویرے یا رات گئے ہیں۔ بس جب بھی کرنا ہو آنکھیں بند کرکے، جسم کو ڈھیلا چھوڑ دو ایک لمبی گہری سانس لو اور جب بات پر سوچنا چاہتی ہو اس بات پر ذہن کو فوکس کرنے کی کوشش کرو۔۔۔ اگر مذہبی لحاظ سے دیکھا جائے تو ہم مسلمان نماز و قرآن پڑھتے ہوئے، معنوں پر دھیان رکھتے، یکسوئی اختیار کرنے کی کوشش کریں تو یہ بھی بہترین مراقبہ ہی ہے۔

مراقبے سے انسان کو منفی خیالات، ذہنی دباؤ وغیرہ سے نجات ملتی ہے اور جب منفی خیالات سے چھٹکارا پا کر انسان مثبت طرز فکر اختیار کرتا ہے تو مشکلات سے نبٹنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ مراقبہ کے دوران جہاں گہرے سانس لینے سے سکون اور طمانیت پیدا ہوتی ہے وہیں پر پھیپھڑوں میں آکسیجن زیادہ بھرنے سے دل کو طاقت ملتی ہے۔ دورانِ گردش خون بہتر ہو کر دماغ کو سکون پہنچاتا ہے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

ابان نے غور سے نور کی طرف دیکھا اور سوال کیا" یہ مراقبہ کا خیال تمہیں کہاں سے آیا؟"

نور بولی" میں کوئی شو دیکھ رہی تھی تو اس میں بتا رہے تھے کہ انسان کو اللہ کے نزدیک ہونے کے لئے مراقبہ کرنا چاہیے اور اس کے لئے کسی کو اپنا گائیڈ یار ہنما مان لینا چاہیئے۔"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی" ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ مراقبہ کرنا چاہیے۔عبادت جتنے سکون، تسلی اور تحمل اور یکسوئی سے کی جائے انسان اللہ تعالی کو خود کے اتنے ہی قریب پاتا ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا ہے میں تمہاری شہ رگ کے قریب ہوں تو سب انسان کیوں نہیں محسوس کر پاتے اس پاک ذات کو کیونکہ ہم نماز کو صرف فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں اگر ہم نماز کو تنہائی میں ایک ایک لفظ کو ترجمے کے ساتھ سمجھ کر پڑھیں۔۔۔اگر ہم قرآن پاک پڑھیں تو سنت ادا کرنے نہیں بلکہ یہ جان کر کہ اس میں لکھا گیا ایک ایک لفظ ہمیں اللہ تعالی سے جوڑتا ہے۔۔۔ہمیں بتاتا ہے کہ کونسا راستہ صحیح اور کونسا غلط ہے تو ثواب کے ساتھ ہم اس پاک ذات اللہ

www.novelsclubb.com

تعالی کو بھی پالیتے ہیں اور اسی یکسوئی اور توجہ کا نام اور مطلب مراقبہ ہے۔"

نور اور ابان دونوں ہی حمیدہ کی باتیں بہت غور سے سن رہے تھے۔حمیدہ نے چائے کا سپ لیا کچھ دیر بعد رک کر پھر بولی"دوسری بات میری جان اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ میں نے ہر بات قرآن پاک میں بتادی ہے اور قرآن پاک قیامت تک کے لئے مکمل کتاب ہے تو ہمیں کسی انسان کی ضرورت کیوں پڑے گی اللہ تک پہنچنے کے لئے"

نور جیسے کسی گہری سوچ میں گم ہو گئی ہو۔اسے اس طرح گم سم دیکھ کر ابان نے پوچھا"اب کیا سوچنے لگی۔"

نور نے مسکرا کر کہا"کچھ بھی تو نہیں۔"

حمیدہ جان گئی کہ نور ابھی تک الجھی ہوئی ہے تو اس نے کہا"نور میری جان یہ نہیں میں کہتی کہ کوئی اچھی بات دین کی بات بتائے تو سنو نہیں۔بیٹا سنو ضرور مگر یہ بات ذہن میں رکھو ہمیشہ کہ ہماری رہنمائی کے لئے قرآن پاک موجود ہے تو اگر ہمیں کوئی مشکل درپیش ہے تو اس کا حل بھی کلام پاک میں موجود ہے۔خود پڑھو

قرآن پاک کو اس کے ترجمے کو اس کی تفسیر کو کہ کسی دوسرے سے پوچھنے کی بجائے تم خود بہتر جان جاو۔رب سے ملنے کے لئے واسطے نہیں راستے تلاشے جاتے ہیں میری جان اور تم جو مراقبہ کا پوچھ رہی ہو اس کا مطلب یہ سمجھ لو کہ جب تم اپنے رب سے ہمکلام ہو تو اتنا فوکس ہو تمہارا ایک ایک لفظ پر کہ ارد گرد سے بے خبر ہو جاو۔۔۔جب تم اللہ تعالی کی عبادت ایسے کرنے میں کامیاب ہو جاوگی تو تمہیں کسی رہنما کی ضرورت نہیں پڑے گی۔میرا اللہ خود تمہاری رہنمائی کرے گا۔"

ابان نے نور سے پوچھا"تمہارے دماغ میں ایسے سوال آتے کہاں سے ہیں۔بچپن سے لے کر آج تک تمہارے دماغ میں کس تلاش کا سفر جاری ہے جو ختم ہی نہیں ہو رہا"اور نور چڑ گئی تو حمیدہ ابان کو ڈانٹنے لگی"میری بیٹی کو تنگ مت کرو اور اس کے اندر آج بھی جو تلاش ہے وہ اللہ کی ہی ہے ہمیشہ کی طرح۔تب ہی تو ایسے سوال اسے پریشان کرتے ہیں اور جب کوئی سوال پریشان کرے تو صحیح جواب نہ ملنے تک ہمیں سکون نہیں ملتا۔"

نور حمیدہ کی بات پر مسکرا دی۔ پھر کچھ دن پہلے کالج میں ہوئے واقع میں بارے میں بتانے لگی "امی وہ لڑکا تابش علی یاد ہے جو خالہ ساجدہ کی ڈیتھ پر آیا تھا۔"

حمیدہ نے کہا" ہاں ہاں وہ خوبصورت سا لڑکا جو سر سے پاوں تک کالے رنگ میں ملبوس تھا بہت خوبصورت اور ذہین بچہ ہے۔ کیا ہوا اسے۔"

نور بتانے لگی "ہوا تو کچھ نہیں دراصل امی کچھ دن پہلے سعد کسی کو ساتھ میں لایا اور کچھ دیر بعد تابش علی بھی آگیا۔ میں نے دور سے دیکھا کہ تابش علی کچھ زیادہ ہی ناراض موڈ میں تھا۔ میری اور مناہل کی کلاس تھی تو ہم دونوں انھیں وہیں کھڑا چھوڑ کر کلاس لینے چلی گئیں۔ کلاس ختم ہوئی تو ہم دونوں باہر نکلیں تو اسی شخص نے جو چہرے کی مطابقت کی وجہ سے تابش علی کے فادر لگ رہے تھے وہ مناہل کو دیکھتے ہی آگے بڑھے اور مناہل کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دیا اور مناہل کے بھائی بھابی کو سلام کہنے کے لئے کہا۔ تابش علی خاموشی سے کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ میں اور

مناہل وہاں سے جانے لگیں تو تابش نے میری طرف دیکھتے ہوئے اپنے والد کو مخاطب کر کے کہا بابا یہ مس نور ہیں، مناہل کی دوست اور کلاس فیلو ہے۔تابش کے فادر نے اسی شفقت بھرے انداز میں میرے سر پر ہاتھ رکھا پیار اور دعا دی۔"

آبان بولا "یہ کونسا اتنا اہم واقعہ ہے جسے تم اتنے اشتیاق سے سنا رہی ہو۔"

نور آبان کی بات سے چڑ گئ اور حمیدہ کو مخاطب کر کے بولی "امی جانے کیوں مجھے بہت عجیب لگا۔مناہل نے محسوس کر لیا شاید اور مجھے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے پوچھا "کیا سوچ رہی ہو؟"

میں نے مناہل سے پوچھا "وہ جو انکل علی کے ساتھ کھڑے تھے وہ علی کے بابا ہیں نا؟"

مناہل نے بنا کسی قسم کی خاص دلچسپی دکھاتے ہوئے کہا "ہاں"

میں نے پھر سوال کر ڈالا "ایک بات کہوں شاید میں غلط ہوں مگر مجھے لگا کہ جیسے

www.novelsclubb.com

علی ان سے ناراض ہو۔"

مناہل بولی "ہاں ایکچولی تابش گھر نہیں جاتا اور وہ انکل ارتضی علی سے بات نہیں کرتا تو اسی لئے آج انکل ارتضی نے سعد کو کہہ کر اسے بہانے سے ہمارے کالج بلوایا تھا کہ وہ اس سے بات کر سکیں۔"

امی میں نے مناہل سے کہا کہ "میں اس کی بات سمجھی ہی نہیں تو پوچھا اس بات کا کیا مطلب ہے کہ بہانے سے ہمارے کالج بلوایا ہے؟"

مناہل بولی "دراصل تابش علی ہمارے کالج کا تو اسٹوڈنٹ ہے نہیں۔اسے پتا ہو کہ ارتضی انکل نے ملنا ہے تو وہ سعد اور مجھ سے ملنے آیا ہوا واپس پلٹ جاتا ہے۔انکل تو بہت کوشش کرتے ہیں لیکن تابش کی نیچر بہت عجیب ہے بہت کھڑوس۔"

نور کچھ دیر رکی اور پھر دوبارہ بولی "امی مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی بات کی میں نے پوچھا عجیب ہے کیا مطلب؟"

مناہل مسکراتے ہوئے بولی "یار اس میں کوئی شک نہیں کہ تابش بہت ذہین اور ایکسٹرا آڈناری اسٹوڈنٹ ہے۔مگر وہ ایک بے حس انسان ہے مطلب حساس نام کا

www.novelsclubb.com

کوئی جذبہ اس کے اندر نہیں۔ ہر تین مہینے بعد نئی گرل فرینڈ بنالیتا ہے۔"

مناہل مسکراتے ہوئے بولی ویسے ایک راز کی بات بتاوں تابش مجھے بچپن میں بہت اچھا لگتا تھا اور میرے اور تابش کے بابا بھی چاہتے تھے کہ ہم دونوں ایک رشتے میں بندھ جائیں لیکن میں کبھی بھی ایک ایسے انسان کے ساتھ زندگی نہیں گزارنا چاہوں گی جسے میرے جذبات کی قدر نہ ہو اس لئے اپنے دل کو سالوں پہلے کا سمجھا لیا ہوا ہے میں نے"

حمیدہ ایک پڑھی لکھی اور سمجھدار عورت تھی بولی "بیٹا تم نے اکثر پڑھا اور سنا ہو گا (ڈونٹ جج اے بک بائے اٹس کور) کبھی بھی کسی کے ظاہر کو دیکھ کر باطن کا اندازہ نہیں لگاتے اور کبھی دوسروں کے بتانے پر کسی کے بھی بارے میں اپنی رائے قائم نہیں کرتے۔ ان دونوں باپ بیٹوں کے اندرونی کیا معلامات ہیں یہ ان دونوں کے سوا صرف اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے۔ نور میری جان بس اتنا یاد رکھو کہ تم خود صحیح رہو دوسروں کے بارے میں رائے قائم کرنے کا حق ہمیں ہمارے اللہ نے کب دیا ہے۔"

نور نے مسکراتے ہوئے کہا" جی امی۔"

زندگی تجھ کو اگر وجد میں لاوں واپس

چاک پہ کنارہ رکھوں خاک بناوں واپس

تھا تیرا حکم۔۔۔ سو جنت سے زمیں پہ آیا

ہو گیا ختم تماشہ تو میں جاوں واپس؟؟

نور اور مناہل کالج کے لان میں کینوس لگائے ملنے والے پروجیکٹ پر کام کر رہیں تھیں جب مناہل نے اسے آواز دی "نور۔۔ نور تمہیں ایک بات بتاوں جو بات میں نے ابھی تک صرف سعد کو بتائی ہے تابش کو بھی نہیں بتائی مگر تم وعدہ کرو میرا مذاق نہیں اڑاو گی۔"

نور مناہل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی "تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو۔"

مناہل چند سیکنڈر کی جیسے الفاظ کو ذہن میں ترتیب دے رہی ہو پھر بولی "دراصل جس دن میں رزلٹ کی لسٹ دیکھنے آئی اس دن میں نے ایک بہت خوبصورت اور سب سے مختلف لڑکے کو دیکھا جو دیکھنے میں ہی بہت مختلف مطلب سلجھا ہوا،

مہذب اور منفرد تھا۔میں نے اس سے پوچھا کہ کس کلاس کا اسٹوڈنٹ ہے تو بہت روکھے انداز میں بولا کہ اس کی بہن نے ایڈمیشن لیا ہے یہاں۔اور بنا میری طرف دیکھے آگے بڑھ گیا۔"

نور ہنسنے لگی تو مناہل نے پوچھا"تم میرا مذاق اڑا رہی ہو"تو نور مشکل سے ہنسی روکتے ہوئے بولی"نہیں دراصل مجھے حیرت ہے جسے ایک نظر دیکھا تم کیسے سوچ سکتی ہو اسے اپنانے کا اور اگر وہ پہلے سے انگیجڈ ہوا یا شادی شدہ ہوا تو۔"

مناہل جیسے ایک دم ڈر سی گئی اور بولی"تم میری دوست ہو پلیز تم میرے لئے دعا کرو نا کہ وہ مجھے مل جائے پلیز۔"

نور مناہل کو اس طرح پریشان دیکھ کر بولی میں"اللہ تعالی سے خاص کر تمہارے لئے دعا کروں گی۔اب اداس مت ہو۔"

www.novelsclubb.com

سعد جو دور سے آتا ان کی باتیں سن رہا تھا پاس پہنچ کر مناہل کو مخاطب کرتے ہوئے بولا"مناہل تم نور کو پوری بات کیوں نہیں بتاتی۔"

سعد کی بات پر نور نے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "پوری بات کیا ہے؟"

مناہل نے انگلی کے اشارے سے سعد کو خاموش رہنے کے لئے کہا مگر وہ یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا بولا "مناہل مجھے لگتا ہے دو ڈھائی سال کی دوستی میں تم نور پر بھروسہ کر سکتی ہو۔"

نور حیرت سے کبھی مناہل کو اور کبھی سعد کو دیکھے اور سعد جو چاہتا تھا کہ نور حیقیقت جان جائے اس نے بتانا شروع کیا کہ "نور تم جانتی ہو وہ لڑکا جسے ایک نظر دیکھ کر نام اور کچھ بھی جانے بنا مناہل اس کی ہونے کی دعائیں مانگ رہی ہے دو ڈھائی سال سے کون ہے؟"

نور نے تجسس سے کہا "کہو بھی کون ہے۔ کیا میں بھی جانتی ہوں اسے؟"

سعد مسکراتے ہوئے بولا "ہاں تم ہی تو سب سے زیادہ جانتی ہو اسے۔"

www.novelsclubb.com

سعد کی اس بات پر نور حیرت میں پڑ گئی اور اسے حیران دیکھ کر سعد بولا "وہ تمہارا بھائی آبان ہے" اور نور کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ عجیب سی خوشی کے ساتھ مسکراتے ہوئے بولی "سچ میں۔۔۔ کیا واقع؟"

پھر ایک دم اداس ہو گئ اور بولی "مگر مناہل ہم تو بہت غریب لوگ ہیں تم ہمارے ماحول میں ایڈجسٹ نہ کر پائی تو؟"

سعد مسکراتے ہوئے بولا "پہلے میڈم تم بتاو کیا اس بد تمیز لڑکی کو بھابی بنا کر ساری زندگی برداشت کر سکو گی؟"

نور نے آگے بڑھ کر مناہل کو گلے لگا لیا اور بولی "میری جان سے پیاری دوست میرے اکلوتے بھائی کی بیوی بنے اس سے زیادہ خوشی کی کیا بات ہو گی۔"

سعد نور کے جواب پر مسکراتے ہوئے بولا "نور بیسٹ اف لک۔"

سعد کی اس بات پر مناہل نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پینٹ برش اس کی طرف پھینکا جسے کیچ کر کے سعد نے اپنے کپڑے خراب ہونے سے بچا لئے۔ سعد کے اس چیز ریکیشن پر تینوں کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔ سعد بولا "یار مجھے کچھ کام ہے تو میں تابش کے کالج جا رہا ہوں مناہل تم چلو گی ساتھ بہت دن ہو گئے تابش سے ملے ہوئے تو اسی بہانے ملاقات بھی ہو جائے گی۔"

مناہل نے کہا "ہاں مجھے بھی سدرہ اور تنزیلہ سے ملنا ہے کافی عرصہ ہو گیا ان سے

ملے ہوئے۔ تم جاو میں نور کو بھی ساتھ لے آتی ہوں اسے بھی سدرہ اور تنزیلہ سے ملاوں گی۔"

سعد انھیں "بائے" کہتا ہوا چلا گیا۔

اپنا اپنا پروجیکٹ مکمل کر کے سامان سمیٹ کر دونوں مناہل کی گاڑی میں تابش علی کے کالج کی طرف نکل پڑیں۔ مناہل نے اپنی دوست سدرہ کو کال کی اور وہ مین گیٹ پر ہی پہنچ گئ۔ نور پہلی بار میڈیکل کالج آئی تھی۔ تابش علی کو دیکھے اسے بھی کافی وقت ہو گیا تھا اور جیسے اس کا دل اسے ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے چین ہو ۔۔۔ مناہل نے اپنی دوست سدرہ سے پوچھا" کہاں ہیں مسٹر تابش؟" (سدرہ مناہل کی دوست اور رشتے میں کزن لگتی تھی اور سعد اور تابش کو جانتی تھی) سدرہ نہایت سڑے ہوئے انداز میں بولی" وہیں کیفے کے باہر کسی حسینہ کی زلفوں کے خم نکال رہا ہو گا۔"

علی کے بارے میں طنزیہ الفاظ سن کر نور کو بہت برا لگا۔ پھر لمحہ بھر بعد اس نے دل میں خود سے سوال کیا" مجھے علی کی برائی سننا کیوں برا لگ رہا ہے؟"

گاڑی پارک کر کے کیفے کے باہر پہنچے تو تابش کیفے کے باہر بلیو جینز اور وائٹ شرٹ کے ساتھ میڈیکل کوٹ پہنے ایک ہاتھ میں چائے کا کپ لئے اور دوسرے ہاتھ میں حسب معمول سگریٹ سلگائے کھڑا تھا۔

ابھی وہ تینوں تابش کی طرف بڑھ ہی رہی تھیں کہ

رامین ایک طرف سے آئی اور تابش علی پر چلانے لگی "تابش یو آر سچ ہے۔۔۔۔پورا کالج صحیح کہتا ہے تمہارے بارے میں تم ایک نمبر کے فلرٹ ہو، تمہاری باتوں پر کبھی یقین نہیں کرنا چاہیے تھا مجھے۔آئی ہیٹ یو۔ تم نے میرا دل توڑا ہے دیکھنا ایک دن تمہارا ابھی دل ٹوٹے گا۔میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

تابش نے چائے کا سپ لیا اور پھر ایک سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے بولا "او کے سوئیٹ ہارٹ۔"

www.novelsclubb.com

رامین روتی ہوئی وہاں سے چلی گئی لیکن یہ سارا تماشہ مناہل اور نور نے بھی دیکھ لیا اور سن بھی لیا۔تابش کی ابھی تک ان پر نظر نہیں پڑی تھی کیونکہ وہ اپنے موبائل میں مصروف تھا۔قریب پہنچ کر مناہل نے تابش کو مخاطب کیا "مسٹر تابش کین

آئی ہیو یور ون منٹ (کیا میں آپ کا ایک منٹ لے سکتی ہوں)"تابش نے چونک کر دیکھا اور حیرانی سے بولا"اوواو واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔۔۔آپ لوگ کب آئے"

مناہل مسکراتے ہوئے بولی"تب ہی جب وہ لڑکی تمہیں بددعائیں دے رہی تھی۔"

تابش اس کی بات کے جواب میں بنا کچھ کہے مسکرا دیا۔اتنے میں مناہل کو تنزیلہ نظر آ گئی تو تابش کو مخاطب کرتے ہوئے بولی"میں تنزیلہ سے مل لوں پھر کرتی ہوں تم سے بات۔"

اب تابش اور نور اکیلے وہاں کھڑے رہ گئے۔

تابش علی نے نور کی طرف دیکھتے پوچھا"مس نور کیسی ہیں آپ؟"

نور نے مختصر جواب دیا"الحمدللہ اچھی ہوں اور آپ؟"

تابش مسکراتے ہوئے بولا"میں تو بہت ہی برا ہوں۔"

نور نے تابش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا"آپ کا یہ روپ پہلی بار دیکھا ہے۔"

تابش انجان بنتے ہوئے "کونسا روپ؟"

نور سادگی سے بولی "یہی لوگوں کا دل توڑنے والا"

تابش علی نور کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا "بچے کو کانچ کے کھلونے دو گے تو توڑے گا ہی۔"

نور کو تابش علی کا جواب بہت عجیب لگا بولی "دل کھلونے نہیں ہوتے۔"

تابش علی اسی ڈھٹائی سے جواب دیتے ہوئے بولا "اللہ کی یاد سے خالی دل کھلونے ہی ہوتے ہیں۔"

نور تابش علی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی "اللہ کا نام بھی لیتے ہیں اور لوگوں کو درد بھی دیتے ہیں آپ۔"

تابش کب ہار ماننے والا تھا بولا "درد لوگوں کو اپنی امیدوں کی وجہ سے ہوتا ہے، میری وجہ سے نہیں۔"

نور نے حیرت سے تابش کی طرف دیکھتے ہوئے سوال "کیا آپ کو ذرا ڈر نہیں لگتا بددعاوں سے؟"

تابش علی مسکراتے ہوئے بولا "نہیں۔۔۔ بلکل بھی نہیں۔"

نور نے اسی انداز میں دوبارہ سوال کیا "کیوں؟"

تابش علی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "کیونکہ میں جانتا ہوں یہ سب تتلیاں بھی ٹائم پاس کر رہی ہیں۔" کچھ سیکنڈ رکا اور نور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "ہاں اس کی بددعا سے ضرور ڈروں گا جو سچی اور بے لوث محبت کرے گی مجھ سے۔ جس کا مقصد میرے باپ کی دولت یا میرا ہینڈسم ہونا نہیں ہو گا۔"

نور کی سمجھ میں بات بلکل بھی نہیں آئی اور بڑبڑائی "سچی محبت" اس کی آواز تابش علی کے کانوں تک پہنچ گئی۔

نور نے سوال کیا "تو کیا ہو گا ایسی لڑکی کا مقصد اور کیسے پتا چلے گا آپ کو کہ کون سی لڑکی آپ سے سچی محبت کر رہی ہے؟"

www.novelsclubb.com

تابش علی نور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "وہ تو ایک راز ہے مس نور اور وہ راز وقت آنے پر آپ کو بتا دوں گا۔"

کچھ سیکنڈ بعد دوبارہ تابش علی ہی بولا "ویسے ایک بات اور بتاوں آپ کو مس نور۔"

نور جو نظریں جھکائے اپنی انگلیوں سے کھیل رہی تھی گردن اوپر کر کے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "جی ضرور بتائیں۔"

تابش علی نے کہا "یاد رکھیئے گا مس نور جو سچی محبت کرتا ہے وہ کبھی کسی بھی صورت میں اپنے محبوب کو بددعا نہیں دیتا کیونکہ محبوب بے وفا بھی ہو تو بھی جب وہ اذیت میں ہو تو اس کا درد عاشق کو بھی رلاتا ہے۔"

نور پوری توجہ سے تابش علی کی بات سن رہی۔تابش کچھ سیکنڈ کے لئے رکا پھر نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "آپ تو خود شاعرہ ہیں شعر و شاعری میں دلچسپی رکھتی ہیں۔میں اپنی بات کی وضاحت کے لئے آپ کو ایک غزل سناتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

میں چاہنے والوں کو مخاطب نہیں کرتا
اور ترکِ تعلق کی وضاحت نہیں کرتا
میں اپنی جفاؤں پہ کبھی نادم نہیں ہوتا

اور اپنی وفاؤں کی تجارت نہیں کرتا
خوشبو کسی تشہیر کی محتاج نہیں ہوتی
سچا ہوں مگر اپنی وکالت نہیں کرتا
احساس کی سولی پہ لٹک جاتا ہوں اکثر
میں جبرِ مسلسل کی شکایت نہیں کرتا
میں عظمتِ انسان کا قائل تو ہوں محسن
لیکن کبھی بندوں کی عبادت نہیں کرتا

نور تابش علی کے ایک ایک لفظ کو پوری توجہ سے سن رہی تھی۔تابش نور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "میری باتوں سے متاثر ہو کر کہیں دل نہ دے دیجئے گا مجھے،میں دل توڑ دیتا ہوں اور پھر آپ لوگوں کو کہتی پھریں گی"

(مرشد سے کہا مرشد درد دل کی دوا دیجئے
حضرت نے مسکرا کے کہا اور محبت کیجئے)

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نور کیا بتاتی اسے کہ دل تو وہ کب کا تابش علی پر ہار چکی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ بھی اور کہتی مناہل آ گئی اور تابش علی اس کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا۔ مناہل تابش علی ہی کی طرف متوجہ تھی جو نور کو بغور دیکھ رہا تھا جس سے مناہل کو کچھ خطرہ محسوس ہوا۔ خاموشیاں زیادہ طویل ہو جائیں تو یا چبھنے لگتی ہیں یا پھر کسی طوفان کی آمد کا پتا دے رہی ہوتی ہیں اور مناہل کو اس وقت یہ خاموشی چبھ رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ کسی طوفان کی آمد کی طرف اشارہ بھی کر رہی تھی۔

مناہل نے دل ہی دل میں عہد کر لیا تھا کہ نور کو تابش سے دور رکھے گی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ نور ہرٹ ہو۔ خاموشی کو توڑتے ہوئے مناہل نے تابش کو مخاطب کیا "تابش"

تابش کی نظریں نور سے ہٹ گئیں اور مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "ہاں بولو"

مناہل بولی "اب ہمیں چلنا چاہیئے۔۔ بس تم سب دوستوں سے ملاقات کرنا تھی، وہ تو ہو گئی"

تابش دوبارہ نور کی طرف دیکھتے ہوئے مناہل سے مخاطب ہوا "کچھ دیر رک جاو۔۔

لنچ ساتھ میں کرتے ہیں"

مناہل نے منع کرتے ہوئے کہا"ہمیں سدرہ اور تنزیلہ کے ساتھ مارکیٹ جانا ہے کچھ شاپنگ کرنے تو تم ہمارے کالج آنا پھر گپ شپ کریں گے۔"

نور تو ابھی تک خاموش کھڑی تھی۔ مناہل کی اس بات کے جواب میں تابش علی نے حسب معمول صرف "اچھا دیکھیں گے "کہا۔

نور کو مارکیٹ نہیں جانا تھا تو بولی"آپ لوگ جاو میں بھائی کو کال کر کے بلا لیتی ہوں۔۔۔مجھے گھر پہنچنا ہے آپا لوگ آ رہے ہیں آج۔"

مناہل اب مزید کشمکش میں پڑ گئ۔تابش کے پاس نور کو چھوڑنا کسی خطرے سے خالی نہیں تھا۔مناہل بولی"میں بھی پھر کبھی چلی جاوں گی۔ چلو میں تمہیں گھر ڈراپ کر دوں۔"

www.novelsclubb.com

نور نے اسے کہا کہ "وہ اپنی دوستوں کے ساتھ بے فکر ہو کر چلی جائے۔وہ بھائی کو بلا کر گھر چلی جائے گی۔"

نور کا کانفیڈینس دیکھ کے اسے تسلی ہوگی کہ تابش کبھی بھی نور محمد کو اپنے جال میں نہیں پھنسا سکتا، لہذا مطمین ہو کر وہ اپنی دوستوں کے ساتھ چلی گئ۔

تابش علی نے نور سے سوال کیا "آپ کو مجھ سے ڈر لگتا ہے مس نور؟"

نور نے بہت کانفیڈینس سے تابش علی کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کے جواب میں سوال کیا "نہیں تو کیوں؟"

تابش علی مسکراتے ہوئے معنی خیز انداز میں بولا "ایسے ہی پوچھا ہے آپ ہر بار اپنے بھائی کو بلا لیتی ہو۔ آئی کین ڈراپ یو۔۔۔اف یو وانٹ؟ (میں آپ کو چھوڑ کے آ سکتا ہوں اگر آپ چاہیں تو)"

نور نے اسی خوداعتمادی سے جواب دیا "ڈر کی بات نہیں۔ آپ کوئی بھوت تو ہیں نہیں اور مجھے تو بھوتوں سے بھی ڈر نہیں لگتا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میرا اللہ ہر وقت میری حفاظت کرتا ہے۔ بس ایسے ہی مجھے اچھا نہیں لگتا آپ کو تکلیف دینا۔"

تابش علی مسکراتے ہوئے بولا "لیکن مس نور مجھے اچھا لگے گا یہ تکلیف اٹھا کر۔" نور جانتی تھی وہ بہت بے باک ہے۔ بات کو گھوما کر نہیں کرتا مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اسے ڈراپ کرنے کے لئے اس طرح انسسٹ کرے گا۔اب کی بار کوئی جواب نہ دے سکی اور کچھ ہی دیر بعد وہ تابش علی کی گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھی تھی۔بیک سیٹ پر بیٹھنے کی دو وجوہات تھیں پہلی یہ کہ تابش علی کسی بھی لڑکی کو فرنٹ سیٹ پر نہیں بیٹھاتا تھا اور نور کو یہ بات مناہل کئی مرتبہ بتا چکی تھی۔البتہ تابش علی کے دل میں خواہش جاگی کہ نور آگے بیٹھے مگر نور خود بھی فرنٹ سیٹ پر بیٹھنا نہیں چاہتی تھی۔

بیگ میرر (شیشے) سے نور کو دیکھتے ہوئے تابش علی نے نور سے پوچھا "مس نور میوزک سنتی ہیں آپ؟" نور نے نفی میں جواب دیا اور ایسے خاموش ہو گئی جیسے اپنی ہی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا رہی ہو۔۔۔گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔۔۔

نور نے خاموشی توڑی اور بولی "ایک سوال کرنا چاہتی ہوں آپ سے اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو؟"

تابش علی کو نور کا یہ معصومانہ انداز بے حد اچھا لگا لیکن ظاہر کرنا تابش علی کی فطرت نہ تھی۔بس ہلکا سا مسکرایا اور بولا "جی ہو چھیئے۔"

نور نے ایک لمبا گہرا سانس لیا اور کہنے لگی "اللہ تعالی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے اس پاک ذات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو دونوں جہانوں کو پالنے والا ہے؟"

تابش علی اس سوال کی امید نہیں کر رہا تھا لیکن جواب تو اب مس نور کو دینا ہی تھا تو بولا "مس نور "بس وہی ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔"

نور اتنے مختصر جواب کو سن کر بولی "کیا مطلب؟"

تابش علی بولا "مطلب یہ کہ

جے میں تینوں باہر ڈھونڈا، میرے اندر کون سنایا

جے میں تینوں اندر ڈھونڈا، تے باہر کس دی مایا

اندر توں ایں، باہر توں ایں، وکھیاں ہر تھاں تیرا سویا
میں وی توں ہیں، تے توں وی توں ہیں، رتا فرق نظر نہ آیا
سب کجھ توں ایں، سب وچ توں ایں، تینوں سب توں پہچانا
میں وی توں ایں، تو وی توایں، بھلا کون نمانا؟؟(حضرت بابا بلھے شاہ)

تابش نوٹ کر رہا تھا کہ نور اس کی باتوں میں پوری طرح کھوئی ہوئی تھی تو اسے متوجہ کرتے ہوئے بولا "مس نور صوفیا اکرام نے سب کچھ بتایا ہے انھیں پڑھیں۔ مجھ جیسا گناہگار انسان کیا جواب دے گا آپ کے سوالوں کا۔"

تابش علی نے بیک میرر میں دیکھتے ہوئے نور سے پوچھا "مس نور آپ گھر اتریں گی یا۔۔۔"

نور نے تابش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا "علی میں کوئی کام اپنی امی اور بھائی سے چوری نہیں کرتی تو یقیناً گھر ہی اتروں گی اور چاہوں گی کہ آپ بھی اندر آ کر امی سے مل لیں۔"

تابش علی نور کے "علی" کہنے پر چونک سا گیا کیونکہ اسے لوگ یا تو تابش کہہ کر

بلاتے تھے یا پھر خاص دوست تابی کہتے تھے۔ علی کہہ کر پہلی بار نور نے پکارا تھا۔
تابش علی منع کرنا چاہتا تھا مگر جیسے ہی گاڑی دروازے پر رکی تو حمیدہ دروازے پر کھڑی نظر آئی۔اس کے انداز میں اتنی محبت تھی کہ تابش منع نہ کر پایا اور حمیدہ نے نور کو چائے بنانے کے لئے کہا۔نور نے آبائیہ اتارا اور چائے بننے رکھ کر منہ ہاتھ دھونے چلی گئ۔چائے لے کر آئی تو وہ گرمیوں کے لان کے سفید شلوار کے ساتھ آسمانی رنگ کی قمیض اور آسمانی اور سفید دوپٹے میں ملبوس تھی۔
دوسری مرتبہ تھا اب تک علی نے اسے آبائیہ اور حجاب کے بنا دیکھا تھا۔اس کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔نور چائے رکھ کر چلی گئی مگر تابش کے دل کی دھڑکن سنبھلنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔
حمیدہ نے اسے سوچ میں گم دیکھا تو آواز دے کر اسے واپس ہوش میں لائی "تابش بیٹا چائے اور کباب دونوں چیزیں ٹھنڈی ہو رہی ہیں"
تابش کو یاد آیا کہ وہ کہاں ہے۔ مسکراتے ہوئے بولا "آنٹی آپ کے گھر میں عجیب قسم کا خاص سکون ہے۔جب بھی آتا ہوں اس میں گم ہو جاتا ہوں۔"

حمیدہ مسکراتے ہوئے بولی "تب ہی اب تک بس دو ہی بار آئے ہو۔"

اس کے اس جملے پر تابش شرمندہ ہو گیا مگر اس نے اپنی شرمندگی مسکراہٹ سے چھپالی۔

تابش نور کو تو گھر چھوڑ کر ہوسٹل آگیا مگر شاید اس کا چین نور کے پاس ہی کہیں رہ گیا تھا۔ کمرے میں آتے ہی پہلے چائے بنائی سگریٹ سلگایا اور الماری سے ڈائیری نکالی

کیا تم کیا ہم۔۔۔ یہاں ہر کوئی قیدی ہے

کوئی ہے قید سوچوں میں

کوئی ہے قید لفظوں میں

کوئی محبت کا ہے قیدی

کوئی ہے نفرت کی بندش میں

کوئی ہے ظالم کے سائے میں

کوئی آزاد ہواوں میں

www.novelsclubb.com

کوئی مذہب کہ زنجیر میں

کوئی کھو کھلے دعووں میں

کوئی مکار کے جالوں میں

کوئی معصوم خوابوں میں

کوئی حالات کی آندھی میں

کوئی مجبور سانسوں میں

کوئی بے بس آہوں میں

یہاں ہر کوئی قیدی ہے (تجلی کوپے)

www.novelsclubb.com

عصر کی نماز کے بعد نور نماز پڑھ چکی تو قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگی۔ جب قرآن پاک پڑھ رہی تھی تو حمیدہ کو محسوس ہوا کہ وہ اداس ہے۔ نور قرآن پاک پڑھ چکی تو حمیدہ نے پوچھا" کیا ہوا ہے میری جان کیوں اداس ہو؟"

نور نے اپنی آنکھوں میں آتے ہوئے آنسوؤں کو جبراً واپس بھیج دیا اور بلکل نارمل ہو کے بولی "امی اداس تو نہیں ہوں بس ایک سوال بہت تنگ کر رہا ہے، سمجھ میں نہیں آ رہی کچھ۔"

حمیدہ کو پریشانی ہونے لگا کہ ایسا کونسا سوال ہے جو اسکی بیٹی کو تنگ کر رہا ہے اسے پیار سے پاس بیٹھاتے ہوئے بولی "میری جان ایسا بھی کیا سوال ہے جو میری چھوٹی سی بیٹی کو اداس کر گیا ہے۔"

حمیدہ کی بات پر نور میں خود اعتمادی آ گئی اور بولی "امی اگر کوئی انسان آپ سے اللہ اور رسول کی بات کرے تو کیا وہ انسان اچھا لگنے لگتا ہے۔ کیا اس سے محبت ہونے لگتی ہے۔"

حمیدہ نور کی طرف دیکھ کر بولی "میری جان محبت ہونا تو کوئی جرم نہیں۔ محبت بہت خالص اور پاک ہونی چاہیے۔ یہ راستہ ویسے بھی عشق کا راستہ ہے۔ اگر کوئی واسطہ اور رابطہ عشق اللہ کی وجہ بن رہا ہو تو سمجھو اسے خدا تمہاری زندگی میں لا رہا ہے۔ آزمائش بنا کر یا آسائش بنا کر اب یہ اس کی مرضی ہے۔"

حمیدہ کی باتیں سن کر نور بلکل گم سم ہو گی کہ "علی بھی کیا راستہ ہے۔اصل راستہ ہے۔اپنے سچے رب کے عاشق سے رب تک پہنچنے کا راستہ۔اس سے مل کر ہر بار مجھ پر رب کی عظمت کا نیا انکشاف کھلتا ہے۔رب سے ملاقات کا نیا طریقہ ملتا ہے۔ اس میں کچھ تو ایسا ہے جو وہ مجھے ہر بار میرے رب کے پاس چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔"

اب نور کے دل سے سارا بوجھ اتر چکا تھا۔ عشق حیقیقی کی چنگاری تو پہلے ہی نور کے اندر تھی اسے ہوا دے کر آگ لگانے کا کام تابش علی کر رہا تھا۔۔اللہ تعالی کے راستے پر چلنے میں اگر ڈگمگائی تو اس کے قدم تابش علی ہی تھامے گا۔اب نور کا دل تابش علی کو دیکھنے کے لئے تڑپنے لگا۔

www.novelsclubb.com

اے فنائے عشق کے دستور تجھے کیا معلوم
عشق میں دل نہیں، سر بھی دیئے جاتے ہیں

این-سی-اے کالج کے بڑے سے گراونڈ میں اور بہت سے لوگوں کے علاوہ نور اور مناہل بھی اپنے پروجیکٹ پر کام کر رہی تھیں۔کالج کی طرف سے ایکزیبیشن منعقد ہونی تھی اور اس کے لئے سب ہی اسٹوڈنٹس کے پاس بہت کام تھا کرنے کے لئے۔مناہل اپنے کینویس پر رنگ بکھیرنے میں مصروف تھی جب نور نے مناہل کو پکارا اور مناہل نے نظریں اٹھائے بنا ہی کہا "ہوں"

نور نے دوبارہ کہا "مناہل"۔۔۔اب کی بار مناہل نے سر اٹھا کر دیکھا تو نور اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔مناہل اسے اس طرح دیکھ کر پریشان ہو گئی اور پوچھا "نور سب خیریت ہے نا؟"

نور نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا "مناہل کیا واقعی تمہیں ابان بھائی اچھے لگتے ہیں۔دراصل میں نے ابھی تک امی سے بات نہیں کی۔میری امی تھوڑی جذباتی قسم کی عورت ہیں۔انھیں پہلے تو یہ ڈر ہو گا کہ تم ہمارے گھر اور ماحول میں ایڈجسٹ نہ کر سکی تو اور دوسرا اگر اس خوف کے باوجود بھی وہ مان گئیں اور تمہارا

ارادہ بدل گیا تو بھی انھیں بہت دکھ ہو گا۔ وہ بھائی کے لئے لڑکیاں دیکھ رہی ہیں۔ کل فون پر رخشندہ آپیا سے بھی کہہ رہی تھیں کہ کوئی لڑکی نظر میں ہو تو بتانا۔"

مناہل نے نور کی طرف دیکھا اور بولی "نور میں واقعی تمہارے بھائی کو چاہنے لگی ہوں اور تب سے جب مجھے پتا بھی نہیں تھا کہ وہ تمہارا بھائی ہے اور جہاں تک ایڈجسٹ ہونے کی بات ہے تو ممکن ہے کہ مجھے تھوڑی بہت مشکل آئے مگر میرا وعدہ ہے کہ میری ذات سے کبھی تمہارے گھر میں کسی کو کوئی دکھ نہیں ملے گا۔"

نور نے مناہل کی طرف دیکھا اور بولی "مناہل کیا تم اپنے بھائی بھابی سے بات کر چکی ہو؟ کیا وہ مان جائیں گے؟ مطلب امی رشتے کی بات کریں اور وہ کہیں کہ۔۔۔"

مناہل نے رنگ اور سب کچھ وہیں رکھ دیا اور نور کے پاس گھاس پر بیٹھ گئی اور بولی "نور جیسے تم اپنے بھائی سے ہر بات کرتی ہو نا ویسے ہی میں بھی اپنے بھائی سے ہر بات کر لیتی ہوں۔ میری بھابی بہت اچھی ہیں۔ میں نے جب پہلی بار ابان کو دیکھا تھا میں نے اسی شام بھائی کو بتا دیا تھا۔ پہلے بھائی کو لگا کہ میں تابش سے رشتے سے انکار کا

بہانہ بنا رہی ہوں۔انھوں نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ تابش آخری لڑکا نہیں ہے مگر شکر ہے کہ بھابی سے بات کی میں نے تو سمجھ گئیں وہ۔۔۔اور میں نے اس دن جب دیکھا کہ ابان تمہارا بھائی ہے تو میں نے بھائی کو بتادیا تھا۔"

نور نے مناہل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا" پھر؟؟؟ پھر کیا کہا بھائی نے ؟"

مناہل نے بہت کونفیڈنس سے کہا" مسکرا دیئے اور کہا کہ مجھے اعتراض نہیں اگر اسی میں تمہاری خوشی ہے۔نور بھائی بھابی خود بھی رشتے کی بات کر لیں گے اگر آنٹی چاہیں گی تو بس اتنا جاننا باقی تھا کہ آنٹی، ابان تمہیں یا گھر کے کسی بھی اور ممبر کو کوئی اعتراض تو نہیں"

نور بیٹھے بیٹھے آگے بڑھی نخرہ دیکھاتے ہوئے بولی اور تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا" مگر مجھے تو ہے اور بہت بڑا ہے۔"

مناہل کے چہرے پر پریشانی کا ایک رنگ آیا اور ایک گیا۔۔۔چند سیکنڈ کے لئے

وہاں خاموشی چھا گئی اور پھر مناہل نے پوچھا "نور کیا میں تمہیں ابان کے لئے پسند نہیں ہوں؟"

نور نے مناہل کی آنکھوں میں دیکھا جہاں خوشی کی جگہ فکر نے لے لی تھی۔ نور مناہل کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر بولی "اعتراض تو ہے مگر۔۔" مناہل بنا کچھ بولے نور کی طرف دیکھے جا رہی تھی اور نور بولی "بھئی اعتراض یہ ہے کہ میری دوست مجھ سے زیادہ ابان کو وقت اور محبت دے گی" اور ہنسنے لگی۔ نور کی اس بات کے جواب میں مناہل کی آنکھیں آنسوؤں سے چمک گئیں۔ نور اس کے گال پر کس کر کے بولی "مناہل میں آج ہی امی سے بات کرتی ہوں اور انشاءاللہ اتوار کو امی باقاعدہ رشتہ لے کر آئیں گی۔ ٹھیک ہے۔۔۔؟؟"

www.novelsclubb.com

مناہل کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا اور اس نے آگے بڑھ کر نور کو گلے لگا لیا۔ پیچھے سے گلہ کھنکارتا ہوا اسعد بولا "لیڈیز یہ سرِ عام کیا ہو رہا ہے۔۔۔ پاکستان جتنا بھی لبرل ملک ہو جائے ابھی سرِ عام اس سب کی اجازت نہیں۔۔۔"

نور اور مناہل دونوں ہی اس کی آواز پر چونک گئیں۔دیکھا تو اس کے ساتھ تابش علی بھی تھا۔سعد تو یہ کہہ کر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا مگر تابش نے نہایت سنجیدگی سے سلام دعا کے بعد نور جو کہ گولڈن رنگ کے ابائے میں تھی اور اس وقت تو ایک انجان خوشی کی وجہ سے بہت خوبصورت لگ رہی تھی اسے مخاطب کر کے سوالیہ انداز میں بولا "مس نور کیسی ہیں آپ؟"

جب نور سامنے ہو تو تابش کا خود پر اختیار نہیں رہتا تھا اور نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس سے بہانے بہانے سے بات ضرور کرتا۔ایسا کیوں تھا ابھی تک یا تو وہ بھی نہیں جان پایا تھا یا جان کر بھی انجان بنا ہوا تھا۔

نور نے تابش کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہا تھا، مسکرا کر بولی "بہت اچھی، بلکل ٹھیک اور بہت خوش۔۔۔"

نور کے اس جواب پر مناہل نے اسے چٹکی کاٹی اور سعد نے حیرت سے جبکہ تابش نے معانی خیز نظروں سے دیکھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

تابش علی نور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "لگتا ہے کچھ بہت خاص بات ہے ۔۔۔آج تو خوشی چہرے سے صاف نظر آرہی ہے آپ کے مس نور۔۔۔ کہیں رشتہ وشتہ تو طے نہیں ہو گیا۔۔۔؟"

تابش نے یہ سوال تو کر دیا تھا مگر وہ اس کے جواب میں ناہی سننا چاہتا تھا۔اس کا دل ڈر گیا تھا کہ اس نے نور کو کھو دیا ہے۔تابش کے اس سوال پر مناہل اور سعد دونوں نے ہی تابش کی طرف اکٹھے دیکھا جو اس سب سے بے خبر نور کی آنکھوں میں دیکھ کر خوشی کی وجہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا۔نور نے مسکراتے ہوئے کہا "خبر تو کچھ ایسی ہی ہے مگر میں پوری تفصیل ایسے نہیں بتاؤں گی چلو کیفے آج اسی خوشی میں ٹریٹ میری طرف سے سب کے لئے "

سعد نے مناہل کی طرف دیکھا اور مناہل کندھے اچکاتے ہوئے انجان بن گئی۔۔۔

www.novelsclubb.com

تابش علی کا دل جیسے لمحہ بھر کے لئے دھڑکنا بھول گیا ہو مگر اپنی کیفیت چھپاتے ہوئے اس نے سگریٹ سلگا یا اور بولا "اوہ واو تو بہت بہت مبارک ہو آپ کو۔ "نور تابش علی کی اس کی کیفیت کا مزا لیتے ہوئے بولی "شکریہ "

پھر نور نے تابش کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا واقعی آپ میرا رشتہ ہونے پر خوش ہیں؟"

اس سوال نے مناہل اور سعد کو چونکا دیا۔۔۔تابش کہنا چاہتا تھا کہ "نہیں نور میں خوش نہیں ہوں۔ تم میری ہو۔ میرا عشق، میرا جنون ہو مگر وہ کچھ بھی نہ کہہ پایا۔" سگریٹ کی کش لگاتے ہوئے اس نے جیسے اپنے اندر ہوتی ہلچل کو دبایا وہ ہی جانتا تھا۔اس نے جواب دینے کی بجائے سوال کیا "کون ہے وہ جو آپ کو چن بیٹھا ہے؟"

نور نے بھی جواب نہیں دیا بلکہ اپنا سوال دہرایا "علی کیا واقعی آپ اتنے ہی خوش ہیں جتنا آپ ظاہر کر رہے ہیں؟"

تابش تو اس کے علی کہنے پر ہی موم سا پگھل جاتا تھا۔اس وقت یہ سوال اسے کتنی تکلیف دے رہا تھا نور اس بات کا اندازہ اس کی آنکھوں سے غائب ہوئی چمک سے لگا سکتی تھی مگر جیسے وہ اس سے سننا چاہتی ہو کہ "نہیں میں خوش نہیں میں تکلیف میں ہوں۔"

www.novelsclubb.com

سعد تابش کی حالت جانتا تھا۔اس نے بات بدلتے ہوئے کہا"بھئ یہ سوال جواب ہم کیفے میں بیٹھ کر کر لیں گے۔مجھے تو بہت بھوک لگی ہے اور ٹریٹ کا سن کر تو میری بھوک اور بڑھ گئی ہے۔"

نور مناہل کا ہاتھ پکڑ کر سعد کی طرف دیکھتے ہوئے بولی" چلیں کیفے"

سعد اور تابش پیچھے تھے جبکہ نور اور مناہل آگے۔۔۔مناہل بہت خوش تھی مگر اسے انجانہ سا خوف تھا کہ نور کے گھر والے منع نہ کر دیں مگر نور کا کانفیڈینس دیکھ کر وہ چپ رہی۔

سعد نے پیچھے سے آواز دی"نور ویسے بہت بری بات ہے بیسٹ فرینڈ کہتی ہو مگر سب کچھ ہونے تک خبر ہی نہیں ہونے دی یار بندہ کم از کم منگنی پر بلا ہی لیتا ہے۔"

نور پیچھے مڑی اور مسکراتے ہوئے بولی"ابھی تو بات طے ہوئی ہے منگنی پر تو تم اور علی دونوں ہی انوائیٹڈ ہو گے۔"

تابش جو اپنے اندر ایک جنگ لڑ رہا تھا سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے بولا"میں تو آج

www.novelsclubb.com

کل بہت بزی ہوں تو میرا آنا نا ممکن ہے مگر میری ساری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔"

نور نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور بولی "علی مجھے اس موقع پر آپ کی موجودگی کی ضرورت ہے۔۔میں چاہتی ہوں آپ خود آکر اپنی وش اس موقع پر دیں۔"

نور نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو تابش کی آنکھوں میں ایک تڑپ تھی جو چاہ کر بھی چھپا نہیں پا رہا تھا۔

چاروں کیفے پہنچ چکے تھے اور مناہل اور سعد آرڈر دینے میں مصروف تھے۔جب نور نے تابش سے کہا "علی آپ کے بنا تو منگنی ہو ہی نہیں سکتی۔"

نور کی اس بات پر تابش نور کی آنکھوں میں ایسے دیکھنے لگا جیسے خود کو تلاش رہا ہو۔

تابش جو بظاہر مطمئن نظر آرہا تھا اپنے اندر کچھ ٹوٹنے کی چبھن محسوس کرنے لگا۔

تابش نے سوالیہ انداز میں پوچھا کہ "میرے بنا آپ کی منگنی کیوں نہیں ہو سکتی مس نور؟"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نور مسکرا دی اور نہایت دھیمی آواز میں بڑبڑائی "کیونکہ میری منگنی تو جب بھی ہوئی آپ سے ہی ہو گی۔" اس کی آواز اتنی آہستہ تھی کہ اس کے اپنے سوا کوئی نہیں سن سکتا تھا۔

اتنی دیر میں مناہل اور سعد آرڈر سے فارغ ہوئے تو نور بولی "بات دراصل یہ ہے کہ رشتہ تو بلکل طے ہونے جا رہا ہے مگر میرا نہیں مناہل کا۔۔۔"

یہ کہہ کر وہ چپ ہو گی اور تابش نے نور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک گہری لمبی سانس لی اور کرسی کے ساتھ تقریباً نیم دراز انداز میں ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ جیسے اسے سکون اور خوشی دونوں ایک ساتھ نصیب ہو گئے ہوں۔ جبکہ سعد ایک دم بولا

"وٹ۔۔۔؟؟؟"

www.novelsclubb.com

سعد اب مناہل کے پیچھے پڑ گیا اور نور نے محسوس کر لیا کہ محبت صرف نور کو ہی نہیں ہوئی کچھ تو تابش بھی اس کے لئے محسوس کرتا ہے۔

نور سعد کو چپ کرواتے ہوئے بولی "دراصل مناہل کے لئے میرے بھائی آبان کا

رشتہ ہم اس اتوار کو لے کر جائیں گے تو آپ دونوں حضرات کو اتنے دن پہلے بتا دیا ہے۔۔۔"

اب تابش علی نے نور کی بجائے مناہل سے سوال کیا۔۔۔"قدوس بھائی مان جائیں گے۔۔"

کھانا آ چکا تھا مناہل نے پیزا کا سلائس اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے جواب دیا"ہاں وہ مان گئے ہیں۔۔۔"

تابش نے مناہل سے ہی دوبارہ سوال کیا"مناہل تم ایڈجسٹ کر سکو گی اس گھر اور ماحول میں۔۔۔"

اب مناہل کی جگہ سعد بولا"یار تابی یو آر سو روڈ۔"تابش اپنی پلیٹ میں پاستہ ڈالتے ہوئے بولا"نہیں سعد آئی ایم ناٹ روڈ۔۔۔میں تم لوگوں کی طرح ایک ایموشنل انسان نہیں ہوں۔۔۔ہر بات کو پریکٹیکلی دیکھتا ہوں۔"

سعد جو وائٹ رائس کے ساتھ چکن منچورین کھانے میں مصروف تھا بولا"مناہل نور کے بھائی کو پسند کرتی ہے۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

تابش علی بنا کسی کی طرف دیکھے بولا "سووٹ۔۔۔؟؟ کیا پسند اور محبت کے ساتھ زندگی مطمین گزر جائے گی؟؟ کیا نور کا بھائی اسے وہ سب دے پائے گا جس کی اسے عادت ہے؟؟ ممکن ہے کچھ بارہ پندرہ سال بعد وہ اس سب سے زیادہ کا افورڈنگ ہو جائے مگر فی الحال تو نہیں ہے اور اگر فی الحال نہیں ہے تو۔۔۔ تو کیا ہو گا مناہل ایک عرصے بعد تنگ پڑ جائے گی اور چھوڑ کر چلی جائے گی یا تو واپس یا کسی اور امیر آدمی کے پاس۔۔۔ یو نووٹ سعد تم آرٹسٹ لوگ امیجینیشنز میں جیتے ہو۔۔۔ حیقیقت سے بہت دور کی دنیا بسا لیتے ہو۔"

تابش پھر نور کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "مس نور وہ آپ کی ڈائیری کچھ عرصہ پہلے گراونڈ میں بینچ پر رہ گی تھی تو سعد نے اٹھالی کہ واپس کر دے گا وہ میرے ہوسٹل آیا ملنے اور وہیں رہ گی تو مجھے آپ کی شاعری پڑھنے کا موقع ملا آپ کی ایک نظم ہے اس میں لکھی ہوئی امیجینیشنز پر۔۔۔ دراصل آپ سب لوگ ویسی ہی امیجینیشنز کی دنیا میں جیتے ہیں اور جب حیقیقت سے پالا پڑتا ہے تو پھر گھبرا جاتے ہیں۔۔۔"

نور نے تابش کی آنکھوں میں دیکھا اور بولی "جی میں جانتی ہوں سعد نے بتایا تھا مجھے ۔۔۔"

تابش نور کے جواب پر ایک دم چونکا اور سعد کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے نور سے سوالیہ انداز میں پوچھا "اچھا تو آپ نے اپنی ڈائیری مجھ سے واپس کیوں نہیں مانگی ۔۔۔"

نور جو مسلسل تابش علی کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی بولی "کیونکہ شاعر کو اچھا لگتا ہے جب دوسرے لوگ ان کی شاعری پڑھیں ۔۔۔ چاہے سراہئیں یا نہیں" مناہل کو نور کا تابش کی آنکھوں میں دیکھنا ٹھیک نہیں لگا وہ ڈر گئی اور بات بدلتے ہوئے بولی "کونسی نظم نور ۔۔۔"

سعد بولا یار "اگر شاعری سننی ہے تو تابی سے کہو نا سنائے اس جیسے انداز میں کون شاعری پڑھ سکتا ہے" مناہل بولی "چلو سنا دو تابش نور کی نظم ہم تینوں آرٹسٹ دوستوں کے نام ۔۔۔"

تابش نور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا

ہے بزم کی رات دل کی کچھ ایسی ہیں خواہشات

دل چاہتا ہے پیر آسماں پہ پھسلے

دل چاہتا ہے سورج مغرب سے نکلے

دل چاہتا ہے کرواہٹ میں سوغات ہو

دل چاہتا ہے آگ سے بات ہو

دل چاہتا ہے دریا کے دریا جلیں

دل چاہتا ہے قدم الٹے چلیں

دل چاہتا ہے بےوفائی یقین سے ہو

دل چاہتا ہے بارش زمین سے ہو

میں پلٹ جاوں جب بھی اس سے ملنا ہو

www.novelsclubb.com

دل چاہتا ہے جسم میں دل نہ ہو

دل چاہتا ہے نمک میرا زخم بھرے

دل چاہتا ہے درد مجھ سے بات کرے

دل چاہتا ہے آواز میں چاپ ہو

دل چاہتا ہے صدیوں کا ملاپ ہو

دل چاہتا ہے دریافت کا گھیرا ہو

دل چاہتا ہے رات ایک بجے سویرا ہو

دل چاہتا ہے پھولوں سے بدبو آئے

دل چاہتا ہے کیچڑ سے خوشبو آئے

دل چاہتا ہے زخمی کبھی کوئی تیر ہو

دل چاہتا ہے زمانے میں کوئی توقیر ہو (توقیر)

مناہل نظم سن کر بولی "اف نور تم کتنا اچھا لکھتی ہو اور سچ میں یار یہ سب دل چاہتا ہے۔۔سب الٹا کیا جائے۔۔۔دنیا سے الگ اور الٹا چلا جائے۔۔۔"

نور مسکرادی اور سعد بولا "نوٹس کرنے والی بات یہ ہے کہ نور کی شاعری تابی کو یاد ہے پوری صحیح سے"۔۔۔پھر تابش کو مخاطب کرتے ہوئے "بولا یار تابی ایک بات تو بتا تو ڈائیری پڑھ رہا ہے کہ حفظ کر رہا ہے۔۔۔"

تابش علی سعد کی بات کو اگنور کرتے ہوئے بہت سنجیدگی سے بولا "آج سے ستائیس اٹھائیس سال پہلے بھی ایسے ہی سب ہوا تھا۔ دو دوست تھے۔۔۔ بہت گہری دوستی تھی۔ ایک بہت امیر تھا اور دوسرا متوسط طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ امیر دوست کی ایک بیٹی تھی جو بلا کی حسین تھی اور سائیکولوجی پڑھ رہی تھی۔ متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے دوست کا بیٹا ڈاکٹر بن رہا تھا وہ بھی خوبصورت اونچے لمبے قد کھاٹ کا مالک تھا۔۔۔ امیر دوست (فاروق خان) کو اپنے متوسط طبقے کے دوست (فہد علی کا بیٹا ارتضی علی) بہت زیادہ پسند تھا۔۔ فاروق خان نے سوچا لڑکا اچھا ہے، لائق اور ذہین ہے۔۔۔ خاندان دیکھا بھالا ہے۔۔۔ آج نہیں تو کل حالات بدل جائیں گے اور اس نے بیٹی کا (دانیہ خان) کا رشتہ (ارتضی علی) سے طے کر دیا۔۔۔

یہ کہانی سعد اور مناہل کی بجائے نور بہت دلچسپی سے سن رہی تھی اور اس نے کھانا بھی چھوڑ دیا۔ وہ پہلی بار تابش کو اتنی روانی سے بولتا سن رہی تھی۔ ورنہ آج تک تو بس چند لفظ ہی بولتے سنا تھا۔ آج اس کا انداز بہت مختلف تھا اس کے ہر لفظ سے درد جھلک رہا تھا۔

تابش علی بتا رہا تھا کہ "دانیہ خان بہت زیادہ ہی خوبصورت تھی۔ارتضی علی کو اپنی قسمت پر رشک ہونے لگا اور اسے دانیہ خان سے محبت ہو گئی۔بظاہر دونوں بہت خوش تھے۔ارتضی کی کوشش ہوتی کہ وہ دانیہ کو ہر لحاظ سے خوش رکھے۔اس کی ہر بڑی چھوٹی خواہش پوری کرے۔اسے وہ سب مہیا کرے جو فاروق خان کے گھر پر اسے میسر تھا مگر دانیہ چند ماہ بعد ہی اکتانے لگی اسے ارتضی کی محبت میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ارتضی ڈاکٹر بن چکا تھا مگر نام اور کامیابی کسی کو بھی راتوں رات نہیں ملتی۔وہ دن رات محنت کرتا ڈبل شفٹ ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ مزید اسپیشلائزیشنز بھی کرنے لگا۔دانیہ کے گھر بیٹا ہوا زیان علی اور ارتضی علی کے پیر زمین پر نہ ٹکتے کہ اس کی محبت کی نشانی تھا وہ بیٹا۔دانیہ پہلے پہل تو بیٹے کے ساتھ خوش اور مصروف رہنے لگی مگر پھر کچھ عرصے بعد اس کے ارتضی کی والدہ سے جھگڑے شروع ہوئے کہ ارتضی اس کے خرچے پورے نہیں کر پا رہا۔۔۔"

تابش علی کی آنکھوں میں پانی بھر گیا مگر اس کو اپنے جذبات چھپانے میں کمال کا ضبط حاصل تھا۔آنسو آنکھوں کے اندر ہی جذب کرتے ہوئے بولا "دانیہ خان دوبارہ

حمل سے تھی۔فاروق خان نے دانیہ کو بہت سمجھانے کی کوشش کی مگر دانیہ کب سمجھنے والی تھی روز لڑ جھگڑ کر فاروق خان کے گھر چلی جاتی اور ارتضی علی بیچارا روز اسے منانے جاتا۔ارتضی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ دانیہ کبھی اسے چھوڑ کر جانے کا سوچ سکتی ہے۔تابش علی کی پیدائش کے بعد دانیہ نے ارتضی پر خلع فائل کر دی۔فاروق خان نے بہت سمجھایا بیٹی کو۔۔۔فہد علی اور اس کی بیوی (کلثوم علی)نے منانے کی کوشش کی۔ارتضی تو نیم پاگل سا ہو گیا تھا۔سب نے کوشش کی مگر دانیہ چار سال کے زمان علی اور چار ماہ کے تابش علی کو چھوڑ کر چلی گئ۔ارتضی کو لگا کہ اپنی محبت کو عدالت کے کٹہروں میں رولنے کی بجائے عزت سے چھوڑ دینا بہتر ہے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

تابش علی کی آواز میں چند سیکنڈ کی لرزش آئی مگر پھر اسی پل تابش علی نے کھنکار کر گلہ صاف کیا اور دوبارہ بات جاری رکھتے ہوئے بولا "ارتضی چاہ کر بھی دانیہ کو

WWW.NOVELSCLUBB.COM

روک نہیں پایا۔اس کی والہانہ محبت کسی کام نہیں آئی۔دو بچوں کی ماں بننے کے بعد بھی دانیہ کا حسن ماند نہیں پڑا تھا۔کچھ عرصہ بعد دانیہ کے لئے ایک ہم پلہ خاندان سے رشتہ آیا اور وہ شادی ہو کر چلی گئ۔شاید اس کا پہلی بیوی سے ایک بیٹا تھا جو بچے کی پیدائش پر مر گئ تھی۔دانیہ نے اس کے بچے کی ماں بننے کو ترجیح دی اور اپنے بچوں چھوڑ کر چلی گئ۔

تابش کے لئے اب مزید یہاں بیٹھنا ناممکن تھا وہ "ایکسیوز می" کہہ کر جانے کے لئے اٹھا تو کسی نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی البتہ نور نے اسے آواز دے کر روک لیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی "علی مجھے خوشی ہو گی اگر آپ میری ڈائیری کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیں گے۔۔۔"

تابش بنا کچھ بولے کیفے سے باہر نکل گیا اور سعد نے ارتضی علی کو کال ملا دی۔

دوسری طرف سے ارتضی نے کال اٹھائی "ہیلو کیسے ہو سعد۔۔"

سعد بولا "انکل تابی"

ارتضی نے پوچھا "بیٹا کیا ہوا ہے اسے۔۔"

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سعد بولا "انکل کچھ نہیں مگر شاید وہ آج بلکہ ابھی گھر جائے۔۔۔"

یہ سن کر ارتضی نے "شکریہ" کہا اور کال کاٹ دی۔

مناہل نور کو مخاطب کر کے بولی "پتا ہے نور یہ بات تمہارے سوا ہم دونوں جانتے تھے مگر تابش سے آج تک کبھی اس ٹاپک پر بات نہیں ہوئی۔ ہم تینوں ایک دوسرے کو اتنا جانتے ہیں کہ بنا کچھ بولے سمجھ جاتے ہیں ایک دوسرے کی بات۔ نور آئی ایم شاکڈ تابش نے آج پہلی بار اپنے منہ سے وہ سب کہا جو وہ کبھی کسی سے بھی سننا نہیں چاہتا۔"

نور تو جیسے پہلے ہی تابش کے عشق میں مبتلا ہو چکی تھی آج تو اسے وہ اور بھی اچھا لگنے لگا۔ کیفے سے نکلے تو سعد نے نور سے کہا "نور تم مناہل کو لے کر دل میں کوئی وسوسہ مت لانا۔ مناہل دانیہ آنٹی جیسی نہیں ہے۔ مناہل کو محبت ہوئی ہے اور محبت ہر درد برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے۔"

مناہل کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور سعد کی طرف دیکھ کر بولی آئی "لو یو سعد۔۔۔ تم سچ میں بہت اچھے دوست ہو۔"

نور مسکرا پڑی اور سعد نور کی طرف دیکھ کر شرارت بھرے انداز میں بولا "جیلسی تو نہیں ہو رہی ہماری دوستی سے"

نور سعد کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی "میں کیوں ہونے لگی جیلس۔۔۔میں تو خود کو لکی فیل کرتی ہوں کہ تم تینوں میرے دوست ہو۔"

سعد نے شرارت بھرے انداز سے نور کی طرف دیکھا اور بولا "میں اور مناہل تو دوست ہیں اس کی گارنٹی ہے مگر تابش۔۔۔"

مگر تابش کہہ کر رک گیا اور نور کی آنکھوں میں دیکھا تو اسے وہ نظر آیا جسکا سعد اندازہ لگا رہا تھا۔نور نے پلکیں جھپکتے ہوئے پوچھا "مگر تابش کیا؟"

سعد کندھے اچکاتے ہوئے بولا یہی کہ "تم اسے دوست مانتی ہو یا۔۔۔؟"

نور سعد کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "کیا ہوا ہے آج تمہیں آدھی ادھوری باتیں کیوں کر رہے ہو۔۔۔اف کورس میں دوست مانتی ہوں۔۔۔"

سعد شرارتی ہنسی ہنستے ہوئے بولا "اچھا۔۔۔ چلو پھر ٹھیک ہے۔"

سعد بائے کہہ کر چلا گیا۔مناہل اور نور کلاس لینے چلی گئیں۔

نور کو آج دیر تک رک کر نمائش کے لئے کام کرنا تھا وہ پہلے ہی گھر بتا کر آئی تھی کہ لیٹ ہو جائے گی۔ مناہل نے نور سے کہا کہ "وہ اسے گھر ڈراپ کر دے گی مگر نور نے منع کر دیا کہ وہ صبح ہی بھائی سے کہہ کر آئی تھی تو بس بھائی آتا ہی ہو گا۔"

ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ ابان کا نام نور کی موبائل سکرین پر چمکنے لگا۔ نور مسکراتے ہوئے بولی "ماشاءاللہ میرے بھائی کی بہت عمر ہے خدا کرے ساری تمہارے ساتھ محبت میں گزرے۔ آ گئے ہیں بھائی"

مناہل مسکرا پڑی اور نور "اللہ حافظ "کر کے نکل آئی۔ نور کے پیچھے پیچھے مناہل بھی نکل کر کار پارکنگ کی طرح چل دی۔

گھر آ کر آبان نے حمیدہ سے پوچھا کہ "وہ اپنے لئے چائے بنانے لگا ہے تو کیا وہ پیئے گی۔"

www.novelsclubb.com

حمیدہ نے منع کر دیا مگر نور نے آواز دی "بھائی پلیز میرے لئے بنا دیں۔۔۔"

ابان طنزیہ انداز میں تقریباً چلاتے ہوئے بولا "لو بھئی اس سے پوچھا بھی نہیں اور خود ہی۔۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھر نور کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "نور تمہارا تو وہ حال ہے (مان نہ مان۔۔۔ میں تیرا مہمان)"

حمیدہ اور نور دونوں ہی اس بات کے جواب میں قہقہہ لگا کر ہنسی۔

نور منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدل کر آئی تو ابان حمیدہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹا ہوا تھا اور حمیدہ اس کا سر دبا رہی تھی۔ نور نے پوچھا "کیا ہوا بھائی؟"

ابان کی جگہ حمیدہ بولی "شاید آج کل آفس میں کام کا لوڈ زیادہ ہے، کہہ رہا تھا سر درد ہو رہا ہے تو میں نے کہا کہ میرے پاس لیٹ جائے تو دبا دیتی ہوں۔"

نور بات سنتے ہی اٹھی اور اندر سے سرسوں کا تیل اٹھا لائی۔ ابان کو صحن میں تخت کے سامنے رکھی کرسیوں کی طرف اشارہ کر کے بولی "بھائی یہاں بیٹھیں میں مالش کر دیتی ہوں بلکل ٹھیک ہو جائے گا سر درد انشاءاللہ۔۔۔"

حمیدہ نے نور سے کہا "بیٹا پہلے چائے تو پی لو ٹھنڈی ہو جائے گی" مگر نور نے چائے پلیٹ سے ڈھانپ دی کہ "بعد میں گرم کر کے پی لے گی۔"

ابان کے سر میں تیل کی مالش کرتے ہوئے حمیدہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولی "امی آپ مناہل سے ملیں ہوئی ہیں نا بہت بار۔"

حمیدہ بولی "ہاں ہاں بلکل یاد ہے میری جان۔۔۔ تمہارے سارے دوست یاد ہیں ۔۔۔ کیا ہوا ہے اسے ؟"

نور نے دوبارہ بات شروع کی "امی وہ کیسی لگتی ہے آپ کو۔"

اس بات کے جواب میں آبان نے سر اونچا کر کے آنکھیں کھولیں اور نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "میڈیم جی خیر ہے۔۔۔"

نور نے مالش والا ہاتھ ابان کے سر پر مارتے ہوئے کہا "بھائی آپ ابھی چپ کریں پہلے امی سے بات کرنے دیں بعد میں آپ سے بھی رائے لی جائے گی۔"

حمیدہ نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "بہت اچھی بچی ہے۔۔۔ تمیز دار ہے اور اتنے بڑے گھر کی بیٹی ہے مگر بلکل بھی گھمنڈی نہیں۔"

نور مسکرا پڑی اور حمیدہ سے دوبارہ اگلا سوال کیا۔"امی مناہل ابان بھائی کے لئے کیسی رہے گی؟"

اس سے پہلے کہ حمیدہ کچھ کہتی ابان ایک دم کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کچھ نہیں۔"

ابان ناراض ہو کر کمرے میں جانے لگا تو نور بولی "بھائی اس طرح ناراض مت ہوں۔مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔"

حمیدہ نے ابان سے کہا کہ "رکے نور کی بات مکمل ہونے تک"

آبان بنا کچھ بولے واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔نور ابان سے مخاطب ہوئی "بھائی آپ کو کوئی اور پسند ہے تو بھی آپ کی زندگی ہے آپ کی مرضی"

آبان نور کی طرف دیکھ کر بولا "نور یہ تم کن چکروں میں پڑ گئی ہو۔مجھے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔پیسے کمانے ہیں۔گاڑی لینی ہے۔گھر کو ٹھیک کروانا ہے۔تمہاری شادی کے لئے کچھ پیسے جوڑنے ہیں۔"

نور حمیدہ سے مخاطب ہوئی "امی بھائی جو بھی کہہ رہے ہیں ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر

امی میری پڑھائی ختم ہونے میں دو سال باقی ہیں۔میری پڑھائی میرا خواب ہے مگر مناہل کا خواب ابان بھائی ہیں"

ابان ایک دم بولا"وٹ دا ہیل اس دس۔۔۔میں کیسے اس کا خواب ہو گیا جسے میں نے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا کہ میری چھوٹی بہن کی دوست ہے۔ہماری گھر آئی ہے تو عزت ہے اس گھر کی۔"

حمیدہ نے آبان سے کہا"کیا ہوا ہے تمہیں اتنا غصہ پہلے تو کبھی نہیں آیا۔کیا ہم آرام سے اس موضوع پر بات نہیں کر سکتے۔"

نور آبان سے مخاطب ہوئی"آپ کو یاد ہے میرے رزلٹ والے دن ایک لڑکی ملی تھی آپ سے۔۔۔جس نے آپ سے بات کی تھی۔۔پوچھا تھا پڑھتے ہیں کیا یہاں اور پھر دوستی آفر کی تھی۔"

www.novelsclubb.com

آبان ذہن پر زور ڈالتے ہوئے بولا"ہاں بلکل ایسا ہی ہوا تھا مگر یہ سب تمہیں کس نے بتایا۔اسی نے جس نے اس دن آپ کو دوستی آفر کی تھی۔بھائی وہ مناہل ہی تھی۔ایک نظر دیکھ کر دل ہار گئی تھی۔یہ بات اس کے بچپن کے دونوں دوست

جانتے ہیں۔اس کے بھائی بھابی جانتے ہیں۔اسے تو پتا بھی نہیں تھا کہ آپ میرے بھائی ہیں۔وہ تو بس اللہ سے آپ کو اس دن سے مانگ رہی ہے اور اسے آپ تک پہنچانے کے لئے اتنی بڑی دو سو کی کلاس میں اللہ تعالی نے اس کی مجھ سے دوستی کروائی۔بھائی ڈھائی سال ہو گئے ہیں ہماری دوستی کو۔آپ کو اپنی بہن کی دوستی پر اعتراض نہیں تو یقین کریں وہ ہمسفر بھی بہت اچھی بنے گی۔۔۔"

ساری بات پوری توجہ سے سننے کے بعد حمیدہ نے ابان سے پوچھا بیٹا "کیا تم کسی اور کو پسند کرتے ہو اگر ایسا ہے تو ہم اسے اہمیت دیں گے۔"

آبان نے نفی میں سر ہلا دیا اور کہا "امی میں تو پہلے ہی آپ کو کہہ چکا ہوں میری ہمسفر آپ چنیں گی۔"حمیدہ نے کہا "اگر تمہیں یہ عجیب لگ رہا ہے کہ اسے تم پسند آئے تو بیٹا یہ کوئی بری بات نہیں۔تم اس لڑکی کے دل میں موجود اپنے لئے اس پاکیزہ جذبے کو دیکھو کہ وہ ہمارے گھر رہی پورا دن رات مگر اس نے تمہارے سامنے آنے یا تم سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔"

حمیدہ نے پھر نور سے کہا کہ "میری جان مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر کیا ممکن ہے

کل تم کالج سے واپسی پر اسے ویسے ہی مجھ سے ملوانے لے آو۔کچھ خدشات ہیں جو دور کرنا چاہتی ہوں۔"

نور بہت زیادہ خوش ہو گئ۔حمیدہ کے گلے لگ کر زور سے گال چوم کر بولی آئی "لو یو امی"

پھر ابان کی طرف دیکھ کر بولی "ویسے بھائی بہت لکی ہیں آپ اتنی اچھی لڑکی مل رہی ہے۔"

ابان اسے دیکھتا رہ گیا۔اس کی چھوٹی سی جیوتی جو اس کی گود کو اپنی پناہ گاہ سمجھتی تھی آج اتنی بڑی ہو گی کہ اس کے رشتے کی بات کرے۔

نور اٹھی اور کھانا گرم کرنے چلی گئ۔ابان اور حمیدہ وہیں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ نور گرما گرم دال چاول لے کر آ گئے۔سب نے کھانا کھایا۔ابان اور نور نے ہمیشہ کی طرح مل کر کچن سمیٹ کر چائے بنائی۔چائے پیتے ہوئے نور تابش کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ امی بلکل ٹھیک کہہ رہی تھیں کہ "کتاب کو اس کے

www.novelsclubb.com

کور سے مت جانچو۔۔۔پہلے پڑھو کہ اس میں لکھا کیا ہے۔ ممکن ہے اندر باہر سے بلکل مختلف ہو"

پھر اسے حمیدہ کی ہی کہی ایک اور بات یاد آئی "نور تربوز باہر سے کتنا سخت ہوتا ہے مگر اندر سے دیکھو میٹھے رس سے بھرا ہوا بہت سوفٹ۔۔۔ناریل دیکھا ہے کبھی باہر سے پتھر کی طرح اور اندر سے روئی کی طرح نرم"

نور سوچ رہی تھی تابش علی بھی ویسا ہی ہے۔اس نے خود کے گرد خول لگا رکھا ہے

۔۔۔

---

www.novelsclubb.com

تجلی نار تھی یا نور، تم سمجھے نہ ہم سمجھے
جلا کیونکر یہ کوہ طور، تم سمجھے نہ ہم سمجھے

وہ شہ رگ سے بھی ہے نزدیک، یہ قرآن کہتا ہے
ہے شہ رگ ہم سے کتنی دور، تم سمجھے نہ ہم سمجھے

تابش علی واقع ہی آج گھر گیا تھا اسے رونے کے لئے ارتضی علی کا کندھا چاہیے تھا۔ وہ ارتضی علی سے کیوں ناراض رہتا ہے وہ بھی نہیں جانتا تھا۔ اسے شاید ارتضی کی بے بسی پر غصہ آتا تھا یا پھر آج تک ایک بے وفا عورت سے محبت کرنے پر۔ یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتا تھا مگر آج اس کا دل تھا کہ ارتضی سے بہت ساری باتیں کریں مگر وہ ایک مضبوط مرد تھا اور وہ خود کو باپ کے سامنے بھی کمزور نہیں دکھانا چاہتا تھا۔ تابش اپنے گھر آنے کی بجائے اس گھر گیا جہاں کبھی ارتضی علی اپنے والدین اور دانیہ کے ساتھ رہتا تھا۔ دانیہ کے جانے کے بعد ارتضی علی نے فہد علی کو منا لیا تھا اور انھوں نے وہ گھر چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ کرائے پر رہے اور پھر ارتضی علی کی دن رات کی محنت رنگ لائی یہ محل نما گھر بنایا جس میں وہ لوگ اب رہتے تھے۔

ارتضیٰ کبھی کبھی اس پرانے گھر میں آتا وہاں ملازم رکھے تھے ان سے صفائی کراتا کچھ وقت وہاں گزارتا اور چلا جاتا۔تابش علی کبھی نہیں آیا تھا وہ آج پہلی بار آیا تھا ملازم اسے پہچانتے تھے کیونکہ زیان کے ساتھ آتا تو تھا مگر باہر گاڑی میں بیٹھا رہتا تھا۔

تابش علی نے ملازم سے کہہ کر دروازہ کھلوایا اور آج وہ دانیہ سے ملنے آیا تھا۔جب سے ہوش سنبھالا تھا پہلی بار وہ دانیہ سے ملنے آیا تھا۔تابش نے ارتضیٰ اور دانیہ کا کمرا کھلوایا۔

ارتضیٰ نے اس کمرے کو آج بھی ایسے ہی رکھا ہوا تھا جیسے دانیہ کچھ دیر پہلے وہاں موجود ہو۔تابش کے اندر ٹوٹ پھوٹ ہونے لگی۔اسے لگا جیسے اس کا دل پھٹ جائے گا وہ مر جائے گا۔وہ دانیہ کی تصاویر کو دیکھ کر سوال کرنے لگا" کیسے کوئی ماں اپنے چار ماہ کے بچے کو چھوڑ جاتی ہے۔۔۔ بابا کو چھوڑ کر جانا تھا تو زیان کو اور مجھے تو ساتھ لیتی جاتیں مگر آپ ہمیں ساتھ لے جاتیں تو بابا۔ بابا مر جاتے۔۔۔ میرے بابا بہت اچھے ہیں۔"

وہ دانیہ کی تصاویر کو بتا رہا تھا۔" آپ نے ان کی قدر نہیں کی۔۔۔ آپ دولت کے

پیچھے چلیں گئیں۔۔۔آپ نے میرے بابا کی قدر نہیں۔۔۔میرے بابا ہیرا ہیں ہیرا۔۔۔آئی ہیٹ یو ماما۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔بلکہ آپ تو ماں کہلوانے کے قابل بھی نہیں۔"

ارتضی بھی پہنچ چکا تھا مگر وہ تابش کے پاس نہیں آیا وہ چاہتا تھا کہ تابش آج اپنے دل کا غبار نکال لے۔تابش علی نے فون پکڑا اور لاشعوری طور پر نور کو کال کر دی۔ نور جو عشاء کی نماز پڑھ کر کمرے میں ہر طرف سامان بکھیرے پروجیکٹ مکمل کر رہی تھی تابش کا نمبر دیکھ کر حیران ہو گئی۔نور نے تو تابش کا نمبر تب سیو کیا تھا جب مناہل کے فون میں بیلنس نہیں تھا اور اس نے نور کے نمبر سے کال کی تھی۔اس بات کو سال ہونے والا تھا۔نمبر دیکھ کر نور سوچنے لگی کیا واقعی علی کے اندر بھی وہی سب ہو رہا ہے جو میرے اندر ہو رہا ہے۔نور نے فون اٹھایا اور بولی "اسلام و علیکم" نور کی آواز کو سن کر تابش کی سمجھ میں نہیں آیا کچھ بھی کہ "کیا کہے اس نے کال کیوں کی اور نمبر کہاں سے لیا"

تابش علی ابھی اسی سوچ میں گم تھا کہ نور نے پوچھا "علی آپ ٹھیک ہیں نا؟"

تابش کے اندر سے آواز آئی "تابش تو کبھی اپنوں کے سامنے کمزور نہیں پڑا تھا تو پھر نور کے سامنے کیسے کمزور پڑ سکتا ہے۔"

اس کی بات کے جواب میں تابش نے صرف "ہوں" ہی کہا کہ نور سمجھ نہ سکے کہ وہ رویا ہے۔۔۔

نور بہت خوش تھی کیونکہ پروجیکٹ مکمل کرتے ہوئے بھی لاشعوری طور پر تابش کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔۔۔

تابش کو خاموش دیکھ کر بولی "علی آپ نے بڑے اچھے وقت کال کی میں نے ایک غزل لکھی ہے سوچ رہی تھی کسے سناوں بھائی اور امی دونوں سو گئے ہیں۔۔۔"

تابش اب کچھ نارمل فیل کر رہا تھا بولا "تو آپ کیوں جاگ رہی ہیں مس نور اس وقت تک۔۔۔"

نور کو تو بہانہ چاہیے تھا بات کرنے کا۔۔۔ یہ بہانہ اور موقع اللہ تعالی نے اسے عطا کر دیا تھا بولی "دراصل میں نمائش میں رکھے جانے والے پروجیکٹ پر کام کر رہی

www.novelsclubb.com

ہوں اور پھر غزل دماغ میں چلنے لگی لکھ کر سوچ رہی تھی کیسے سناوں کہ آپ کی کال آ گئی۔۔۔"

تابش علی نے سگریٹ سلگایا اور بولا جی سنائیں۔۔بس تابش کا اتنا کہنا کہ نور شروع ہو گئی۔۔۔

عجیب بے چینی تھی کل رات میں ایک شخص سے کتراتا رہا
جس شخص کو میں بھول چکا تھا، وہ شخص یاد آتا رہا
پہلے میں نے یقین دلایا خود کو کہ میں رات کاٹ سکتا ہوں
اس بات کو تبصرے میں رکھ کر تلوار بناتا رہا
ذہن میں اک خیال تھا ممکن ہے جو پورا نہ ہو
میں اک کاغذ کی کشتی پہ اپنا خواب سجاتا رہا
درد سے تڑپ رہا تھا رات اداس تھی، وہ یاد بھی آ رہا تھا
میں اپنے وجود کو ہی اپنا حال سناتا رہا
سنا تھا شام ہوتے ہی پرندے گھر کو لوٹ جاتے ہیں

www.novelsclubb.com

نہ جانے کیا دکھ تھا اک پرندے کو، جو سر پر منڈلاتا رہا
اس گیت سے میرا کیا تعلق ہے، جو زبان پر طاری رہا
اے عشق مجھے برباد نہ کر میں گاتا رہا (نامعلوم)

نور خاموش ہوئی تو تابش نے کہا "مس نور آپ بہت اچھا لکھتی ہیں۔"

نور نے شکریہ ادا کیا اور بولی "اچھا بتائیں آپ نے کیوں کال کی تھی۔۔۔"

تابش بولا "دراصل میں اپنے ایک دوست کو کال کر رہا تھا نوید کو تو بس غلطی سے اس کی جگہ آپ کا نمبر مل گیا پھر میں نے کال کاٹنا مناسب نہیں سمجھا"

نور دل میں مسکراتے ہوئے بولی "کبھی کبھی انسان کچھ غلطیاں بہت خوبصورت کرتا ہے۔"

تابش بات سمجھتے ہوئے بھی انجان بن کر بولا "کیا مطلب مس نور میں سمجھا نہیں"

نور بولی "علی میں جانتی ہوں آپ سمجھ کر بھی ناسمجھ بنے ہوئے ہیں"

تابش اس کی بات سمجھ چکا تھا مگر پھر سے وہی سوال کیا "کیا مطلب؟"

نور مسکراتے ہوئے بولی "کچھ خاص مطلب نہیں۔۔۔بس اللہ تعالی نے ایک

خوبصورت غلطی بہت اچھے وقت پر آپ سے کروا دی۔"

اور تابش کو لگا کہ اسے کال کاٹ دینی چاہیے۔تابش نے نور سے کہا"سوری فور ڈسٹربنس۔۔۔ چلیں آپ اپنا پروجیکٹ مکمل کریں۔۔۔میں بھی اپنے دوست کو کال کر لوں"

نور مسکراتے ہوئے بولی"جی بلکل اپنا بہت خیال رکھیئے گا۔۔۔اللہ حافظ"

کال بند کر کے نور کام کرنے کی بجائے لیٹ گئی اور سوچنے لگی"کیا تعلق ہے میرے اور علی کے درمیان۔۔۔میرا کیوں دل چاہتا ہے وہ سب کچھ بن کہے سمجھ لے جو میں اس کے لئے سوچتی ہوں۔"

پھر خود سے سوال کرنے لگی"میں کیا سوچتی ہوں۔۔۔کیوں سوچتی ہوں؟"

اس سوال کے آتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔عجیب بے چینی تھی اس کے اندر۔۔۔اٹھی وضو کیا اور نفل پڑھنے کھڑی ہو گئی۔رو رو کر دعائیں کرنے لگی"اللہ تعالی میری رہنمائی کر میری مدد کر۔۔۔میں کس الجھن میں ہوں۔۔۔کیوں بار بار میرا ذہن علی کی طرف جاتا ہے۔"

نفل پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو سب سے پہلے بے اختیار اس کے دل سے دعا نکلی "اللہ تعالیٰ علی کے دکھ ختم کر دے اسے سکون اور بہت سی خوشیاں عطا کر" کتنی ہی دیر وہ علی کا نام لے کر دعائیں کرنے لگی۔ پھر اسے محسوس ہوا کہ نیند سے اس کی آنکھیں بوجھل ہو رہی ہیں تو اٹھی جاء نماز طے کر کے رکھا اور سونے لیٹ گئی

عشق کی حد نہیں ہوتی

بہت بے حد سا تعلق ہے

www.novelsclubb.com

اگلے دن کالج میں نور نے مناہل سے کہا کہ اگر اس کے پاس وقت ہو تو اسے گھر ڈراپ کر دے۔ مناہل کے تو جیسے دل کی دعا قبول ہو گئی۔ نور اور مناہل کالج ختم ہونے کے بعد نور کے گھر پہنچ گئیں۔ نور نے راستے میں ہی کہہ دیا کہ امی سے ملے

بنا نہیں جانا۔دروازے پر آکر باہر سے چلی جاو گی تو امی ناراض ہوں گی۔ مناہل مسکرا دی۔گھر پہنچتے ہی نور تو منہ ہاتھ دھونے چلی گئ۔کپڑے بدلے فریش ہو کر کھانا گرم کرنے چلی گئ۔حمیدہ مناہل سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی۔نور نے کھانا لگایا اور کھانے کے دوران حمیدہ نے بات کچھ یوں شروع کی مناہل بیٹا نور کہہ رہی تھی "آپ ہماری فیملی کا ممبر بننا چاہتی ہو؟"

مناہل کو کچھ سمجھ نہیں آئی کہ کیا جواب دے۔وہ منہ نیچے کر کے کھانے کو دیکھنے لگی۔حمیدہ نے ہی دوبارہ بات شروع کی "بیٹا آپ ایک بہت اچھی بچی ہو اور اچھی فیملی سے ہو۔سب سے بڑھ کر ہمارے گھر کی لاڈلی بیٹی کی دوست ہو مگر بیٹا آپ ہمارے گھر کے حالات سے واقف ہو۔انشاءاللہ ایک دن ضرور آئے گا جب ابان بہت ترقی کرے گا مگر ابھی ہم جو بھی ہیں آپ کے سامنے ہیں۔۔۔ہمارا یہ چھوٹا سا گھر ہے۔۔۔گاڑی نہیں ہے ہمارے پاس ابھی۔اللہ تعالی کا کرم ہے کہ ہم بہت ساری دنیا سے بہتر ہیں مگر بیٹا آپ کو آسائشوں کی عادت ہے ایسا نہ ہو کہ دولت کے آگے محبت ہار جائے۔اتنا تو مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا عزت اور محبت دینے میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بے ایمانی نہیں کرے گا مگر زندگی میں زیادہ کی عادت ہو اور کم ملے تو رشتے کمزور پڑنے لگتے ہیں۔"

مناہل خاموشی سے سنتی رہی۔ حمیدہ کچھ دیر رکی پھر بولی "بیٹا ممکن ہے آپ کے بھائی بھابی جہیز کے نام پر بہت سی جائیداد گھر گاڑی اور بہت کچھ آپ کے نام کر دیں مگر یہ سب ہمیں قبول نہیں ہو گا۔ یہ سب چیزیں لے کر آنے کے بعد آپ کی عزت اور محبت ابان کے دل میں زیادہ ہونے کی بجائے بلکل ختم ہو جائے گی کیونکہ اس کی عزت نفس کو ٹھیس لگے گی کہ میں اپنی بیوی کے خرچے خود نہیں اٹھا سکتا۔"

حمیدہ بات کر رہی تھی کہ موٹر سائیکل دروازے کے آگے رکی اور بیل بجی۔ نور خوشی سے چہکتی ہوئی اٹھی "بھائی آگئے" اور مناہل کا جیسے دل منہ کو آگیا۔

ابان اندر آیا۔ سامنے صحن میں تخت پر حمیدہ بیٹھی تھی جب کہ حمیدہ کے سامنے میز رکھی تھی اور اس پر کھانا پڑا تھا۔ ابان نے ہیلمٹ اتار کر سلام کیا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ نور نے آواز دی بھائی "کھانا"۔۔۔بس اتنا ہی کہنا تھا کہ ابان نے

جواب دیا نہیں "بس ایک کپ چائے دے دینا جب کھانے کے بعد اپنے لیئے بناو گی۔"

مناہل دیکھتی رہ گئی اور ابان نے نظر بھر کر بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔ آ ابان کے آنے پر حمیدہ خاموش ہو گئی تھی۔ ابان کمرے میں گیا تو حمیدہ بولی "بیٹا یہ لمحہ بھر کا ساتھ نہیں ہوتا۔ بہت لمبا سفر ہوتا ہے اس لئے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیئے۔ ہمیں آپ قبول ہو مگر اب میں آپ کے جواب کی منتظر رہوں گی۔ اچھی طرح ہر پہلو پر سوچ کر بتانا آپ کو یہ رشتہ قبول ہے۔ اگر ہر پہلو پر سوچنے کے بعد جواب نا ہو تو پریشان مت ہونا کہ شاید میں یا نور برا منائیں گے بلکہ ہمیں خوشی ہو گی کہ آپ نے جذباتیت سے نہیں عقل سے فیصلہ کیا"

مناہل کچھ کہنا چاہتی تھی مگر حمیدہ نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ جواب "ابھی نہیں دینا ۔۔۔ گھر جا کر اچھی طرح سوچو۔۔۔ اپنے بھائی بھابی سے بات کرو اور کل نور کو ہی بتا دینا۔۔۔ اگر ہر بات سننے اور سمجھنے کے بعد بھی آپ کا جواب ہاں ہوا تو اتوار کو میں باقاعدہ رشتہ لینے آجاوں گی۔"

کھانے کے بعد نور چائے بنانے لگی تو مناہل نے منع کر دیا کہ دیر ہو گئی ہے اسے گھر جانا ہے۔کل ملاقات ہو گی کالج میں اور پھر حمیدہ سے بھی بہت اچھے سے گلے مل کر "اللہ حافظ" کر کے چلی گئی۔

مناہل نے گھر آ کر بھائی بھابی سے بات کی تو انھوں نے اسے سمجھایا کہ حمیدہ جو بھی کہہ رہی ہے غلط نہیں مگر زندگی اس کی ہے۔اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے اور پھر آخری سانس تک اس فیصلے پر قائم رہے۔وہ دونوں اس کے ہر فیصلے میں اس کے ساتھ ہیں۔۔۔

مناہل نماز پابندی سے پڑھنے کی عادی نہیں تھی مگر آج کی رات اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔وضو کر کے نفل پڑھنے کھڑی ہوئی اور دل میں دعا کی کہ "اللہ تعالی میری مدد کر فیصلہ کرنے میں۔۔۔مجھ سے وہ فیصلہ کروانا جو میرے اور سب کے حق میں بہترین ہو" نفل پڑھ کر بہت دیر دعا مانگتی رہی اور پھر سونے لیٹ گئی۔۔۔

www.novelsclubb.com

زمانوں بعد مناہل کی آواز فجر کی اذان سے کھلی۔مناہل اٹھی وضو کیا اور نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھی جب اسے احساس ہوا کہ "جس کے پانے کی تمنا اسے نماز کی

طرف لے جائے اس کا ساتھ کتنا پرسکون ہوگا اور یہ سوچ کر اس کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہو گیا۔"

کالج جاتے ہوئے اس نے بھائی بھابی سے بات کی کہ "اسے لگتا ہے کہ ابان کا ساتھ ہی اس کے لئے بہترین ہے۔"

قدوس ملک نے اپنی بیوی جیا کی طرف دیکھا اور بولے کہ "وہ اتوار کو لنچ پر نور کی فیملی کو انوائٹیڈ کرلے۔"

مناہل خوش ہو گئی۔ قدوس آفس کے لئے نکل گیا اور مناہل کالج کے لئے۔۔۔

کالج پہنچ کر اسے نور کا انتظار شروع ہو گیا مگر نور آج کچھ لیٹ آئی۔۔۔ جیسے ہی نور گیٹ سے اندر داخل ہوئی مناہل اس کے گلے لگ گئی اور نور چہک کر بولی "بھابی صاحبہ اب نند سے بنا کر رکھنی پڑے گی" اور دونوں قہقہہ لگاتی ہوئی آگے بڑھ گئیں۔

سب کو ہی اتوار کا انتظار تھا۔ حمیدہ نے رخشندہ اور فرخندہ سے بھی بات کرلی اور کہا کہ فی الحال بات طے کرنے جا رہی ہوں۔ اگلی اتوار کو باقاعدہ رسم کریں گے تو آ

جانا۔ حمیدہ نور کے ساتھ آئی ابان نے ٹیکسی کروا کر دی ماں بہن کو، واپسی تک ٹیکسی والے کو وہاں رکنا تھا۔ حمیدہ پھل، میٹھائی اور پھول لے کر آئی۔ قدوس ملک اور جیا ملک نے بہت اچھے سے استقبال کیا سعد بھی پہنچ گیا۔ مناہل نے پہلی بار شلوار قمیض پہنی اور سعد اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ نور کو مناہل بہت اچھی لگ رہی تھی بار بار اس کی نظر اتار رہی تھی۔

حمیدہ نے قدوس ملک سے صاف صاف ہر بات کی اور کہا کہ انھیں جہیز کے نام پر پیسہ یا سامان نہیں چاہیے۔ مناہل اپنے کمرے کے لئے ہر چیز اپنی پسند کی جگہ سے بنوا لے مگر اس کی ادائیگی وہ لوگ کریں گے۔ مناہل حمیدہ سے ملنے آئی تو حمیدہ نے چمچماتے سونے کے دو کنگن جو ڈیزائن میں کافی سال پرانے لگ رہے تھے اور کافی بھاری تھے اپنے بیگ سے نکال کر اس کے ہاتھوں میں پہناتے ہوئے بولیں "بیٹا یہ صرف تمہاری منہ دکھائی ہے کہ رشتہ طے ایسے نہیں کر کے جاؤں گی۔ یہ ہمارے خاندانی کنگن ہیں تو سوچا خالی ہاتھ جانے کی بجائے یہ لیتی جاؤں۔ اگلی اتوار کو باقاعدہ

رسم کرلیں گے۔"

حمیدہ مناہل کو کنگن پہنا رہی تھی جب تابش پہنچا۔۔

تابش سلام کرنے کے بعد بولا "لگتا ہے میں لیٹ ہو گیا۔"سعد اپنی ہنسی روکتے ہوئے بولا "یار لیٹ چھوڑ چیک کر مناہل شلوار قمیض میں کیسی لگ رہی ہے "اور دوبارہ ہنسنے لگا۔

حمیدہ نے بات سن لی مگر بولی کچھ نہیں۔۔۔سب کو مبارک باد دینے کے بعد تابش نے نور کی طرف دیکھا جو براؤن رنگ کے اباۓ میں ہمیشہ کی طرح اجلی اجلی لگ رہی تھی۔ مناہل اٹھ کر جانے لگی تو حمیدہ نے کہا" مناہل بیٹا آپ کو اپنی مرضی کے کپڑے پہننے کی اجازت ہے۔۔۔ہمارے گھر میں نہ میں نے کبھی ابایہ پہنا ہے اور نہ میری دوسری دونوں بیٹیوں نے۔شادی سے پہلے کالج جاتے وہ چادر ضرور لے کر جاتی تھیں مگر شادی کے بعد وہ دونوں ہی اپنے سوٹ کے ساتھ کے دوپٹے یا چادر لیتی ہیں۔بیٹا کپڑے بس ایسے ہونے چاہیں کہ آپ کو بد نمانہ بنائیں باقی آپ جیسی

ہو ہم ویسی ہی کو قبول کر رہے ہیں۔۔۔ مجبوری میں خود کو بدلا جائے تو انسان کو رشتے بوجھ لگنے لگتے ہیں اور بوجھ سامان کا ہو یا رشتے کا اتار کر ہی سکون ملتا ہے۔"

اگلے اتوار کو باقاعدہ منگنی کی رسم طے ہونے کی بات ہوئی۔ جاتے ہوئے حمیدہ نے سعد اور تابش کے سر پر پیار دیا اور بولی بیٹا" کبھی آپ دونوں بھی چکر لگانا" تابش علی کو حمیدہ کی شخصیت میں ایک عجیب قسم کی ممتا نظر آتی تھی۔

قدوس نے حمیدہ سے کہا کہ ڈرائیور چھوڑ آئے گا تو حمیدہ نے بتایا کہ ابان نے ٹیکسی واپسی تک رکوائی ہے۔ ہم اسی پر جائیں گے تو قدوس کو اس بات پر افسوس ہوا کہ اسے پہلے پتا نہیں تھا ورنہ اسی وقت ٹیکسی واپس کروا دیتا۔ سعد تو حمیدہ اور نور سے مل کر مناہل کے پاس چلا گیا جبکہ تابش باہر آیا اور ٹیکسی والے کو پیسے دے کر بھیج دیا۔ حمیدہ منع کرتی رہی مگر وہ تابش علی تھا جو ٹھان لے کر گزرنے والا بولا "اب تو دہرا رشتہ ہے آپ مناہل کی بھی ساس ہیں اور میری۔۔۔"

عجب مزا ہے نماز عشق کا یارو ۔۔۔۔
ادا کر کے بھی روئے، قضا کر کے بھی روئے !!

حمیدہ ایک سمجھدار عورت تھی۔ وہ چہرے اور ادھورے جملے پڑھنا جانتی تھی مسکراتے ہوئے بولی "بیٹا آپ اتنا انسسٹ کر رہے ہو تو آپ کے ساتھ ہی چلے جاتے ہیں۔"

تابش علی آگے آگے چلتا ہوا پورچ میں کھڑی بہت ساری گاڑیوں میں سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر حمیدہ کو بیٹھنے کے لئے کہا۔

نور تابش کی طرف دیکھنے لگی مگر وہ حمیدہ کو بیٹھانے میں مصروف تھا۔ نور خود ہی پیچھے کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ حمیدہ کے بیٹھنے کے بعد تابش ڈرائیونگ سیٹ پر آیا

www.novelsclubb.com

اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ چند سیکنڈ بعد گاڑی قدوس ملک کے گھر سے باہر حمیدہ کے گھر کی طرف کے راستے پر چل رہی تھی۔

تابش نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے ساتھ میں بہت ہی ہلکی آواز میں میوزک آن کیا اور سی ڈی پر وارث شاہ کا کلام لگا ہوا تھا۔۔

بڑا عشق عشق توں کرناں اے
کدی عشق دا گنجل۔۔۔ کھول تے سعی
تینوں مٹی وچ نہ رول دیوے
دو پیار دے بول۔۔۔ بول تے سعی
سکھ گھٹ تے درد ہزار ملن
کدی عشق نوں۔۔۔ تکڑی تول تے سعی
تیری ہسدی اکھ وی پچھ جاوے
کدی سانوں اندروں۔۔۔ پھول تے سعی

گاڑی میں مسلسل خاموشی تھی۔ہر کوئی کسی گہری سوچ میں تھا۔حمیدہ تو ہمیشہ سے صوفیانہ کلام پڑھنے اور سننے کی شوقین تھی۔تابش کے انداز اور رویے سے اسے اندازہ ہوا کہ یہ لڑکا اپنی عمر سے بہت گہرا ہے، سنجیدہ اور سمجھدار ہے۔"

تابش سوچ رہا تھا کہ "کاش اس کے پاس بھی نور کی والدہ جیسی محبت کرنے والی ماں ہوتی تو اس کے اندر یہ خالی پن نہ ہوتا۔۔دوسرے ہی لمحے نور اس کی سوچ کا محور بن گئی"

نور سوچ رہی تھی "تابش سے کیا رشتہ ہے اس کا۔یہ دوست ہے، محبت ہے یا مجھے اس سے عشق ہو گیا ہے"

بہت الجھی ہوئی نظر سے بے اختیاری میں اس نے سامنے لگے بیک میرر میں دیکھا تو تابش اسی کے چہرے پر نظریں جمائے دیکھ رہا تھا۔

نور نے ایک دم سے کھڑکی کی طرف دیکھا اور پھر باہر دیکھنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

ادھر کلام ختم ہوا اور ادھر گاڑی گھر کے گیٹ پر رک گئ۔

حمیدہ نے تابش کو اندر آنے کے لئے کہا مگر اس نے منع کر دیا کہ اسے ہاسپٹل پہنچنا ہے۔ حمیدہ اتر گئ نور کو کہتی ہوئی کہ اپنے دوست کو "اللہ حافظ کہہ کر آجاو بیٹا۔"

نور نے باہر نکلنے کے لئے دروازہ کھولا تو تابش نے نور سے کہا "مس نور دوستی اور محبت میں فرق کرنا سیکھ لیں۔۔۔اس کے بعد محبت اور عشق کے فرق کو جاننے میں آسانی ہو جائے گی۔"

نور بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر جواب میں بس اتنا ہی کہا "کیا اب تک آپ فرق کر پائیں ہیں۔ کیا آپ جان چکے ہیں کیا تعلق ہے آپ کا مجھ سے۔ دوستی، محبت، عشق یا جنون"

www.novelsclubb.com

تابش کچھ بھی کہتا اس سے پہلے نور گیٹ کی طرف بڑھ گئ۔ پھر رکی اور مڑ کر دیکھ کر بولی نصیحت کرنا بہت آسان ہے مسٹر علی مگر فرق جان لینے کے بعد بھی اظہار کرنا بہت مشکل۔"

اس کے بعد وہ آگے بڑھ گئی اور تابش اس کی سوچوں میں گم اپنے ہوسٹل پہنچ گیا۔

ویسے ہی تمہیں وہم ہے، افلاک نشین ہیں۔۔۔
تم لوگ بڑے لوگ ہو، ہم خاک نشین ہیں۔۔!!

نور دن بدن الجھتی جا رہی تھی اور اس کی الجھن کا کوئی بھی حل، کوئی بھی جواب اسے نہیں مل رہا تھا۔ اسے تابش کی ذات کو کھوجنا اچھا لگتا تھا۔ ہفتہ منگنی کی تیاریوں میں گزر گیا۔ حمیدہ نے نور سے کہا کہ "وہ مناہل کو کالج سے ہی ساتھ لے جائے اور اسے منگنی میں پہننے والی انگوٹھی اور ڈریس لے دے۔" مناہل بہت سمجھدار لڑکی تھی اس نے وائیٹ گولڈ میں بنی ایک نفیس سی انگوٹھی پسند کی جس کی قیمت بھی بہت مناسب تھی۔ اس میں اصلی ہیرے کی جگہ امریکن ڈائمنڈ لگا ہوا تھا۔ منگنی پر پہننے کے لئے وائٹ گاون لیا۔ منگنی کی رسم قدوس نے اپنے گھر پر ہی رکھی۔ منگنی پر

حمیدہ کی طرف سے صرف اس کی بیٹیاں اور ان کا سسرال تھا جبکہ قدوس ملک نے رشتے داروں کے علاوہ خاص خاص دوست بھی بلائے تھے۔

حمیدہ منگنی کی رسم کے لئے مقررہ وقت پر پہنچ گئی اور یہ رسم بہت خوش اسلوبی سے طے پائی۔ مناہل بلکل کوئی راجکماری لگ رہی تھی اور حمیدہ کے ساتھ ساتھ سب ہی خوش تھے مگر آج تو ابان بھی کسی راج کمار سے کم نہیں لگ رہا تھا نارملی وہ ٹو پیس سوٹ نہیں پہنتا تھا مگر آج تو اس کی زندگی کا بہت خاص دن تھا تو اس دن کے لئے اس نے خاص کر خریدا کیونکہ مناہل کا گاؤن وائٹ تھا تو نور نے اسے بلیک سوٹ لینے کا مشورہ دیا کہ بلیک اور وائٹ کا کومبینیشن بہت اچھا لگتا ہے۔"
ویسے بھی اس کا کہنا تھا کہ "اس کا بھائی اتنا گورا ہے کہ کالا رنگ اسے پر بہت سجے گا۔"

www.novelsclubb.com

مناہل کو پورے خلوص اور سچے جذبوں سے حمیدہ کی فیملی کے ہر فرد نے قبول کیا۔
سعد کے والدین اور تابش کے والد بھی مدعو تھے۔ تابش حسب عادت کالے ٹو پیس میں تھا اور آج بھی بنا ٹائی کے ہی آیا تھا جبکہ سعد نے براون رنگ کا سوٹ پہن

WWW.NOVELSCLUBB.COM

رکھا تھا۔نور نے آج اباىہ نما گرے گاون پہن رکھا تھااور گرے حجاب پہن رکھا تھا۔نور آج نارمل دنوں سے بہت مختلف لگ رہی تھی۔عام طور پر نور منہ دھو کر صرف سن سکرین لگا کر کالج آتی تھی اور آج وہ ہلکے پھلکے میک اپ میں تھی۔

قدوس نے اپنے بڑے سے لان میں شاہانہ انداز کے خیمے لگوائے تھے اور جو جگمگ جگمگ کر رہے تھے۔تابش جیسے ہی گاڑی سے اترا اس کے دل میں تمنا جاگی کہ "یا اللہ اندر داخل ہوتے ہی پہلی نظر نور پر پڑے۔"

تابش اندر آیا تو اسٹیج پر بیٹھی مناہل نظر آئی جو سفید گاون میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی اور واقع وہ ابان کے ساتھ بہت خوش اور مکمل لگ رہی تھی۔مناہل کے پاس بیٹھی نور بھی بہت مختلف اور پرکشش لگ رہی تھی۔نور پر نظر پڑتے ہی اس کے دل کی دھڑکن بے قابو ہو گئی اور سوچنے لگا "نور واقعی نور سے بنی ہے۔ورنہ کسی لڑکی میں اتنی طاقت کہاں تھی کہ اس کی روح میں اتر جاتی۔"

نور اسے آج ایک پری یا حور لگ رہی تھی۔اپنے جذبات کو سنبھالتے ہوئے وہ آگے اسٹیج کی طرف بڑھا۔تابش مناہل اور ابان کے علاوہ نور کے لئے بھی گفٹ لا یا تھا۔

تابش نے جب گفٹ کا بیگ نور کی طرف بڑھایا تو نور مسکراتے ہوئے بولی کہ "آج تو تحائف لینے کا دن مناہل کا ہے۔"

تابش مسکراتے ہوئے بولا کہ " بلکل مناہل اور ابان کے ساتھ ساتھ آپ کا بھی حق بنتا ہے کہ آپ نے مناہل کو اس کے خواب تک پہنچنے میں مدد کی۔"

اس سے پہلے کہ نور کچھ بھی کہتی مناہل بول پڑی "رکھ لو نور۔۔۔دوستوں سے تحفہ لینے کے لئے موقع نہیں بہانہ چاہئے ہوتا ہے۔"

نور نے وہ خوبصورت سا بیگ پکڑ کر اپنے پیرس میں ڈالتے ہوئے تابش کی طرف دیکھتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور تابش مسکرا کر مناہل سے مخاطب ہوا "مناہل تم ہمیشہ سے اتنی ہی خوبصورت تھی یا ابان کے ساتھ نے نکھار دیا ہے۔"

مناہل چڑتے ہوئے بولی "کیا مطلب تم یہ کہہ رہے ہو کہ میں خوب صورت نہیں ہوں۔"

مناہل کا انداز ایسا تھا کہنے کا کہ تابش اور سعد دونوں ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ان کے اس طرح ہنسنے پر مناہل نے ابان کی طرف دیکھا تو وہ کندھے اچکاتا ہوا ہنس دیا

اور اسٹیج پر سب ہی ہنس رہے تھے جب فوٹو گرافر نے کہا "ایک آپ دوستوں کی تصویر ہو جائے۔" تو سب کے چہرے کھل اٹھے۔

اسٹیج کے صوفے پر مناہل اور ابان جبکہ پیچھے ایک طرف تابش درمیان میں نور اور دوسری طرف سعد کھڑا ہوا۔ سعد اور تابش نے اپنے اپنے فون فوٹو گرافر کو دیئے کہ ایک ایسی ہی فوٹو ان دونوں کے فون سے بھی لے۔

مناہل نے اس سب میں محسوس کیا کہ نور کے دل ودماغ میں تابش کے لئے کوئی ایسا جذبہ جنم لے چکا ہے جسے محبت کا نام دیا جائے مگر یا تو نور خود بھی ابھی اس جذبے کو محسوس کرنے سے انجان ہے یا چھپانے میں کامیاب ہے۔ فنکشن ختم ہو گیا اور سب اپنے گھروں کو جانے لگے صرف چند خاص لوگ رہ گئے۔ تابش کو ابھی تک نور سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ حمیدہ نے رخشندہ سے کہا کہ "مناہل اسٹیچو کی طرح بیٹھ کر تھک گئی ہو گی تو اسے کمرے میں چھوڑ آئے تا کہ وہ بھی کپڑے بدل کر نارمل محسوس کرے۔"

مناہل نے نور کی طرف دیکھا اور نور نے رخشندہ سے کہا "آپی میں چھوڑ آتی

ہوں۔"

تابش اور سعد پہلے ہی گھر کے اندر جا چکے تھے کیوں کہ تابش کو چائے کی طلب تھی اور سعد بھی تھک گیا تھا۔ مناہل اور نور اندر آئیں تو سعد تو قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا اور مناہل اپنے کپڑوں کی پرواہ کئے بنا اس کی طرف دوڑی کہ اس کی پٹائی کرے۔ سعد اس سے بچنے کے لئے آگے آگے بھاگا جبکہ مناہل پیچھے تھی۔

نور وہیں سے واپس پلٹنے لگی انھیں بھی گھر جانا تھا۔

تابش نے اسے آواز دی "مس نور"

نور کے جیسے قدم زمین نے پکڑ لئے وہ آگے نہ بڑھ سکی۔

تابش نور کی طرف بڑھا اور بہت پاس آگیا۔ اتنا پاس کہ نور کی رنگت لال اور دل کی دھڑکن تیز ہو گئ۔ نور ایک قدم پیچھے ہوئی اور تابش وہیں کھڑا رہا۔

تابش نے نور کی رنگت اور حرکت دونوں ہی نوٹ کیں۔ وہیں کھڑا مسکرا پڑا اور بولا "آپ مجھ سے ڈرتی کیوں ہیں مس نور۔ میں آپ کی عزت کرتا ہوں اور جس کی عزت کی جاتی ہے اس کے ساتھ کچھ ایسا نہیں کیا جاتا کہ انسان نظر نہ ملا سکے۔"

نور کو تابش کے اس جملے کے بعد خود پر شرمندگی ہونے لگی اور بولی "نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ میں تو۔۔۔" اور چپ ہو گئ۔

تابش وہیں کھڑا رہا اور بولا "آج آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔۔۔ مس نور جو تحفہ میں نے آپ کو دیا ہے اگر آپ کو پسند آئے تو اسے پہن لیجئے گا۔۔۔ مجھے خوشی ہو گی۔"

نور (جی) کے سوا کچھ نہ کہہ سکی۔ تابش علی راستے سے ہٹ گیا تا کہ نور واپس جا سکے۔ پھر اچانک اسے کچھ یاد آیا اور نور کو آواز دی "مس نور"

نور کے اٹھتے قدم پھر رک گئے "مس نور میں فرق جان گیا ہوں اور جانتا ہوں کہ میں آپ کے لئے کیا محسوس کرتا ہوں اور میں بزدل مردوں میں سے بھی نہیں کہ اظہار نہ کر سکوں مگر میں چھپ کر اظہار کرنے کا قائل نہیں۔ اب آپ پر منحصر ہے کہ کب آپ۔۔"

نور نے آج وہ سب سن لیا تھا جو وہ سننا تو چاہتی تھی مگر سن کر اسے عجیب سا احساس ہونے لگا جیسے اس کے اندر کوئی بھی چیز اب اپنی جگہ پر نہ ہو۔ وہ اس سے آگے کچھ

بھی مزید سن نہیں سکی۔ علی کا اتنا ہی کہہ دینا اس کی سانس روک لینے کے لئے بہت تھا۔

تابش نے نور کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھے تو مسکراتے ہوئے شرارتی انداز میں بولا "ابھی کچھ دیر یہیں بیٹھ کر پانی پی لیں اور چند لمبی سانسیں لے لیں ورنہ سب باہر آپ کے چہرے کو دیکھ کر بہت کچھ جان جائیں گے اور میں تو ذہنی طور پر تیار ہوں اپنے جذبات کے اظہار کے لئے سب کے سامنے مگر شاید آپ نہ ہوں۔"

نور چاہتی تھی علی اب اور کچھ نہ کہے۔ وہ باہر جانے کی بجائے واش روم کی طرف چل دی اور وہاں جا کر اس نے دیکھا سچ میں اس کا چہرہ بہت کچھ بتا رہا تھا۔ اس نے بہت دیر منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے۔ جب اسے اپنا آپ نارمل محسوس ہوا تو باہر نکلی مگر دل میں سوچ رہی تھی اب علی ہال میں نہ ہو مگر ایسا نہیں ہوا۔

تابش وہیں موجود اس کی واپسی کا منتظر تھا۔ نور بنا تابش کو دیکھے باہر کی طرف جانے لگی تو تابش علی بولا "مس نور اب اتنی بھی بے مروتی اچھی نہیں ہوتی کہ انسان جاتے ہوئے اللہ حافظ بھی نہ کہے۔"

نور میں اس کا سامنا کرنے کی یا اس سے نظر ملانے کی سکت نہیں تھی وہ بنا اس کو دیکھے "اللہ حافظ" کہہ کر باہر نکل آئی۔

تابش وہیں کھڑا مسکراتا رہا جیسے آج وہ جیت گیا۔ جیسے آج سے نور کو کھونے کا ڈر اس کے اندر سے مٹ گیا۔ جیسے اس نے نور کو پالیا ہو۔

نور باہر آئی تو بلکل نارمل رویہ رکھا مگر اس کے دل کی دھڑکن بہت تیز تھی۔ حمیدہ نے کچھ دیر بعد اجازت مانگی۔ حمیدہ نور کی کیفیت کو بھانپ گئی تھی مگر وہ بچوں پر اعتبار کرنے کی قائل تھی اور نور کے بارے میں تو اسے یقین تھا کہ وہ اللہ کا خاص تحفہ ہے۔ وہ کبھی کچھ ایسا نہیں کر سکتی جس کے بعد اللہ اور ماں دونوں کے سامنے شرمندہ ہو۔

سارے راستے نور علی کے جملوں کو اپنے کانوں میں سنتی رہی۔ سب ہی خوش تھے۔ تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا ابان۔ سب کی جان تھی اس میں۔ گھر کی سب سے بڑی خوشی تھی یہ۔

نور نے گھر آ کر دیکھا تو وہ ایک بہت خوبصورت بلکل باریک سا پلاٹینم کا بریسلٹ تھا

جس میں ہیرے جڑے تھے۔نور نے تابش کو کال کی۔

تابش بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔اسے اندازہ تھا کہ نور جب تحفہ دیکھے گی تو کال کرے گی۔تابش نے کال اٹھائی تو نور بولی "علی آپ نے جو گفٹ دیا ہے وہ بہت خوبصورت ہے مگر سوری کہ میں رکھ نہیں سکتی۔۔۔میں اتنی قیمتی تحائف نہیں لیا کرتی۔"

تابش مسکراتے ہوئے بولا "جی بلکل مگر اس سے زیادہ قیمتی چیزیں دے دیتی ہیں۔"

نور بات کا مطلب نہیں سمجھی تو بولی "کیا قیمتی چیز آپ کو دی ہے میں نے؟"

تابش دل کی بات زبان پر نہیں لایا بلکہ بات بدل لی اور بولا "آپ کی ڈائیری۔۔۔یہ سمجھیں میں نے بدلہ اتارا ہے۔"

www.novelsclubb.com

نور کچھ بھی کہتی اس سے پہلے تابش بولا "مس نور آپ کی ڈائیری جتنا قیمتی تو میرا تحفہ نہیں مگر پھر بھی اسے پلیز قبول کر لیں۔مجھے خوشی ہو گی اگر آپ اسے پہن لیں گی۔۔۔مجھے اپنی قسمت پر اور پسند پر رشک ہو گا۔"

نور نے صرف "جی" کہہ کر "اللہ حافظ" کر کے کال بند کر دی۔۔۔

رقص الفاظ کر رہے ہیں یا میرے آنسو

مدار یار میں ہوں یا مقام عشق میں

آج سعد بہت دنوں بعد تابش علی کے ہوسٹل آیا تھا۔آیا آج بھی وہ مناہل کے کہنے پر ہی تھا۔مناہل نے سعد کو کہا کہ تابش کو سمجھائے کہ نور ایک اچھی، معصوم اور نیک لڑکی ہے تو اس کے ساتھ فلرٹ کرنے کے بارے میں سوچے بھی نہیں۔۔۔

تابش بہت پر سکون انداز میں سعد کی بات سنتا رہا ساتھ ساتھ اس نے چائے بنائی۔ چائے کا ایک کپ سعد کو تھمایا اور دوسرا خود پکڑ کر اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑا ہو گیا ہمیشہ کی طرح بلیک جینز کے اوپر بلیک شرٹ پہن رکھی تھی۔ سعد بات مکمل کر چکا تو تابش علی بولا "یو نو سعد تین چیزیں میری زندگی کا حصہ بن گئیں ہیں۔"

سعد نے سوالیہ نظروں سے تابش کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو "کونسی تین چیزیں۔۔"

تابش نے اس کی طرف دیکھا اور سگریٹ کی ڈبی سے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا

"ایک یہ سگریٹ، دوسرا چائے اور تیسرا بہترین شاعری سننا اور پڑھنا۔۔۔ یار یہ تینوں سمجھو نشہ ہیں میرا۔"

سعد نے اس طرف دیکھا اور بولا "ایک نشے کا ذکر کرنا تو تم بھول ہی گئے۔۔۔"

تابش حیرت سے سوالیہ انداز میں بولا "اچھا اور وہ کونسا نشہ ہے جس کا مجھے ہی علم نہیں"

سعد معنی خیز انداز میں بولا "علم تو ہے مگر تم اسے اگنور کر رہے ہو"

تابش جو سعد کی بات پر حیرت زدہ تھا بولا "اچھا تو تم ہی بتادو وہ کیا ہے؟"

سعد تابش علی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "دل توڑنے کا نشہ"

تابش اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا سگریٹ کی کش لگائی۔۔۔ چائے کا گھونٹ پیا

www.novelsclubb.com

اور بولا "یار وہ نشہ نہیں شوق ہے اور شوق اور عادتیں ایک وقت کے بعد بدل جاتی ہیں جبکہ نشہ تب ہی ختم ہوتا ہے جب نشئی ختم ہوتا ہے۔"

سعد ایک دم چونک سا گیا اور بولا "یار میں تیرا بچپن کا دوست ہوں بہت اچھے سے تجھے جانتا ہوں۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے، اس کا دل مت توڑنا۔ وہ برداشت نہیں کر پائے گی یہ سب۔۔۔ وہ بہت معصوم ہے۔"

تابش ہمیشہ ہی دوسرے کو بات مکمل کرنے کا موقع دیتا تھا۔ جب سعد بات ختم کر چکا تو تابش سگریٹ کی آخری کش لگانے کے بعد چائے کا آخری گھونٹ پیتے ہوئے انجان انداز میں بولا "کون اتنا معصوم ہے کہ تمہیں اس کی بات کرنے آنا پڑا" ٹیرس سے کیتلی کی طرف آتے ہوئے بڑبڑایا "چائے اور سگریٹ دونوں ختم ہو گئے مگر تمہاری بات ختم نہیں ہوئی"

کیتلی گرم کرنے رکھی اور سوالیہ نظروں سے سعد کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

سعد بولا "تم بہت اچھی طرح جانتے ہو میں نور کی بات کر رہا ہوں"

اتنے میں کیتلی گرم ہو گئی۔۔۔تابش نے پوچھا "تم اور چائے لو گے"

سعد نے بے بسی والے انداز میں گردن ہلاتے ہوئے منع کر دیا اور بات دوبارہ شروع کی "تابی یار نور واقع بہت شریف لڑکی ہے، بہت معصوم اور سادہ"

سگریٹ سلگاتے ہوئے تابش نے ایک نظر سعد پر ڈالی۔ جب سعد خاموش ہوا تو تابش سگریٹ کی کش لگاتے ہوئے بولا "جانتا ہوں میں اور کچھ"

سعد اسے غصے بھرے انداز سے دیکھتے ہوئے بولا "بہن مانتا ہوں اسے میں اور یاد رکھنا کہ اس کی زندگی برباد کی تو بچپن کی دوستی بھول جاوں گا"

تابش مسکرایا اور بولا "یار اب اتنا بھی برا نہیں میں۔۔۔میں مانتا ہوں کہ میں برا ہوں مگر اپنوں کو نقصان نہیں پہنچاتا اور اگر تم نور کو بہن مان چکے ہو تو تم سے وعدہ کرتا ہوں اسے نقصان نہیں پہنچاوں گا"

سعد نے کہا "میری بہن تیری بھی تو بہن ہوئی نا"

یہ جملہ سنتے ہی جیسے تابش کے ہاتھ میں پکڑا کپ لرزا اور ہاتھ جلنے سے بچاتے ہوئے

سگریٹ کی راکھ اس کے ہاتھ پر گر گئی مگر تابش کی عادت نہیں تھی درد دکھانے کی تو مسکراتے ہوئے بولا "یار بہن اپنی اپنی اور جب اللہ نے ہی مجھے بہن نہیں دی تو میں کیوں کسی کو بہن بناوں۔ اعتبار رکھ میں اسے نقصان نہیں پہنچاوں گا۔ میں صرف ان کے ساتھ فلرٹ کرتا ہوں جو اور بہت کے ساتھ بھی فلرٹ کر رہی ہوتی ہیں اور مس نور"

سعد اسے گھورتے ہوئے بولا "اور مس نور کیا تابش۔۔۔ بات مکمل کرو مس نور کیا ؟؟؟"

تابش نے سکون سے ٹیرس سے باہر خلاوں میں دیکھتے ہوئے کہا کہ "وہ چاہے جانے کے قابل ہے اور جو چاہے جانے کے قابل ہو اس سے عشق کیا جاتا ہے فلرٹ نہیں۔"

www.novelsclubb.com

تابش علی کی زندگی اسے تلخ بنا چکی تھی وہ چاہ کر بھی اس تلخی کو ختم نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی وہ اسے ختم کرنا چاہتا تھا۔۔۔

رشتوں کے نام پر اس کے پاس چند ہی لوگ بچے تھے اور وہ چند لوگ اسے بہت عزیز تھے۔ سعد نے تابش سے پوچھا "اچھا بتا کیا تو نور سے محبت کرتا ہے"

تابش نے سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑا اور بولا "سعد یار میں نے ایسا کب کہا کہ مجھے محبت ہو گئ ہے۔۔۔ جیسے تم دوست ہو مناہل دوست ہے ویسے ہی وہ بھی دوست ہے۔۔۔۔"

سعد نے اپنی ہر ممکن کوشش سے تابش کو سمجھا دیا کہ نور سے دور رہے مگر سعد بھی جانتا تھا کہ تابش نے ہمیشہ وہی کیا ہے جو اسے ٹھیک لگے۔۔۔ وہ کبھی کسی دوسرے کی مرضی سے کچھ نہیں کرتا۔۔۔۔

مناہل بہت خوش تھی اور دونوں طرف شادی کی تیاریاں جاری تھیں۔ منگنی کے بعد تابش سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی نور اور مناہل کی۔

تابش ہاسپٹل میں مصروف رہنے لگا اور سعد اپنی آرٹ گیلری بنانے کے پروجیکٹ میں مصروف ہو گیا۔ ساتھ ساتھ دن میں سعد اپنے والد کے آفس بھی جاتا۔ سعد کا

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دل کیا کہ وہ سب دوستوں سے ملے تو اس نے لنچ مل کر کرنے کا پلان بنایا۔ہاسپٹل پہنچا تابش کو زبردستی ایموشنل بلیک میل کر کے گاڑی میں بیٹھایا کہ "تم چلو میں آیا والا فارمولہ نہیں چلے گا"۔۔۔اور گاڑی کا رخ این-سی-اے کالج کی طرف کر دیا۔

کالج پہنچ کر سعد نے مناہل کو کال کی کہ کہاں ہے تو پتا چلا کہ مناہل اور نور تو گلبرگ میں پھر رہی ہیں۔

مناہل کی شادی کے کچھ ڈریسز کے آرڈر تیار ہوئے تھے تو وہی سائز چیک کرنے آئیں ہیں۔سعد نے مناہل سے کہا کہ وہ وہیں رکیں تابش اور سعد دونوں وہاں پہنچ رہے ہیں۔فون بند کر کے مناہل نے نور کو بتایا اور نور تو جیسے زندہ ہی اس آس پر تھی کہ کب تابش کی ایک جھلک نظر آئے گی۔

www.novelsclubb.com

مناہل اور نور سعد سے طے شدہ مقام پر پہنچ گئیں اور مناہل نے سب کی من پسند ڈشز کا آرڈر بھی دے دیا۔آرڈر تیار ہونے سے پہلے سعد اور تابش بھی پہنچ گئے۔

سلام دعا کے بعد سعد نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ "وہ نہ کہے تو کسی کا بھی ملنے کا دل

نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی پلان بناتا ہے۔"

مناہل مسکراتے ہوئے بولی "بھئی میں تو شادی کی تیاریوں کی وجہ سے مصروف ہوں"

نور کانٹے کے ساتھ میز پر خیالی نقشے بنانے میں مصروف تھی۔۔۔

سعد نے اس سے کہا اور "نور تم"

نور نے چونک کر پہلے سعد کو دیکھا اور پھر تابش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی "میں تو بہت مس کرتی ہوں سب کو مگر کوئی ملاقات نہ چاہے تو زبردستی تو نہیں ممکن نا"

یہ بات کہتے ہوئے اس نے کانٹا پلیٹ میں رکھا تو تابش کی نظر اس کی کلائی میں پہنے ہوئے بریسلٹ پر پڑی۔ تابش کے دل کو جیسے ایک سکون ملا۔ مناہل جو بھوک سے نڈھال ہو رہی تھی ایک دم تابش کی انگلی کی طرف دیکھ کر بولی "تابی تمہیں کب سے شوق ہونے لگا انگوٹھیاں پہننے کا"

تابش مسکراتے ہوئے بولا "کیوں مناہل تم منگنی کرواسکتی ہو تو اور کسی کی منگنی نہیں ہو سکتی"

تابش کی اس بات کے جواب سعد نے تابش کی طرف حیرت اور ناراضگی سے دیکھتے ہوئے کہا "یار یہ کیا بدتمیزی ہے ہم چار تو دوست ہیں اب ہم اپنی منگنی اور شادی بھی ایک دوسرے کو بنا بتائے کریں گے۔۔۔۔تابش تجھ سے یہ امید نہیں تھی۔" نور کے لب مسکرا رہے تھے اور آنکھیں تو ہیرے کی طرح چمکتے آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں۔نور کا دل ایسے تھا کہ جیسے دھڑکن بند ہو گئی ہو مگر اس نے بند ہوتے دل کو سمجھایا کہ محبت کا حصول ہر کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا مسکراتے ہوئے گیلی آنکھوں سے تابش کی طرف دیکھا اور بولی "بہت بہت مبارک ہو آپ کو علی"

www.novelsclubb.com

تابش نے نور کی طرف ایک نظر دیکھا اور بولا "کیا ہوا آپ ایک دم بہت بیمار لگنے لگی ہیں"

نور نے اپنے حلق میں پھنسی تھوک کو اندر نگلا اور آنسوؤں کو سمجھایا کہ آج عزت

رکھ لینا۔۔۔آج اس وقت مت چھلک کر میرا راز فاش کرنا۔۔۔اس سے پہلے نور کچھ کہتی مناہل بولی "اچھا ایک شرط پر تمہاری غلطی معاف ہو گی اور وہ یہ کہ تم ہم سب کو اپنی منگیتر سے ملواو "اور تابش نے حامی بھرتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے"

نور "ایکسوزمی" کہہ کر اٹھی کہ وہ واش روم جا کر آنکھیں صاف کرے۔۔۔نور اٹھ کر گئی تو تابش بولا "یار تم لوگ تو پیچھے پڑ جاتے ہو مناہل نے انگوٹھی کا پوچھا تو بس ویسے ہی کہہ دیا یا شاید جان بوجھ کر کہا۔۔۔میں دیکھنا چاہتا تھا کہ مس نور کو فرق پڑتا ہے یا نہیں"

مناہل نے سعد کی طرف دیکھا اور بولی "اس بات کا کیا مطلب ہے۔۔۔کیا تم نور کو اپنانا چاہتے ہو"

تابش نے مناہل کی طرف دیکھا اور بولا "وہ خوش نصیب ہو گا جسے نور جیسا ہمسفر ملے گا"

سعد ناراضگی والے انداز میں بولا "لفظوں میں مت الجھاو ہمیں۔۔۔صاف صاف کہو"

تابش پر سکون انداز میں بولا "یار کوئی منگنی نہیں ہوئی۔۔۔بس نور کی نظر میں خود کو جانچنے کے لئے ایک چھوٹا یا مذاق کیا"

مناہل بولی "وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔تم نے جان لیا نا نور کے دل کا حال اب کیا ارادے ہیں تمہارے۔۔۔اسے اپناو گے۔۔۔شادی کرو گے اس سے"

تابش جانے کس موڈ میں بیٹھا تھا بولا "ہاں بلکل اپناوں گا مگر ابھی نہیں دو سال تک ۔۔۔کیا نور دو سال تک میرا انتظار کر سکے گی"

مناہل نے سعد کی طرف دیکھا اور سعد بولا "وہ تو صدیوں تک تمہارا انتظار کر لے لی مگر یہ یقین ہم دونوں کو کیوں نہیں ہو رہا کہ تم سیریس ہو"

تابش مسکراتے ہوئے بولا "کیسے یقین دلاوں کہو؟" سعد نے کہا کہ "میں تمہیں اپنے فون سے انکل کا نمبر ملا کر دیتا ہوں تم ہمارے سامنے انکل سے اپنی اور نور کی شادی کی بات کرو اور فون اسپیکر پر ہو گا۔۔۔ہم انکل کا جواب سنیں گے"

تابش کب چیلنج سے ڈرتا تھا مسکراتے ہوئے بولا "ایس یو وش"

سعد نے ارتضی علی کا نمبر ملایا اور سلام دعا کے بعد کہا" انکل تابی نے کچھ ضروری بات کرنی ہے آپ سے "۔۔۔فون اسپیکر پر کیا اور تابش کی طرف بڑھا دیا۔۔۔

تابش نے حسب عادت نہ سلام کیا اور نہ خیریت پوچھی۔۔۔سیدھا مودے کی طرف آتے ہوئے بولا" بابا در اصل میں مس نور سے شادی کرنا چاہتا ہوں"

ارتضی علی کی آواز سے خوشی چھلکنے لگی اور بولے "کیا تم واقعی ایسا چاہتے ہو؟"

تابش نے کہا"آپ بہت اچھی طرح جانتے ہیں میں تب ہی کوئی بات کرتا ہوں جب پکا ارادہ کر چکا ہوں"

ارتضی علی بولے "ٹھیک ہے تم نور بیٹی سے اس کی ماما کا نمبر لے لو میں رشتے کی بات خود کروں گا"

تابش نے جواب میں کہا"نہیں بابا ابھی بات نہیں کرنی ابھی تو صرف آپ کو بتانا تھا کیونکہ میں یہ بات نور کو بتانا چاہتا تھا تو سوچا پہلے آپ کو بتادوں۔وقت آنے پر آپ نور کی والدہ سے بھی بات کر لینا"

ارتضی علی نے خوشی خوشی تابش کی ہر بات مان لی اور تابش نے بنا خدا حافظ کہے فون کاٹ دیا۔

تابش نے سعد کی طرف موبائل بڑھاتے ہوئے سوال کیا" کیا اب تم دونوں کی اجازت ہو تو میں نور سے بات کر لوں"

مناہل نے مسکراتے ہوئے کہا" تابش نجانے کیوں پہلی بار دل کہہ رہا ہے تمہارا دماغ اور دل کسی جنگ کا شکار ہے مگر تمہارے الفاظ پر اعتبار کرتے ہیں ہم دونوں ۔۔۔بس اتنا یاد رکھنا اگر نور کو دھوکہ دیا تو ہم دونوں سے بھی دور ہو جاوگے تم" تابش نے مناہل کی طرف دیکھا اور بولا" کل کی دوست کے لئے بچپن کے دوست کو دھمکی دے رہی ہو" مناہل بولی" تم جانتے ہو وہ میرے اور سعد کے لئے کیا ہے ۔۔۔اگر تم دونوں ایک ہو جاو تو اس سے زیادہ خوشی کی اور کیا بات ہو گی"

نور آئی تو مناہل بولی" نور اف یو ڈونٹ مائنڈ تو تمہیں تابش ڈراپ کر دے۔ سعد کو قدوس بھائی نے بلایا ہے تو میں اسے ساتھ لے جاتی ہوں"

نور نے مناہل کی طرف دیکھا جیسے وہ جاننا چاہتی ہو مگر بولی کچھ نہیں اس کی آنکھیں بتا رہیں تھیں کہ واش روم میں بہت رو کر آئی ہے۔سعد نے اپنی گاڑی کی چابی تابش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ "یہ لو چابی۔نور کو ڈراپ کر کے ہوسٹل لے جانا گاڑی میں وہیں سے لے لوں گا"

تابش مسکراتے ہوئے بولا "اچھا" اور چاروں آگے پیچھے ہوٹل سے باہر نکل گئے۔

تیرا بندہ واصف بے خبر، تیرا راز سمجھا ہے اس قدر
تجھے جب پکارا بہ چشم تر، کئ مرحلے تھے جو ٹل گئے

نور آج بھی گاڑی میں پیچھے ہی بیٹھی۔تابش نے گاڑی میں بیٹھتے ہی نور سے سوال کیا "آپ کو کیا ہوا ہے مس نور؟"

نور مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی "کچھ بھی تو نہیں"

تابش بیک میرر سے نور کو دیکھ رہا تھا مگر نور کھڑی سے باہر دیکھتے ہوئے بھی کچھ

نہیں دیکھ رہی تھی۔تابش نے کہا"آپ جانتیں ہیں نا میں ایک گولڈ میڈلسٹ ڈاکٹر ہوں۔میں آنکھیں دیکھ کر مرض جان لیتا ہوں"

نور باہر دیکھتے ہوئے بولی"آپ آنکھیں دیکھ کر ان کا مرض جانتے ہیں جنھیں جسمانی تکلیف ہو۔جس کا مرض روحانی اس کی آنکھیں دیکھ کر مرض صرف وہی جانتا ہے جس کا دیا درد ہو"

تابش مسکراتے ہوئے بولا"آپ تو اس سے بھی مرض چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں جس کے پاس علاج ہے۔۔۔درد میرا دیا ہے تو علاج بھی میرے پاس ہی ہو گا نا۔"

نور کو جیسے جھٹکا سا لگا اور خود کے حواس پر قابو پاتے ہوئے بولی"میں سمجھی نہیں آپ کی بات علی"تابش بیک میرر سے نور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا"مس نور میری منگنی نہیں ہوئی۔یہ انگوٹھی تو بس اچھی لگی تو خرید کر پہن لی۔ویسے بھی آج کل پتھروں پر اسڈی کرنے کا شوق چڑھا ہوا ہے تو عیقیق اور سچے موتی کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

استعمال کے بہت مثبت نتائج کے بارے میں پڑھا تو بس۔۔ سمجھ لیں وقتی شوق ہے ۔۔چند ماہ یا چند دن کا"

نور ناراضگی کے انداز میں بولی "تو آپ نے سب کے سامنے منگنی والی بات کیوں کہی"

تابش شرارتی انداز میں بولا "اگر میں وہ بات نہ کہتا تو کیسے جان پاتا آپ کے دل میں کیا چل رہا ہے"

نور کے چہرے کی رنگت شرم اور خوشی کے امتیازج سے سرخ ہونے لگی۔۔ آنسو جنھیں وہ چھلکنے سے روک رہی تھی اب اس کے گال پر تھے مگر آنکھیں اب مسکرا رہیں تھیں۔

وہ بیک میرر سے تابش کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "کچھ مذاق سامنے والے کی جان بھی لے سکتے ہیں"

تابش نے میرر میں ایسے دیکھا نور کو کہ اس کو لگا تابش اس کے دل میں نہیں روح میں اتر گیا ہے۔ نور نظریں چرا گئ اور تابش مسکراتے ہوئے بولا کہ "مس نور آپ

میرا انتظار کر سکیں گی"

نور پر سکون انداز میں بولی "آخری سانس تک"

نور نے تابش سے کہا "کچھ کہنا چاہتی ہوں آپ سے" تابش نے کہا "جی بولیں" نور بولی "علی کیا آپ کبھی اپنی والدہ سے ملیں ہیں" تابش کی مسکراہٹ غائب ہو گئ اور بولا "میں ملنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔ جو عورت اپنے چار ماہ کے بچے کو چھوڑ کر چلی جائے۔ کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا کہ اس کے بچے زندہ ہیں یا مر گئے۔ وہ جن حالات میں خود نہیں رہنا چاہتی تھی وہ ان حالات میں اپنے چھوٹے چھوٹے دو بچے چھوڑ گئ"

تابش چپ ہوا تو نور بولی "میں فورس نہیں کروں مگر کبھی دل کو منا پائیں آپ۔۔۔ تو میری خواہش ہے کہ آپ ضرور ملنے جانا۔۔۔ ممکن ہے آپ کے اندر موجود بہت سارے کیوں کے جواب آپ کو مل جائیں"

تابش نے بات بدلی اور پوچھا "مس نور کچھ نیا نہیں لکھا آپ نے"

نور سمجھ گی کہ تابش اس موضوع پر مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔نور مسکراتے ہوئے بولی "لکھیں ہیں بہت سی غزلیں اور نظمیں"

تابش بولا "تو سنائیں"

حق اس کا تھا کوئی اور مجھے کیوں پسند کرے

بعد اس کے میں نے اپنے چہرے کی حالت بگاڑ دی

خود کو خوش تراش کر قلم کی ہمت بڑھا دی

ساتھ ہی ساتھ میں نے دیوار کی مرمت بگاڑ دی

دل کی عمارت میں رکھا تھا محبت کا مجسمہ

پھر درد کے قافلے نے وہ عمارت بگاڑ دی

فاطمہ تاک میں تھی اس کا دل خریدوں گی

شہر کے امراء نے دل کی قیمت بڑھا دی

(از قلم فاطمہ ملک)

www.novelsclubb.com

تابش مسکرادیااور بولا "مس نور ایک بات یادرکھنا آپ ہمیشہ۔۔۔جو چھوڑ کر چلا جائے کبھی اس کی واپسی کا منتظر نہیں رہنا چاہیے انسان کو۔۔۔یہ بات غلط ہے کہ اگر وہ میرا ہے تو واپس آئے گا۔اگر وہ ہمارا ہو تو کبھی چھوڑ کر ہی نہیں جائے گا اور اگر چھوڑ گیا تو سمجھ لینا کہ وہ محض دھوکہ تھا۔آپ کا کبھی تھا ہی نہیں پھر چھوڑ کر جانے والی ماں ہو یا محبوب"

نور نے نظر اٹھا کر تابش کو دیکھا۔تابش جانتا تھا نور اسے دیکھ رہی ہے مگر تابش نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔گاڑی میں خاموشی چھا گئی ُاف-ایم ریڈیو پر یہ غزل چل رہی تھی اور دونوں ہی خاموشی سے سن رہے تھے۔۔۔

نہ میں پاس اس کو بلا سکا،نہ میں دل کی بات سنا سکا
وہ ہنسی ہنسی میں ہی چل دیا کہ میں ہاتھ تک نہ ہلا سکا
مجھے کیا خبر تھی کہ وہ کیا ہوا،مجھے کتنا گہرا خمار تھا
میں کھڑا تھا اس کے حصار میں،میرے ارد گرد غبار تھا

www.novelsclubb.com

یونہی سوچتا رہا دیر تک، مگر اس کو کچھ نہ بتا سکا

نہ میں پاس اس کو بلا سکا، نہ میں دل کی بات سنا سکا

نہ ہے دشمنی کسی دن سے اب، نہ ہے دوستی کسی رات سے

ہے بچا ہی کیا جو وہ لے گیا مجھے چھین کر میری ذات سے

یہ مقام ہی تھا عجیب سا کہ میں خود کو بھی نہ بچا سکا

نہ میں پاس اس کو بلا سکا، نہ میں دل کی بات سنا سکا

یہ بھی ٹھیک ہے وہ چلا گیا مجھے بند رستے میں چھوڑ کر

یہ بھی ٹھیک ہے کہ نہ آئے گا کبھی بت انا کا وہ توڑ کر

وہ جدا بھی کیسے ہوا کہ میں کوئی رسم بھی نہ نبھا سکا

نہ میں پاس اس کو بلا سکا، نہ میں دل کی بات سنا سکا

www.novelsclubb.com

گاڑی گھر کے قریب پہنچی تو تابش نے نور سے کہا "ابھی آپ اپنے گھر پر کوئی بات مت کرنا۔۔ میں نے بابا سے بات کی ہے وہ خود آپ کی ماما سے بات کریں گے۔۔۔ تب تک آپ بس اپنی پڑھائی اور نمائش پر فوکس کریں"

نور نے گاڑی سے اترتے ہوئے تابش سے اندر آنے کے لئے کہا مگر تابش نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ اسے ہاسپٹل جانا ہے۔نور بہت خوش تھی۔آج تو جیسے اسے دنیا کی ہر نعمت، ہر خوشی مل گئی ہو۔۔نور نے بیل دی تو حمیدہ آئی دروازہ کھولنے کہ ابھی تک ابان جاب سے واپس نہیں آیا تھا۔

حمیدہ دروازہ کھول کر اپنے کمرے کی طرف چل دی اور نور اپنے کمرے میں آرٹ کا سامان رکھ کر فریش ہونے چلی گئی۔عصر کا وقت ہو رہا تھا نماز پڑھی اور آج پھر دل سے علی کی خوشیاں مانگیں۔اس کی زندگی، صحت اور تندرستی مانگی۔بہت دیر تک علی کی خوشیاں مانگتی رہی اور پھر اٹھ کر حمیدہ سے پوچھا کہ وہ چائے پیئے گی۔

حمیدہ نے کہا "ہاں "تو نور اپنے اور حمیدہ دونوں کے لئے چائے بنا لائی۔۔۔

نور نے حمیدہ سے پوچھا "امی انسان چھوڑ کر جانے والے کی یاد کو دل سے نہیں نکال پاتا نا؟"

نور کی بات سن کر حمیدہ بولی "زندگی تو جیسے مسلسل تبدیلیوں کا ہی نام ہے، وقت بدلتا ہے، حالات بدلتے ہیں، طور طریقے بدل جاتے ہیں، اور کبھی کبھی بلکہ اکثر ہم

خود بدل جاتے ہیں، البتہ کچھ لوگوں کے لئے تو یادیں انمول ہوتی ہیں اور یادوں میں ماضی کے گزرے کچھ لمحے صدیاں بن جاتے ہیں اور وہ صدیاں ماضی کے ان ہی دریچوں میں روشن دیوں کی طرح ہمیشہ جلتے ہی رہتے ہیں۔ البتہ یہ زندگی کی مسلسل تبدیلیوں کا خوف ہی ہے کہ انسان ان دیوں کو جلائے رکھتا ہے۔

مجھے بھی سب کی طرح اپنی یادوں سے بہت محبت ہے۔ میں نے ہمیشہ اپنی یادیں کسی نہ کسی بہانے سمیٹ کر رکھی ہیں۔ جب کبھی ان میں سے کوئی چیز سامنے آجاتی ہے میں اپنے ماضی میں پہنچ جاتی ہوں۔"

نور چائے پیتے ہوئے بہت توجہ سے حمیدہ کی ساری بات سن رہی تھی۔ حمیدہ کچھ دیر رکی چائے کا سپ لیا اور دوبارہ بات شروع کرتے ہوئے بولی "ماضی میں کوئی نہ کوئی ایسا انسان ضرور ہوتا ہے جس کے ساتھ گزرا وقت حال اور مستقبل پر حاوی ہوتا ہے۔ جن کو یاد کرنا ہمارے لئے باعث تسکین ہوتا ہے، ہمیں کئی گھنٹے ان کی یاد میں کھوئے رہنا اچھا لگتا ہے کبھی آنکھیں چھلک پڑتی ہیں تو کبھی مسکراہٹ ہونٹوں

کی زینت بن جاتی ہے۔یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو زندہ تو ہوتے ہیں مگر ہم سے کھو جاتے ہیں یا وہ ہمیں خود کھو دیتے ہیں۔یہ لوگ کھو کر بھی اپنی اہمیت نہیں کھوتے اور ہماری زندگی کے ہر پل میں ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔وہ کسی اور کو تو نظر نہیں آتے مگر ہماری سانس میں بستے ہیں اور ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کی یاد اگر ہم سے کہیں کھو گئی تو ہمارے دل کی دھڑکن رک جائے گی۔جیسے کہ ابان کے کھو جانے کے بعد بھی اس کے حق میں روز دعا کرتی تھی اور پھر ایک دن وہ مجھے میری دعاوں کے انعام کے طور پر واپس مل گیا ہمیشہ کے لئے"

حمیدہ کی ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی مگر فون کی گھنٹی بجی اور دوسری طرف سے رخشندہ حمیدہ سے شادی کی تیاریوں کے متعلق بات کرنے لگی۔نورا ٹھی اپنا اور حمیدہ کا خالی کپ دھو کر حمیدہ کے بستر پر بکھرے کپڑے اور دوسرا سامان لگی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

مجھے معلوم ہے میرے رقص پہ قاضی فتوہ دے گا

میری نماز مجھ کو جنت دے گی، میرا عشق مجھ کو خدا دے گا

سعد نے اپنی آرٹ گیلری بنالی جس میں ملک میں ہونے والی بڑی بڑی آرٹ اینڈ کرافٹ کی نمائش کی جاتی۔۔۔ فرصت کے لمحات میں خود بھی پینٹ کرتا مگر اصل میں اس نے اپنے پاپا کے ساتھ باقاعدگی سے آفس جانا شروع کر دیا۔سعد کے والدین بھی اس کے لئے رشتے دیکھنے لگے۔ارتضی علی نے کئی بار تابش سے ذکر کیا

"کب نور کے رشتے کی بات کرنی ہے"

تابش ہر بار منع کر دیتا اور اسی سب میں مناہل کی شادی کے دن قریب آ گئے۔

رخشندہ اور فرخندہ نے نور کے لئے بہت سے رشتے دکھائے مگر نور ہر بار حمیدہ کو یہی کہتی کہ "اس کے خواب جب تک پورے نہیں ہوں گے تب تک وہ شادی کے بارے میں سوچے گی بھی نہیں"

نور چیزیں سمیٹتے ہوئے بولی "امی پیار محبت اور عشق میں کیا فرق ہوتا یے؟"

حمیدہ بولی "پیار انسان کی فطرت میں شامل ایک جزو ہے، بلکل اِسی طرح جس

طرح سانس لینا، کھانا کھانا، پانی پینا، سونا، جاگنا، انسانی فطرت کے جزو ہیں، اِسی لیے ہم ہر انسان سے بحیثیت انسان پیار کرتے ہیں، ہم فطرت سے پیار کرتے ہیں، ہم اپنے دوستوں سے پیار کرتے ہیں، اپنے عزیزوں اور رشتے داروں سے پیار کرتے ہیں اپنے گھر والوں سے، ماں، باپ، بھائی، بہن، بیوی بچوں سے پیار کرتے ہیں، اپنے گھر، گلی، گاؤں، شہر اور ملک سے پیار کرتے ہیں، اور جانوروں سے پیار کرتے ہیں، یہ سب پیار کی مثالیں ہیں۔"

نور حمیدہ کی بات سن کر بولی "اور محبت"

حمیدہ بولی "محبت بھی پیار ہی کی طرح ایک فطری جزبہ ہے مگر یہ پیار سے کچھ بڑھا ہوتا ہے اِس میں ایک خاص بات ہے اور وہ یہ کہ یہ عموماً صرف ایک شخص سے ہوتی ہے، مگر کبھی کبھی ایک سے زیادہ لوگ بھی اِس کی تحریک کا سبب بن جاتے ہیں مگر اس کی خاصیت یہ ہے کہ اِس جزبے کا محرک شخص باقی سب لوگوں سے خاص ہو جاتا ہے، اور اِس کے لیے بھی کسی باہمی رشتے کی ضرورت نہیں ہوتی، عموماً یہ مرد اور عورت کے درمیان ہوتی ہے مگر یہ ضروری نہیں یہ کسی کو کسی سے بھی

ہو سکتی ہے، کوئی شخص اپنے ملک سے بھی محبت کر سکتا ہے، یعنی اُس کے لیے اپنا ملک باقی دنیا سے ممتاز ہو جاتا ہے منفرد ہو جاتا ہے، ایک ماں کے چار بچے ہوں تو چاروں سے محبت ہو گی اور اگر اسے جنسی مخالف کی محبت کی غرض سے لیا جائے تو جب کسی مرد کو عورت سے یا عورت کو مرد سے محبت ہو تو وہ چاہتا ہے کہ اس کے محبوب کو اس کے سوا کوئی نہ دیکھے۔۔وہی چاہے وہی اپنائے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ محبت میں گرفتار لوگ ایک دوسرے کو اپنانے کے خواہش مند ہوتے ہیں"

نور بہت محو ہو کر حمیدہ کی ساری باتیں سن رہی تھی۔حمیدہ رکی تو نور نے کہا"امی اور عشق"

حمیدہ کچھ دیر رکی پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولی"نور میری جان عشق انسان کو خود سے بے نیاز کر دیتا ہے۔عشق دو طرح کا ہے مگر حقیقت میں عشق کا اختتام ایک ہی پر ہوتا ہے اور وہ ہے اللہ کی ذات پر۔۔۔عشق حقیقی ہو یا مجازی راستہ ایک ہی ہے۔بس فرق اتنا ہے کہ کوئی سیدھا اللہ تعالی سے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کسی کے لئے انسان ذریعہ بن جاتے ہیں"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نور نے حمیدہ کی طرف ایسے دیکھا جیسے اس کی بات سمجھی نہ ہو تو نور کو الجھتے ہوئے دیکھ کر حمیدہ بولی "میری جان محبت میں پانے کی چاہ ہوتی ہے۔۔۔ چھونے کی تمنا ہوتی ہے۔۔۔ محبوب کا ساتھ حاصل ہونے کی خواہش ہوتی ہے مگر عشق میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ عشق میں انسان اپنے محبوب کی خوشیوں کا تمنائیں ہوتا ہے پھر اس کا ساتھ کسی کو بھی حاصل ہو اس سے فرق نہیں پڑتا۔ عشق میں انسان اللہ تعالی سے ہر وقت ہر لمحہ اپنے محبوب کی کامیابی کی چاہ رکھتا ہے۔ محبوب کو دیکھنے کے لئے اس کو ملنا یا اس کی تصویر دیکھنا ضروری نہیں رہتا بلکہ محبوب کو تصور کر کے سکون ملتا ہے۔ عشق روح سے ہوتا ہے اور روح تک پہنچنے کا سفر لمبا اور تکلیف دہ ضرور ہوتا ہے مگر ایک وقت کے بعد پر سکون ہو جاتا ہے اور جب انسان عشق مجازی کی انتہا پر پہنچتا ہے تو وہاں سے عشق حقیقی کی ابتداء ہوتی ہے کیونکہ انسان کسی دوسرے انسان کی خاطر ہی سہی مگر ہر پل ہر لمحہ اللہ تعالی سے رابطے میں رہتا ہے اور یہ رابطہ انسان کو اللہ تعالی کے قریب تر کر دیتا ہے، اتنا قریب کہ انسان کو اللہ تعالی واقعی اپنی شہ رگ کے قریب محسوس ہونے لگتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

نور چیزیں سمیٹ کر باہر نکلنے لگی تو حمیدہ نے آواز دی "نور"

نور پلٹ کر رک گی اور بولی "جی امی"

حمیدہ نے نور کی آنکھوں میں دیکھا اور بولی "بیٹا آج کل آپ کی آنکھوں میں مجھے کسی کا عکس نظر آتا ہے"

نور کی تو جیسے دل کی دھڑکن تھم گئ۔نور نے حمیدہ کی طرف ایک نظر دیکھا اور نظریں جھکا لیں۔

حمیدہ بولی "میری جان مجھے یا کسی بھی اور کو آپ کی پسند پر اعتراض نہیں ہو گا مگر بہتر ہے کہ تابش سے کہو اپنے والد کو بھیجے رشتے کے لئے"

نور ایک دم سے حمیدہ کے منہ سے تابش کا نام سن کر چونک گئ۔نور کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ حمیدہ بنا کہے سب جان لے گی۔نور نے حمیدہ کی طرف دیکھا اور بولی "امی تابش نے آج ہی کہا کہ اس کے بابا رشتہ لے کر آئیں گے مگر ابھی نہیں کچھ دنوں تک۔۔۔امی وہ نئ شروعات کرنے سے پہلے اپنی زندگی کی کچھ الجھنیں سلجھانا

چاہتا ہے اور میں بھی ابھی اپنا خواب پورا کرنا چاہتی ہوں ایک مشہور اور کامیاب آرٹسٹ کی حیثیت سے نہ صرف ملک بھر میں پوری دنیا میں جانی جاوں۔"

حمیدہ نور کے قریب آئی اور بولی "میں تمہیں فورس نہیں کروں گی کہ ابھی کیونکہ میں نہیں چاہتی تم اپنے خواب سے جدا ہو مگر نجانے کیوں مجھے ایسے لگتا ہے کہ بہت جلد تمہارا خواب تمہاری حیقیقت ہو گا اور تمہاری حیقیقت تمہارا خواب بن جائے گی۔ بیٹا ایک بات یاد رکھنا خواب کے حیقیقت بننے کی جتنی خوشی ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ تکلیف حیقیقت کا خواب بننے میں ہوتی ہے"

نور سمجھی نہیں حمیدہ کی بات اور حمیدہ اس وقت نور کو سمجھا کر اس کی اس پل کی خوشی بھی چھیننا نہیں چاہتی تھی۔

حمیدہ نے پوچھا "یہ لڑکا عاطف کون ہے آج دو بار اس کی کال آئی تھی کہ تمہیں کال کر رہا ہے مگر تم کال نہیں اٹھا رہی"

نور بولی "امی مجھے اگلے پروجیکٹ پر کام عاطف مرزا کے ساتھ مل کر کر رہی

ہوں۔اسے سلسلے میں کال کر رہا ہو گا مگر فون میں نے بیگ میں رکھا تھا۔۔اسی وجہ سے اس کی کال کا پتا نہیں چلا میں کر لیتی ہوں بات"

اب میرا عشق دھمالوں سے کہیں آگے ہے
اب ضروری ہے کہ میں وجد میں لاوں تجھ کو
تو نہیں مانتا مٹی کا دھواں ہونا۔۔۔۔!!
ابھی رقص کروں،ہو کے دکھاوں تجھ کو

www.novelsclubb.com

نور گروانڈ میں عاطف کے ساتھ کھڑی پروجیکٹ ڈسکشن کر رہی تھی جب تابش وہاں آگیا۔اس نے عاطف کی طرف عجیب نظروں سے دیکھ معانی خیز انداز میں کہا

"ہائے مس نور۔۔۔لگتا ہے آج بہت مصروف ہیں آپ"

نور واقعی اتنی مصروف تھی کہ اسے تابش کے آکر کھڑے ہونے کا پتا ہی نہیں چلا۔ نور نے تابش کی طرف مسکرا کر دیکھا اور بولی "کیسے ہیں آپ علی؟؟ جی اسلام آباد میں نمائش منعقد ہو رہی ہے جس میں پاکستان کے علاوہ غیر ممالک کے کالجز بھی حصہ لے رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں پروجیکٹ ملے ہیں۔ ہمارے کالج سے پانچ آرٹ ورک وہاں رکھے جائیں گے۔"

تابش کو شاید اس سب میں دلچسپی نہیں تھی اسے عاطف کا نور کے قریب رہ کر کام کرنا برا لگ رہا تھا جبکہ تابش تو کنزرویٹو سوچ کا مالک بھی نہیں تھا مگر نجانے کیوں اس کے اندر جیسے کسی جلن نے جگہ لے لی۔ نور کی بات کو اگنور کرتے ہوئے تابش بولا "مس نور مناہل کہاں ہے اور وہ نہیں لے رہی حصہ کیا"
نور نے جواب دیا کہ "مناہل نے منع کر دیا ہے۔ وہ صبح کالج آئی تھی دو کلاسز لیں اور چلی گی کہ بھابی نے اسے بلا لیا۔ کہیں جانے کا پلان تھا دونوں کا۔۔۔ نور نے عاطف سے کہا کہ وہ کچھ دیر بعد جوائن کرتی ہے۔"

مگر تابش یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا کہ "کیری آن۔۔۔آپ کام کریں مس نور ۔۔۔مجھے تو دراصل مناہل سے ملنا تھا۔۔۔ چلیں بعد میں ملاقات ہو گی"

نور کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ "کیا ہوا کیوں تابش رکا نہیں۔آج تو مناہل بھی نہیں تھی دونوں کیفے میں بیٹھ کر بہت ساری باتیں کر سکتے تھے" مگر اسے اگلے لمحے ہی خیال آیا کہ اگر تابش نہیں رکا تو یقیناً بہت مصروف ہو گا۔نور پھر کام میں مصروف ہو گئی۔ آج صبح صبح اسے کالج ڈراپ کرتے ہوئے ابان نے کہا تھا "واپسی پر جلدی گھر جانا۔ تم اور امی تیار ہو جانا کہیں جانا ہے۔"

نور عصر تک گھر پہنچ گئی۔گھر پہنچی تو اسے حمیدہ نے کہا کہ "فریش ہو کر عصر پڑھ لو پھر چائے پی کر کپڑے بدل لے کہ ابان کی کال آئی تھی کہیں جانا ہے اس نے ہم دونوں کو لے کر اور کہہ رہا تھا کھانا ہم شام کا باہر ہی کھائیں گے"

نور نے حمیدہ کو بتایا کہ "ابان نے اسے بھی کالج ڈراپ کرتے ہوئے یہی کہا تھا اسی لئے وہ آج جلدی آئی ہے ورنہ نمائش کے لئے پروجیکٹ مکمل کرنے کے لئے بہت کام باقی ہے"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ابان آیا تو اس وقت تک حمیدہ اور نور تیار تھیں۔ابان نے صبح ہی رخشندہ اور فرخندہ کو فون کر دیا کہ آج ان کی طرف آئیں گے وہ لوگ۔ابان نے حمیدہ کو آنکھیں بند کرنے کے لئے کہا اور باہر لے گیا۔دروازے کے باہر برانڈ نیو سفید رنگ کی ٹویوٹا کھڑی تھی۔حمیدہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اپنے بیٹے کی بلائیں لینے لگی اور دعائیں دینے لگی کہ اللہ تعالی اسے دنیا جہان کی نعمتیں اور آسائشیں عطا کرے اور ہر بلا اور آفت کو اس سے دور رکھے ساتھ میں یہ کہ "اللہ اس سے ہمیشہ راضی رہے۔"

ابان نے دروازے سے نور کو آواز دی اور گاڑی دیکھ کر وہ بھی بھائی کو خوشیوں بھری زندگی کی دعائیں دینے لگی۔ابان اندر آیا تا کہ فریش ہو سکے اور تینوں نکل پڑے۔

www.novelsclubb.com

ابان نے حمیدہ کو بتایا کہ وہ رخشندہ اور فرخندہ کو پہلے ہی کال کر چکا تھا کہ وہ لوگ انھیں ملنے آرہے ہیں۔راستے سے بہنوں کے لئے میٹھائی کے ٹوکرے اور پھل کے کریٹ لئے۔سارا راستہ وہ بتاتا رہا کہ گاڑی کے لئے پیسے کب سے جوڑ رہا تھا اور بہت

کچھ۔

وہ لوگ پہلے رخشندہ اور پھر فرخندہ کے گھر گئے۔دونوں بہنیں بھائی کی کامیابی پر بہت خوش تھیں۔

نور نے واپسی پر ابان سے کہا کہ جب سے منگنی ہوئی ہے "وہ نہ تو مناہل کو آج تک کبھی لنچ پر لے کر گیا اور نہ ہی ڈنر پر۔۔اب تو شادی کا وقت آگیا ہے تو ایک بار تو لنچ یا ڈنر کروائے"

ابان نے منع کر دیا کہ یہ مناسب نہیں لگتا مگر حمیدہ نے نور کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ "بیٹا اسے لنچ پر لے جاو بلکہ کوئی گفٹ بھی لے کر جانا۔۔تم نے اس سے فون پر بات کرنے سے منع کر دیا میں کچھ نہیں بولی کہ تمہیں جیسے مناسب لگے مگر نور ٹھیک کہہ رہی ہے دوسروں کے جذبات کا بھی خیال رکھنا چاہیے"

ابان خاموش ہو گیا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا کہ "اچھا مگر دو دن بعد میں بتاوں گا کہ کب فری ہوں اور لنچ پر تم بھی ساتھ چلنا نور۔۔۔میں کالج سے ہی پک کر لوں

گا" نور ہنسنے لگی اور بولی "اچھا اور میں کیا کروں گی آپ دونوں کے درمیان کباب میں ہڈی بن کر بیٹھی رہوں گی"

پھر دوبارہ ہنسنے لگی اور بولی "بھائی فکر مت کریں مناہل کوئی خون خوار شیرنی نہیں ہے وہ ایک نازک سی خوبصورت لڑکی ہے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی آپ کو۔ آپ مجھے بس ایک دن پہلے بتا دینا کہ کب اسے پک کرنا ہے۔ میں اسے سرپرائز دوں گی۔ وہ بہت خوش ہو گی کیونکہ اس نے تو یہ امید ہی چھوڑ دی ہے کہ آپ شادی سے پہلے اس سے ملیں گے"

حمیدہ نے ابان سے کہا کہ "لنچ بھی کروانا اور اسے کوئی گولڈ کا گفٹ بھی لے کر دینا چاہے کوئی چین یا بندے یا جو اسے اچھا لگے۔ لڑکیاں بہت چھوٹے سے دل کی ہوتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوش ہو جاتی ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتیں ان کے دل کو ہرٹ بھی کر دیتیں ہیں"

ابان نے ہاں میں گردن ہلائی اور وہ لوگ گھر واپس آ گئے۔ نور نے مناہل کو ابان کی گاڑی کا نہیں بتایا۔ پانچ دن گزر گئے نور اور مناہل آرٹ کا کچھ سامان لینے نکلیں تو

مناہل نے کہا" بہت دن ہوئے تابش سے ملے اس کا ہاسپٹل پاس ہی ہے کیوں نہ راستے میں ملتے جائیں اور نور تو جیسے یہی چاہتی تھی۔"

نور نے صرف اتنا ہی کہا" چلو ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی"

ہاسپٹل پہنچے تو پتا چلا کہ تابش اپنے کمرے میں نہیں ہے بلکہ وراڈ وزٹ پر نکلا ہے۔

مناہل نے تابش کو کال کی تو تابش نے کہا" تم بیٹھو میں پانچ منٹ میں آیا"

تھوڑی ہی دیر میں تابش اپنے کمرے میں تھا۔آتے ہی حسب عادت کو" ہیلو" بول کر مسکرا پڑا۔ مناہل کی طرف دیکھ کر طنزیہ انداز میں بولا" آج تو بڑے بڑے لوگ مجھ غریب کے ہاسپٹل آئے ہیں خدا ہی خیر کرے"

مناہل بھی جانتی تھی کہ یہ بات وہ نور کے لئے کہہ رہا ہے مگر مسکراتے ہوئے بولی "یار ایک کپ چائے تو پلا و اور پھر کھانا بھی تم ہی کھلاو گے"

تابش نے کال کر کے تین کپ چائے اس کے کمرے میں بھجوانے کے لئے کہا۔

ابھی وہ مناہل سے شادی کی تیاریوں پر بات کر رہا تھا کہ نور کا فون جو کہ اس نے

اپنے سامنے ٹیبل پر رکھا ہوا تھا اس پر بیل بجی اور عاطف کا نام سکرین پر چمکنے لگا۔نور نے فون پکڑ کر کال کاٹ دی۔۔

عاطف کا نام تابش نے دیکھا مگر اگنور کر کے پھر سے بات کرنے لگا۔کال دوبارہ آ گئ اور نور نے فون کی آواز بند کر دی۔تابش نور کی طرف دیکھ کر بولا "مس نور کال اٹینڈ کر لیں ممکن ہے آپ کے دوست نے کچھ خاص بات کرنی ہو"

نور نے تابش کی طرف دیکھا اور بولی "دوست نہیں ہے وہ میرا آپ کو بتایا تھا نمائش کے لئے پروجیکٹ پر مل کر کام کر رہے ہیں"

تابش محض مسکرا دیا۔نور نے فون پکڑ کر بیگ میں ڈال دیا اور مناہل کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئ۔تابش نے ایک دو بار نور کی طرف دیکھا ضرور مگر بات نہیں کی اس سے۔

www.novelsclubb.com

مناہل بولی "اٹھو نا تابش کھانا کھانے چلیں بہت بھوک لگی ہے"

تابش مسکراتے ہوئے بولا "یہاں بھی کینٹین ہے وہیں چلیں باہر گیا تو واپسی پر لیٹ

ہو جاوں گا"

مناہل مسکراتے ہوئے مخصوص انداز میں بولی "تم ہو گئے ہو مریض کسی کے۔۔۔ میں تو ہو گئیں ہوں عزیز کسی کو"

پھر قہقہہ لگا کر ہنسی اور خود کی تعریف کرتے ہوئے بولی "واہ مناہل یہ ابان کی محبت کیسی کیسی باتیں کرواتی ہے"

تابش مسکرایا اور بولا "میں کیوں ہونا لگا مریض اور ویسے میرے خیال میں محبت ایک وقتی جذبہ ہے خیر اس پر بحث لمبی ہو جائے گی اور میرا بحث کا کوئی موڈ نہیں۔"

تینوں کینٹین پہنچ گئے اور تابش وہاں بننے والے مینو میں سے اپنی پسند کی ڈشز آرڈر کرنے لگا کیونکہ مناہل کے خیال میں وہی بہتر جانتا ہے اس کے ہاسپٹل کی کنٹین میں کیا اچھا بنتا ہے۔ کھانا کھا رہے تھے تو مناہل کے فون پر حمیدہ کی کال آئی۔ مناہل اس سے بات کرنے لگ گی اور بات کرنے کے بعد نور سے بولی "نور فون کی آواز تو کھولو یار آنٹی کب سے کال کر رہی ہیں پریشان ہو گئیں تھیں"

نور جیسے بوکھلا گی اور بولی "اوہ یہ خیال ہی نہیں آیا امی یا بھائی نے کال کی تو پریشان

ہوں گے۔"

نوالہ رکھ کر فون نکالا بیگ سے اور آواز کھول کر میز پر رکھا کہ کھانا کھائے تو پہلی کال عاطف کی آئی اور بار بار آتی جائے

تابش مسکراتے ہوئے بولا لگتا ہے "یہ مسٹر عاطف عاشق ہو گئے ہیں مس نور پر"

مناہل بات سمجھتے ہوئے بھی مذاق میں ٹال گئ اور بولی "عاشق تو کوئی بھی ہو سکتا ہے بات تو تب ہے جب سامنے والا بھی بدلے میں عشق میں مبتلا ہو اور نور کی زندگی اب کسی بھی اور کی گنجائش نہیں"

تابش نے نور کی طرف دیکھا اور مناہل سے کہا "اب۔۔۔؟؟؟"

اس سے پہلے کہ مناہل کچھ بھی کہتی مناہل کے نمبر پر عاطف کی کال آئی کہ نور ساتھ ہے تو بات کروا دے۔مناہل نے نور کی طرف دیکھا کہ اسے بات نہیں کرنی تو مناہل نے کہا کہ "نور کھانا کھا رہی ہے مجھے ہی بتا دو کیا بات ہے تو میں میسج دے دوں گی"

پھر پین نکال کر کچھ لکھتی رہی اور اچھا اچھا کہتی رہی۔فون بند کر کے بولی "یہ کچھ

سامان آرٹ کا چاہیے تھا تو کہہ رہا تھا کہ اسی لئے کال کر رہا تھا کہ نور باقی چیزوں کے ساتھ یہ بھی لے آئے"

نور کی جیسی جان میں جان آئی مگر تابش کے چہرے سے وہ جان گئی تھی کہ وہ عاطف کی اتنی کالز کو مائنڈ کر گیا ہے۔ کھانے کے بعد دونوں باقی کا سامان لے کر کالج واپس آ گئیں۔ نور کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ اس نے مناہل سے کہا کہ "وہ سامان عاطف کو دے آئے اور خود وہاں سے رکشے پر بیٹھ کر گھر آ گئی"
سارا راستہ سوچتی رہی کہ "کہاں غلطی ہو گئی اُس سے"
اسی الجھن میں تھی کہ گھر پہنچ گئی۔ گھر آئی تو رخشندہ آئی ہوئی تھی۔ نور اس سے مل کر کپڑے بدلنے چلی گئی۔ حمیدہ حیران تھی کہ کیا ہوا ہے نور اتنی جلدی واپس آ گئی جبکہ آج تو ابان سے کہہ کر گئی تھی سات بج جائیں گے اسے تو کالج کے نمائش ہال سے آ کر پک کر لے اور ڈھائی بجے وہ گھر تھی۔ نور نے ظہر کی نماز پڑھی اور سر درد کا کہہ کر کمرے میں چلی گئی۔

حمیدہ تھوڑی دیر بعد آئی کمرے میں تو دیکھا نور جاگ رہی تھی اور بیڈ پر لیٹی دیواروں کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے ان میں جواب تلاش کر رہی ہو ان سوالوں کے جو اس کے دماغ میں چل رہے ہیں۔

حمیدہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی اور نور نے حمیدہ کی گود میں سر رکھ لیا۔ حمیدہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔ حمیدہ کو محسوس ہوا کہ جیسے نور رو رہی ہے۔ اس نے کوئی سوال نہیں کیا بس اس کو پیار کرتی رہی اور نور جانے کب آنسوؤں کو بہنے سے روکنے کی کوشش میں سو گئی۔ رخشندہ نور کے رویے پر حیران تھی۔ نور کے کمرے میں آئی تو حمیدہ نے اسے اشارہ کیا کہ "خاموش رہے کہ نور سو گئی ہے۔"

رخشندہ نے پوچھا "امی کیا ہوا ہے نور نے کچھ بتایا"

حمیدہ بولی "پچھلے دو ماہ سے تو نمائش کے لئے دن رات کام کر رہی ہے تھکاوٹ سے بخار ہو گیا ہے۔ اسی لئے دوائی دی تو سو گئی"

رخشندہ ماں کا چہرہ دیکھ کر اندازہ کر سکتی تھی کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے مگر وہ کچھ

www.novelsclubb.com

بولی نہیں خاموش ہو گئ۔ حمیدہ نے آبان کو کال کی کہ سیدھا گھر آ جائے نور گھر آ گئ ہے۔ آبان شاید مصروف تھا"جی امی" کہہ کر کال کاٹ دی۔

شام کو حیدر نے آنا تھا تو حمیدہ رات کے کھانے کا بندوبست کر رہی تھی جب نور کچن میں آئی اور کہنے لگی "سوری امی مجھے پتا نہیں چلا کب آنکھ لگ گئ۔ آپ آپی کے ساتھ بیٹھیں میں کھانا دیکھ لیتی ہوں۔"

حمیدہ مسکراتے ہوئے کچن سے باہر چلی گئ اور نور بظاہر کھانا بنانے میں مصروف تھی مگر دھیان اس کا علی کیطرف ہی تھا۔ دروازے پر بیل ہوئی اور ساتھ ہی رخشندہ کے بچوں کی چہکنے کی آواز آئی "ماموں آ گئے" اور نور کا دل کیا کہ اپنے بھائی کے گلے لگ کر بہت روئے مگر وہ خود کو مضبوط دکھانے کی کوشش کرتی رہی۔

سب کے ساتھ باتوں میں مصروف رہی۔

www.novelsclubb.com

بان نے محسوس کر لیا کہ نور کی آواز میں وہ چہک نہیں ہے مگر وہ کچھ نہیں بولا۔ رخشندہ چلی گئ۔ نور اور ابان ہمیشہ کی طرح مل کر گھر صاف کرنے لگے۔ ابان نے نور سے کہا" کبھی کبھی خود کو مضبوط دکھانے کے چکر میں ہم اندر سے ٹوٹتے جاتے

ہیں۔مجھے حیرت ہوتی ہے کہ تم جانے کب بڑی ہو گی کہ اپنی باتیں مجھ سے چھپانے لگی،میں صرف تمہارا بھائی تو نہیں سب سے اچھا دوست بھی ہوں۔"

پھر کچھ رک کر نور کے چہرے کو پڑھتے ہوئے بولا"خیر اگر تم مناسب سمجھو تو اب بھی مجھ سے بات شئیر کر سکتی ہو کیونکہ میرے لئے تم آج بھی وہی چھوٹی سی گڑیا ہو"

نور مسکرادی اور بولی"بھائی میں بڑی نہیں ہوئی دراصل بس تھک گئی ہوں کچھ"

آبان سر پر پیار دیتے ہوئے بولا"نور میں تمہیں تم سے زیادہ سمجھتا ہوں مگر تمہیں فورس نہیں کروں گا جیسے تمہیں مناسب لگے۔"

دونوں نے چیزیں سمیٹیں اور نور چائے بنا کر لائی تینوں پی رہے تھے جب نور نے ابان سے کہا"بھائی آپ ابھی تک مناہل کو لنچ پر نہیں لے کر گئے۔مجھے ابھی بتائیں کس دن لے کر جائیں گے۔"

ابان نے کہا"وعدہ دو دن بعد آج پیر ہے ناں جمعرات کو"

نور نے کہا"ٹھیک ہے اب پلیز پلان بدلنا مت"

چائے پی کر ابان اپنے کمرے میں چلا گیا نور کپ لے کر کچن میں اور حمیدہ سونے لیٹ گئ۔

چائے کے کپ دھو کر نور کمرے میں آئی عشاء کی نماز پڑھی اور سب کا نام لے لے کر دعائیں مانگیں ہمیشہ کی طرح سب سے آخر میں تابش کی باری آئی اور اس کی باری لمبی ہو گئ بہت دیر تک رو رو کر تابش کی خوشیوں کی دعائیں مانگنے لگی۔۔۔ جانے کیا بات تھی کہ آج دل کو سکون نہیں آ رہا تھا۔۔۔ جاء نماز طے کر کے رکھا تو خیال آیا سونے سے پہلے علی کو کال کر لوں۔
نور نے کبھی بھی تابش کو کال نہیں کی تھی۔بس اللہ تعالی سے فریاد کرتی تھی کسی بہانے کہیں اس کی ایک جھلک نظر آ جائے مگر آج دل کی بے چینی نے مجبور کر دیا۔
کال اٹھا کر تابش نے "ہیلو" کے ساتھ ہی سوال کر دیا "کیسی ہیں مس نور آپ"
نور نے پوچھا "علی کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں"
تابش نے جواب دینے کی بجائے سوال کیا "کیا یہ بات آپ کے لئے میٹر کرتی ہے؟"

نور روہنسی سی ہو گئی اور بولی "کرتی ہے میٹر علی۔۔۔بہت زیادہ کرتی ہے تب ہی تو کال کی ہے"

تابش نے جواب میں کہا "مس نور بہت رات ہو گئی ہے بہتر ہے اب آپ خود بھی آرام کریں اور مجھے بھی کرنے دیں اور یہ کہہ کر کال کاٹ دی"

کال کاٹنے پر جیسے نور کا دل دھڑکتے دھڑکتے رک گیا۔ادھر ادھر چہل قدمی کرنے لگی سکون نہیں مل رہا اسے کسی پل بھی۔

تابش نے کال کاٹ تو دی مگر اسے خود پر غصہ آرہا تھا وہ کب سے اتنا تنگ نظر ہو گیا۔ وہ خود سے سوال کرنے لگا "وہ تنگ نظر ہوا ہے یا شکی مزاج۔۔۔مگر کیوں۔۔۔ تابش کو خود بھی سکون نہیں مل رہا تھا وہ نور سے اپولو جائز کرنا چاہتا تھا،اپنے رویے پر معافی مانگنا چاہتا تھا مگر یہ بات بھی اس کی شان کے خلاف تھی"

موسم کافی گرم تھا مگر تابش کو ہر موسم میں چائے اور سگریٹ سکون دیتے تھے۔

ہوسٹل کے کمرے میں آنکھیں بند کر کے بیٹھا تھا اور دماغ میں نور کی لکھی غزل چل رہی تھی۔

میں حرف حرف اس کی خواہشوں سے تعمیر ہوئی ہوں۔۔۔میں خیال خیال اس کی سوچوں سے تعبیر ہوئی ہوں۔۔۔اس کے ذہن کے نقش سے تصویر ہوئی ہوں

میں وہ آزاد روانی میں بہتی سمیٹتی آرزو ہوں۔۔۔

جسے اس نے خود اپنی پوروں سے تخلیق کیا۔۔۔

یقین کے تخت پہ۔۔۔

شدتوں کا لباس اوڑھے۔۔۔

بے دھیانی میں ہواوں میں اسے خط لکھتی۔۔۔

کہ آئے اور اپنے لفظوں سے زندگی قبض کر لے۔۔۔

www.novelsclubb.com

جو میرے اندر سانس لیتے ہیں۔۔۔

آئے اور آ کر لے جائے اپنی فاطمہ کو۔۔۔

وہ فاطمہ جس میں اسے جینے کی اک تمنا۔۔۔

وہ ایک پل جواب بھی باقی ہے۔۔

ایک بار مجھے ڈھونڈ لے۔۔۔

کیونکہ میں تو اس میں کہیں گم ہو گئی ہوں

ایک بار، بس ایک بار آئے اور مجھے ان زنجیروں سے آزاد کرا دے۔۔۔

جو کبھی اس نے باندھی ہی نہیں۔۔۔

ایک بار مجھے وہ پل جینے کا موقع دے۔۔۔

www.novelsclubb.com

جو حقیقت نہیں، خواب ہے۔۔۔

ایک بار آئے اور مجھے تڑپتے دیکھے۔۔۔

بس ایک بار، آخری بار آئے اور ان بیتے لمحوں کو دفنا جائے۔۔۔

(از قلم فاطمہ ملک)

نور کو دوا لینے کے کچھ دیر بعد میں ہی غنودگی سی محسوس ہوئی۔۔۔اسے کمرے میں گھٹن محسوس ہونے لگی تو وہ باہر آکر حمیدہ کے تخت نما بستر پر لیٹ گئی۔۔ابان تو سونے جا چکا تھا اپنے کمرے میں مگر حمیدہ نور کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔اس نے کمرے کی کھڑکی سے دیکھ لیا تھا نور کو اپنے بستر پر لیٹتے۔نور کھلے آسمان کے نیچے لیٹی بس آسمان کو تکے جا رہی تھی جیسے وہ دل کی آواز سے اللہ تعالیٰ سے سوال کر رہی ہو ۔۔جیسے اسے جواب کی تلاش ہو ان سوالوں کی اس کا سکون چھین رہے تھے۔۔

www.novelsclubb.com

کب آسمان کو گھورتے گھورتے وہ سو گئی اُسے بھی پتا نہ چلا۔

حمیدہ نور سے کچھ کہہ نہیں رہی تھی مگر اس کا دل اندر ہی اندر ڈوب رہا تھا۔اسے لگ رہا تھا کہ نور بری طرح ٹوٹنے والی ہے۔نور نے فون آن ہی نہیں کیا اور مناہل

نے کالج آنا نہیں تھا تو اسے پتا ہی نہ چلا کہ نور ٹھیک نہیں۔ سعد نے مناہل کو کال کی اور بتایا کہ میں صبح سے نور کو کال کر رہا ہوں مگر اس کا فون بند آ رہا تھا تو اس نے حمیدہ کو کال کی۔ حمیدہ نے بتایا کہ "نور کو کل کا بہت تیز بخار ہے وہ اب بھی سو رہی ہے"

سعد مناہل سے ناراض ہو گیا کہ "کیسی دوست ہے جسے خبر ہی نہیں کہ اس کی دوست کس حال میں ہے۔"

مناہل نے حمیدہ سے بات کی کہ وہ ملنے آئے تو حمیدہ نے منع کر دیا کہ "فائدہ نہیں اسے میڈیسن دی ہے سو رہی ہے وہ رات تک ہی اٹھے گی اور پھر کھانے کے ساتھ دوا دوں گی تو اسے سکون کی نیند آ جائے گی۔ کل کالج میں مل لے۔" البتہ حمیدہ نے مناہل سے پوچھا "کیا کل نور تابش سے ملی تھی"

مناہل حمیدہ کے سوال پر حیران کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہو گئی اور بولی "جی آنٹی کیا ہوا ہے۔۔۔ کیوں پوچھ رہیں ہیں"

حمیدہ نے بات ٹال دی اور کہا "بس ویسے ہی پوچھا ہے بیٹا۔۔۔ سعد سے تو بات ہوتی

رہتی ہے۔۔۔تابش کبھی کال نہیں کرتا نا"

مناہل بولی "آنٹی وہ شروع سے ایسا ہی ہے ہم بھی اسے خود کال کرتے ہیں وہ ہمیں کال نہیں کرتا۔"

نہ خواہشیں، نہ جستجو پس آئینہ میرے روبرو

تیرے واسطے میں کچھ بھی نہیں، میرے واسطے بس تو ہی تو

بدھ والے دن نور نے مناہل سے کہا کہ "وہ کل بہت خاص اور اچھی سی تیار ہو کر آئے کیونکہ اسے نور نے کسی سے ملوانا ہے۔"

www.novelsclubb.com

مناہل حیران ہو گی کہ ایسا کون ہے جس سے ملنے کے لئے نور ایسے کہہ رہی ہے۔

مناہل نے پوچھا بھی مگر نور نے بات ٹال دی۔۔۔رات سونے سے پہلے نور نے مناہل کو کال کی اور کہا کہ کال کرنے کا مقصد یاد دہانی تھی کہ "کل اسپیشل ڈے ہے

تو پلیز اچھی سی تیار ہو کر آنا۔۔۔"

مناہل پوچھتی رہی مگر نور نے کہا" سرپرائز ہے "کالج پہنچ کر نور مناہل کا انتظار کرنے لگی۔آج مناہل بہت دل سے تیار ہوئی تھی اور لائیٹ ٹی پنک رنگ کے شلوار سوٹ میں تو بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔نور اسے دیکھتے ہی اس کی نظر اتارنے لگی اور مناہل ہنستے ہوئے بولی "نور تم تو بلکل پاگل ہو گئی ہو"

نور بولی "ہاں ہاں۔۔۔ بلکل جو مرضی کہو اور سمجھو مگر میں نہیں چاہتی کہ میری بھابی کو کسی کی بھی یہاں تک کہ میری بھی نظر لگے۔"

مناہل بولی "اچھا بتاو کیا سرپرائز ہے اور تم کیوں اتنی سمپل آئی ہو"

نور مسکراتے ہوئے بولی "تمہیں کوئی بہت خاص ملنے آرہا ہے"

مناہل نور کے انداز سے سمجھ گی کہ ابان آرہا ہے اور ابان کے تصور کو سوچ کر ہی وہ شرما سی گئی۔۔۔نور اسے چھیڑتے ہوئے بولی "اف مناہل تم تو بھائی کے ذکر پر بھی شرماتی ہو۔دیکھو دھڑکنیں سنبھال کر رکھنا"

مناہل نور کو آہستہ سے پرے کرتے ہوئے بولی "چلو ہٹو" اتنے میں ابان کی کال آئی

نور کو کہ "میں گیٹ کے باہر ہوں"

مناہل کو لے کر نور باہر آئی کیونکہ ابھی تک گاڑی کا بھی نہیں بتایا تو وہ بھی ایک سرپرائز تھا۔ دونوں گیٹ کی طرف جا رہیں تھیں جب سعد کی مناہل کو کال آئی کہ "میں کالج کے پاس ہوں لنچ کرنے چلتے ہیں چاروں۔ مناہل نے بتایا کہ وہ تو ابان کے ساتھ لنچ پر جا رہی ہے تو سعد نور اور تابش کے ساتھ لنچ کر لے"

سعد اسے چھیڑنے لگا اور مناہل نے بنا کوئی جواب دیئے کال کاٹ دی۔ باہر آئے تو ابان گیٹ کے سامنے گاڑی میں بیٹھا تھا۔ نور نے مناہل کو بتایا کہ "بھائی کی گاڑی ہے انھوں نے نئی لی ہے"

نور اور مناہل کو دیکھ کر ابان گاڑی سے باہر نکل آیا۔ بلیو جینز اور اوپر ریڈ ٹی شرٹ میں ابان بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ ابان نے سلام کیا اور نور نے فرنٹ دوڑ کھول کر مناہل کو بیٹھا کر ابان سے کہا کہ "بھائی پلیز خاموش مت رہنا بات کرنا وہ آپ کی ہر بات کا، آپ کی پسند ناپسند کا بنا کہے مان رکھتی ہے تو آپ اس کے جذبات کا خیال رکھنا اور ہاں گفٹ لے کر دینا مت بھولنا"

ابان مسکراتے ہوئے بولا "اچھا میری ماں اب چپ"

نور ہنستے ہوئے دعا دینے لگی "اللہ تعالی آپ دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ خوش رکھے۔ آمین"

نور واپس آئی تو سعد کی کال آئی "نور کہاں ہو کیفے پہنچ جاو اور بتاو کیا کھاو گی تا کہ آرڈر کر دوں"

نور بولی "چکن بریانی"

سعد نے "ٹھیک ہے" کہہ کر کال کاٹ دی۔

نور وہاں سے سیدھا کیفے گئ۔ کیفے پہنچی تو سعد کے ساتھ تابش بھی موجود تھا۔ نور کو دیکھ کر تابش بولا "سنا ہے آپ بہت بیمار رہیں ہیں مس نور۔۔۔ کیا ہوا تھا"

نور نے تابش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب دیا "جب مسیحا کو مرض بتانا پڑے تو بہتر ہوتا ہے خاموش رہا جائے"

تابش سمجھ گیا تھا کہ نور کیا کہہ رہی ہے مگر سعد کے سامنے انجان بنتے ہوئے بولا "کیا مطلب؟"

نور نے سعد کی طرف دیکھتے ہوئے جواب تابش کو دیا"ڈاکٹر آپ ہیں نا۔۔؟؟؟"

ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ کسی کلاس فیلو نے آکر بتایا کہ "عاطف مرزا اور عثمان باجوہ دونوں اس کا پوچھ رہے ہیں میڈیم نے پروجیکٹ جمع کروانے کی ڈیٹ بدل دی ہے۔"

سعد نے اس بندے سے کہا کہ "بھائی نور کھانا تو کھا لے۔۔اپنے دوستوں سے کہنا کہ نور کے خاص دوست آئے ہوئے ہیں تو ان کے جانے کے بعد ہی وہ ملے گی۔" تابش نے کچھ کہا تو نہیں مگر اس کا موڈ خراب ہو گیا۔نور کو اس وقت عاطف مرزا پر غصہ آ رہا تھا مگر وہ نارمل بیہو کر رہی تھی۔سعد نے بتایا کہ "ماما اس کا رشتہ دیکھنے جا رہی ہیں اس اتوار کو تو نور تم اور مناہل بھی ماما کے ساتھ جانا"

نور نے مسکراتے ہوئے حامی بھر لی اور سعد تابش سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا "یار مناہل کی بھی اسی ماہ شادی ہو جائے گی۔امی میری بھی دو ماہ کے اندر اندر شادی کر دینا چاہتی ہیں ۔۔۔اب تم دونوں بچ گئے ہو۔۔۔ تم بھی"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تابش نے سعد کو ٹوکتے ہوئے بات بدل دی اور بولا "سعد تو ساری باتیں چھوڑ پہلے یہ بتا کہ بزنس کیسا چل رہا ہے۔۔۔اب تو ایک سے دو ہونے جا رہا ہے "

اس سے پہلے کہ سعد کچھ بھی جواب دیتا سعد کے فون پر بیل ہوئی تو فون پر پاپا لکھا دیکھ کر بولا "اوہ شٹ میں تو بھول ہی گیا تھا کہ ایک ڈیلیگیشن آ رہا ہے بابا چاہتے ہیں ان سے ملوں اور میٹنگ بھی میں ہی کروں۔۔۔اچھا چلو تم دونوں باتیں کرو اور نور پلیز یار اتوار کو شام میں جانا ہے تم دونوں لنچ ٹائم تک پہنچ جانا مل کر لنچ کریں گے۔"

ان دونوں کو "بائے" کہتا ہوا گاڑی کی چابی اور موبائل پکڑ کر چلا گیا۔

سعد کے جانے کے بعد نور نے تابش سے پوچھا "آپ ناراض ہیں مجھ سے؟"

تابش کندھے اچکاتے ہوئے بولا "میں کیوں ناراض ہونے لگا اور ناراض ہونا یا منانا مجھے یہ سب پسند نہیں۔ مس نور میں بہت بار بتا چکا ہوں کہ میں بہت پریکٹیکل سوچ کا انسان ہوں۔"

تابش نے بات بدلتے ہوئے کہا "آپ کو عاطف سے ملنا تھا شاید منتظر ہو گا وہ آپ

کا"

نور نے تابش کی آنکھوں میں دیکھا اور بولی "آپ کو کسی کے منتظر ہونے کی اتنی پرواہ ہوتی ہے اور میں جو آپ کی منتظر رہتی ہوں وہ کیا ہے"

تابش نے نور کی طرف دیکھے بنا سگریٹ کی کش لی۔وہ خود نہیں جانتا تھا کہ عاطف کے نام پر اسے کیا ہو جاتا تھا۔وہ اپنے اندر ایک ایسی جنگ لڑ رہا تھا جس کی وجہ اس کا خود ساختہ وہم تھا۔تابش بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔اس نے ہاتھ میں پکڑا اسگریٹ سلگایا اور چائے کا سپ لیا۔بولنے لگا "تو اسے کھانسی کا غوطہ لگ گیا"

اسے آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا شاید یہ سب بھی اس کے اندر کی خود ساختہ کسی سوچ کی وجہ سے ہوا تھا۔نور نے بے اختیار تابش کے ہاتھ سے سگریٹ پکڑ کر بجھا دیا۔

www.novelsclubb.com

تابش۔۔۔

وہ تابش علی تھا۔۔۔

ایسا کرنے کے بارے میں تو کبھی ارتضی علی نے بھی نہیں سوچا تھا تو نور۔۔۔

نور کون تھی اور کیا تھی۔

تابش علی بنا ارد گرد دیکھے نور پر چلانے لگا "ہاو ڈیر یو۔۔ تم سمجھتی کیا ہو خود کو۔۔۔

کون ہو تم۔۔۔

کہو کیا سمجھتی ہو تم خود کو۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔؟؟"

نور کے ہاتھ پاوں کانپنے لگے۔ نور سے آج تک کوئی اونچی آواز میں بولنا تو دور روڈ لہجے میں بھی نہیں بولا تھا۔ وہ نم آنکھوں اور روتے لہجے میں صرف "سوری" بول سکی اور تابش چلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ نور میں اتنی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ وہاں سے اٹھ سکے۔ اسے کیا محسوس ہو رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی مگر کچھ بہت عجیب تھا۔ کتنی ہی دیر نور سر نیچے کئے بیٹھی رہی پھر اٹھی اور بوجھل قدموں سے گیٹ کی

طرف بڑھ گئی۔ باہر کھڑے رکشے کو اشارہ کیا اور بیٹھ کر گھر آگئی۔ وہ آج روئی ہی نہیں وہ صرف اپنے اللہ کے سامنے رونا چاہتی تھی۔

نور نے گھر پہنچ کر تابش کو میسج کیا "سوری" اور اس کے بعد فون بند کر دیا۔ کپڑے بدلے نماز پڑھی اور جاء نماز پر بیٹھ کر روتی رہی اسے یہ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ رو کیوں رہی ہے مگر رونا بند بھی نہیں ہو رہا تھا۔ حمیدہ کمرے میں آئی دیکھنے کہ نور ابھی تک باہر کیوں نہیں آئی تو اسے جاء نماز پر بیٹھی نور خدا سے بات کرنے میں اتنی مصروف نظر آئی کہ وہ واپس پلٹ گئی۔

نور نماز سے فارغ ہو کر دوبارہ منہ ہاتھ دھو کر اور خود کو فریش کر کے باہر آئی تا کہ حمیدہ کو پتا نہ چل سکے کہ وہ روئی ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ حمیدہ کے ساتھ بیٹھ کر باتیں ابان کی شادی کی باتیں کرنے لگی۔ کہتے ہیں پیدا کرنے والے سے پالنے والا بڑا ہوتا ہے یہ سچ تھا کہ حمیدہ نے نور کو پیدا نہیں کیا تھا

مگر یہ بھی سچائی تھی کہ حمیدہ نور کے چہرے اور آنکھوں کے رنگ سے اس کے دل کی کیفیت سمجھ لیتی تھی۔

تابش ہوسٹل پہنچا تو کمرے میں لیٹ گیا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی خود کی۔۔۔

"وہ کیوں چلایا تھا اتنا نور پر۔۔۔نور نے ایسا کیا کیا تھا۔"

پھر خود ہی خود کو کہا"میں تابش علی ہوں نور کون ہوتی ہے میرے ہاتھ سے بنا میری اجازت کے سگریٹ پکڑ کر پھینکنے والی"

اسے کبھی خود پر اور کبھی نور پر غصہ آرہا تھا۔نور کی ڈائیری سامنے پڑی تھی اور وہ پڑھنا اس کا شوق نہیں عادت بن گئی تھی۔اب تک جانے کتنی بار اسے پڑھ چکا تھا۔

سگریٹ

www.novelsclubb.com

کاش!!

کبھی اپنے کمرے میں وہ اکیلا بیٹھا

بے خیالی میں سگریٹ سلگاتا

پہلی کش لگاتا اور آنکھیں بند کر لیتا

چند سیکنڈ بعد دھواں ہوا میں چھوڑتا

پھر اس دھواں میں میری تصویر بناتا

میری تصویر بناتے ہوئے وہ میرے تصور میں کھو جاتا

آنکھیں بنا کر مٹا دیتا

ماتھے پہ آتی لٹ ہوا میں اڑا دیتا

کاش!!

میرے تصور میں کھو کر وہ سگریٹ کی کش لگانا بھول جاتا

جلتی سگریٹ کی تپش اسے اپنے ختم ہونے کا احساس دلاتی

وہ تڑپ جاتا۔۔۔ تصویر تو مکمل نہیں ہوئی

www.novelsclubb.com

وہ دوبارہ سگریٹ سلگاتا اور کش لگاتا

سوچتا اب کی بار تصویر مکمل کروں گا

دھواں میں تصویر بناتے ہوئے سوچتا
کانوں میں بالی پہناوں کہ جھمکے
ناک میں کوکے کی چمک آنکھوں کی چمک سے کم رکھوں گا
وہ پھر تصور میں کھو جاتا
کھڑکی سے باہر چاند کو تکتا اور سوچتا
کیا وہ بھی جاگ رہی ہو گی
کیا وہ بھی چاند کو دیکھ رہی ہو گی
وہ اسی سوچ میں کھویا رہتا
سگریٹ سلگ سلگ کر ختم ہو جاتی
تصور میں کھونے کی وجہ سے تصویر ادھوری رہ جاتی
کاش۔۔۔کاش!!
وہ میری تصویر مکمل کر پاتا
کاش اس کی سگریٹ کے ختم ہونے تک میری تصویر مکمل ہو جاتی

www.novelsclubb.com

کاش!!

کاش فاطمہ مکمل ہو پاتی (از قلم فاطمہ ملک)

عشق کرنا ہے تو پھر چاک گریباں کر لے

ہوش والوں سے کہاں رقص جنوں ہوتا ہے

حمیدہ کی ٹانگوں میں بہت درد تھا۔ شادی کی تیاریوں میں تھک جاتی تھی۔ نور حمیدہ کی ٹانگیں دباتے ہوئے بولی "امی آپ اکیلی سب کام کرتی ہیں۔ تھک جاتی ہیں میں نے سوچا ہے شادی تک میں کالج نہیں جاؤں گی۔"

حمیدہ جو سامنے لگی ٹی وی کی اسکرین کے ریموٹ سے چینل بدل رہی تھی ایک دم آواز کو میوٹ کر کے نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "کیا مطلب۔۔۔ میں سمجھی نہیں"

نور نے کہا "امی شادی کے دن قریب ہیں اور کام بہت ہیں۔ میرا بھی کچھ فرض بنتا

ہے۔میں بھی بھائی کی شادی کے کاموں میں برابر حصہ لینا چاہتی ہوں"

حمیدہ بولی"ہاں ٹھیک ہے مگر تمہاری ایگزبیشن ہے اس کا کیا؟"

نور نے کہا"امی میں نے نام کٹوادیا ہے"

اس جملے پر حمیدہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی"نور کیا ہوا ہے؟"

اس سے پہلے کہ نور بات ٹالتی حمیدہ نے نور کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لگالیا اور بولی

"مجھے وہ سننا ہے جو تم خود سے چھپا رہی ہو"

نور حمیدہ کے سینے میں منہ چھپا کر ایسے رونے لگی جیسے اسے کوئی دیکھ نہ سکتا ہو۔ روتے روتے اسے ہچکیاں لگ گئیں۔

حمیدہ کو ایسے لگا کہ اس کا دل بند ہو جائے گا۔وہ بہت تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتی رہی۔نور جب رو کر تھک گئی تو حمیدہ نے دوبارہ پوچھا"نور ماں سے سچ چھپا کر بھی چین نہیں ملتا تو کم از کم بتادو ممکن ہے میرے پاس کوئی حل ہو تمہارے مسئلے کا"

نور نے حمیدہ کو پہلی مرتبہ عاطف کی کال کی وجہ سے تابش کی ناراضگی اور دوسری بار کا رویہ سب بتادیا۔

حمیدہ اسے چھپ کراتی رہی کہ وہ کسی بھی انسان کے لئے اپنے خواب کیوں ادھورے چھوڑے۔

نور نے کہا کہ "امی آپ بھائی مناہل یا سعد سے بات مت کرنا۔ میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے ان کی بچپن کی دوستی خراب ہو یا بھائی تابش کے لئے کچھ بھی برا سوچے۔ امی علی ویسے ہی پریشان رہتا ہے تو ممکن ہے اسے کوئی اسٹیریس ہو"

حمیدہ اسے پیار کرنے لگی اور بولی "میں کیوں کہوں گی کسی کو اور تم ایک دو دن ریسٹ کرو مگر خبردار جو پروجیکٹ چھوڑنے کی بات کی۔"

نور نے صرف "جی" کہا۔

حمیدہ نے اسے زور سے خود کے ساتھ لگالیا اور نور ایک بار پھر رونے لگی۔ حمیدہ بہت پہلے جان گئی تھی کہ نور ٹوٹے گی کیونکہ اسے توڑ کر جوڑنے کے لئے رب نے چنا تھا۔

ابان مغرب کے قریب آیا تو بہت خوش تھا۔ نور بھی بھائی کو خوش دیکھ کر خوش ہو گئی۔ نور نے اپنا فون آن کیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ مناہل اسے کال کرے گی۔ ابان

نے مختصر لفظوں میں بتادیا کہ مناہل خوش تھی اور اس نے گلے میں پہننے والا پینڈینڈ لیا ہے۔کچھ دیر بیٹھا اور پھر فریش ہونے چلا گیا۔نور نے پوچھا "بھائی چائے بناوں" ابان بولا "ہاں بہت طلب ہو رہی ہے چائے کی "نور چائے بنانے چلی گئ۔

نور فارغ ہو کر کمرے میں آئی تو مناہل کی دو مس کالیں تھیں۔نور نے مناہل کو کال کی اور مناہل نے نور کو اتنی بار آئی "لویو نور" کہا کہ نور ہنستے ہوئے بولی "اچھا جی تو مطلب بھائی کے ساتھ دن اچھا گزرا"

مناہل اسے بتانے لگی کہ "ابان اس سے پوچھ کر اس کے فیورٹ ریسٹورنٹ میں لے لیا۔اسے اس کی پسند کا گفٹ لے کر دیا۔۔۔چاکلیٹ اور پھولوں کا گلدستہ بھی خرید کر دیا"

نور سن کر بہت خوش ہوئی کہ شکر ہے اس کے بھائی کو کچھ عقل تو آئی۔ مناہل بول بول کر تھک گی تو نور نے اسے بتایا کہ "وہ اگلے ہفتے کالج نہیں جائے گی تو مناہل پریشان نہ ہو"

مناہل نے وجہ پوچھی تو نور نے وہی بہانہ بنایا کہ "امی اب ٹھیک نہیں رہتیں شادی میں وقت تھوڑا ہے اور کام بہت تو اسے امی کی مدد کروانی ہے"

نور نے کہا" مناہل"

مناہل کو لگا کہ "کچھ ہے جو نور کہنا چاہتی ہے مگر نہیں کہہ رہی۔۔۔"

مناہل نے جواب میں کہا"ہاں بولو کیا؟"

نور بات بدلتے ہوئے بولی "کچھ نہیں یہی کہنا تھا کہ آج خواب میرے بھائی کے دیکھنا"

نور کی اس بات پر مناہل ہنستے ہوئے بولی "میڈیم میں تب بھی تمہارے بھائی کے خواب دیکھتی تھی جب وہ تمہارا بھائی ہے پتا بھی نہیں تھا۔ تم وہ بات بتاو جو تم چھپا رہی ہو۔۔۔تابش نے کچھ کہا ہے"

www.novelsclubb.com

نور کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ کیا جواب دے تو ایک دم بولی "جی آئی امی مناہل کو اللہ حافظ کرلوں"

پھر مناہل سے کہنے لگی "امی بلا رہی ہیں۔۔ تم آرام کرو۔۔۔ اللہ حافظ "

نور نے رات سونے تک واٹس ایپ دیکھتی رہی۔۔۔ تابش کو لکھا "سوری" سین ہو چکا تھا مگر ریپلائی نہیں آیا تھا۔ نور نے نماز پڑھی اور ڈائیری پکڑ کر لکھنے بیٹھ گئ۔۔

کسی نے پوچھا جدائی میں کتنا رویا جاتا ہے

میں نے رو کر بتایا کہ اتنا رویا جاتا ہے

ندیاں بھی مات کھا جائیں جن سے

اپنی آنکھوں سے ایسا رویا جاتا ہے

اس نے کہا تمہاری آنکھیں خوبصورت ہیں

کہا میں نے ان آنکھوں سے بڑا رویا جاتا ہے

وہ آنسو عشق کے مزار کے پھول ہیں

www.novelsclubb.com

جن آنکھوں سے نیند میں رویا جاتا ہے

حادثوں کو ترتیب دے کر دیکھا ہے

اک محبت ہے جس میں تنہا رویا جاتا ہے

فاطمہ محبت میں رونا ایک عبادت ہے

لمحے لمحے میں گریہ جتنا رویا جاتا ہے (از قلم فاطمہ ملک)

غزل لکھی اور ڈائیری بند کر کے رکھ دی اس ڈائیری پر لکھی ہوئی یہ آخری غزل تھی۔۔۔

تابش۔۔۔

وہ تابش علی تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

ایسا کرنے کے بارے میں تو کبھی ارتضی علی نے بھی نہیں سوچا تھا تو نور۔۔۔

نور کون تھی اور کیا تھی۔

تابش علی بنا ارد گرد دیکھے نور پر چلانے لگا"ہاؤ ڈیر یو۔۔تم سمجھتی کیا ہو خود کو۔۔۔

کون ہو تم۔۔۔

کہو کیا سمجھتی ہو تم خود کو۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔؟؟"

نور کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔نور سے آج تک کوئی اونچی آواز میں بولنا تو دور روڈ لہجے میں بھی نہیں بولا تھا۔وہ نم آنکھوں اور روتے لہجے میں صرف "سوری" بول سکی اور تابش چلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔نور میں اتنی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ وہاں سے اٹھ سکے۔اسے کیا محسوس ہو رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی مگر کچھ بہت عجیب تھا۔ کتنی ہی دیر نور سر نیچے کئے بیٹھی رہی پھر اٹھی اور بوجھل قدموں سے گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔باہر کھڑے رکشے کو اشارہ کیا اور بیٹھ کر گھر آ گئی۔وہ آج روئی ہی نہیں وہ صرف اپنے اللہ کے سامنے رونا چاہتی تھی۔

نور نے گھر پہنچ کر تابش کو میسج کیا "سوری" اور اس کے بعد فون بند کر دیا۔ کپڑے بدلے نماز پڑھی اور جاء نماز پر بیٹھ کر روتی رہی اسے یہ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ رو کیوں رہی ہے مگر رونا بند بھی نہیں ہو رہا تھا۔ حمیدہ کمرے میں آئی دیکھنے کہ نور ابھی تک باہر کیوں نہیں آئی تو اسے جاء نماز پر بیٹھی نور خدا سے بات کرنے میں اتنی مصروف نظر آئی کہ وہ واپس پلٹ گئی۔

نور نماز سے فارغ ہو کر دوبارہ منہ ہاتھ دھو کر اور خود کو فریش کر کے باہر آئی تاکہ حمیدہ کو پتا نہ چل سکے کہ وہ روئی ہے۔

وہ حمیدہ کے ساتھ بیٹھ کر باتیں ابان کی شادی کی باتیں کرنے لگی۔ کہتے ہیں پیدا کرنے والے سے پالنے والا بڑا ہوتا ہے یہ سچ تھا کہ حمیدہ نے نور کو پیدا نہیں کیا تھا مگر یہ بھی سچائی تھی کہ حمیدہ نور کے چہرے اور آنکھوں کے رنگ سے اس کے دل کی کیفیت سمجھ لیتی تھی۔

تابش ہوسٹل پہنچا تو کمرے میں لیٹ گیا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی خود کی۔۔۔

"وہ کیوں چلایا تھا اتنا نور پر۔۔۔نور نے ایسا کیا کیا تھا۔"

پھر خود ہی خود کو کہا"میں تابش علی ہوں نور کون ہوتی ہے میرے ہاتھ سے بنا میری اجازت کے سگریٹ پکڑ کر پھینکنے والی"

اسے کبھی خود پر اور کبھی نور پر غصہ آرہا تھا۔نور کی ڈائیری سامنے پڑی تھی اور وہ پڑھنا اس کا شوق نہیں عادت بن گئی تھی۔اب تک جانے کتنی بار اسے پڑھ چکا تھا۔

سگریٹ

کاش!!

کبھی اپنے کمرے میں وہ اکیلا بیٹھا

بے خیالی میں سگریٹ سلگاتا

پہلی کش لگاتا اور آنکھیں بند کرلیتا

www.novelsclubb.com

چند سیکنڈ بعد دھواں ہوا میں چھوڑتا

پھر اس دھواں میں میری تصویر بناتا

میری تصویر بناتے ہوئے وہ میرے تصور میں کھو جاتا

آنکھیں بنا کر مٹا دیتا

ماتھے پہ آتی لٹ ہوا میں اڑا دیتا

کاش!!

میرے تصور میں کھو کر وہ سگریٹ کی کش لگانا بھول جاتا

جلتی سگریٹ کی تپش اسے اپنے ختم ہونے کا احساس دلاتی

وہ تڑپ جاتا۔۔۔تصویر تو مکمل نہیں ہوئی

www.novelsclubb.com

وہ دوبارہ سگریٹ سلگاتا اور کش لگاتا

سوچتا اب کی بار تصویر مکمل کروں گا

دھواں میں تصویر بناتے ہوئے سوچتا

کانوں میں بالی پہناوں کہ جھمکے

ناک میں کوکے کی چمک آنکھوں کی چمک سے کم رکھوں گا

وہ پھر تصور میں کھو جاتا

کھڑکی سے باہر چاند کو تکتا اور سوچتا

کیا وہ بھی جاگ رہی ہو گی

کیا وہ بھی چاند کو دیکھ رہی ہو گی

وہ اسی سوچ میں کھو یا رہتا

سگریٹ سلگ سلگ کر ختم ہو جاتی

تصور میں کھونے کی وجہ سے تصویر ادھوری رہ جاتی

کاش۔۔۔کاش!!

www.novelsclubb.com

وہ میری تصویر مکمل کر پاتا

کاش اس کی سگریٹ کے ختم ہونے تک میری تصویر مکمل ہو جاتی

کاش!!

کاش فاطمہ مکمل ہو پاتی (از قلم فاطمہ ملک)

عشق کرنا ہے تو پھر چاک گریباں کر لے
ہوش والوں سے کہاں رقص جنوں ہوتا ہے

حمیدہ کی ٹانگوں میں بہت درد تھا۔ شادی کی تیاریوں میں تھک جاتی تھی۔نور حمیدہ کی ٹانگیں دباتے ہوئے بولی "امی آپ اکیلی سب کام کرتی ہیں۔ تھک جاتی ہیں میں نے سوچا ہے شادی تک میں کالج نہیں جاوں گی۔"

حمیدہ جو سامنے لگی ٹی وی کی اسکرین کے ریموٹ سے چینل بدل رہی تھی ایک دم آواز کو میوٹ کر کے نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "کیا مطلب۔۔۔میں سمجھی نہیں"

نور نے کہا "امی شادی کے دن قریب ہیں اور کام بہت ہیں۔ میرا بھی کچھ فرض بنتا

www.novelsclubb.com

ہے۔میں بھی بھائی کی شادی کے کاموں میں برابر حصہ لیناچاہتی ہوں"

حمیدہ بولی"ہاں ٹھیک ہے مگر تمہاری ایگزیمیشن ہےاس کا کیا؟"

نورنے کہا"امی میں نے نام کٹوادیا ہے"

اس جملے پر حمیدہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گی ُاور بولی "نور کیا ہوا ہے ؟"

اس سے پہلے کہ نور بات ٹالتی حمیدہ نے نور کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لگالیااور بولی

"مجھے وہ سننا ہے جو تم خود سے چھپارہی ہو"

نور حمیدہ کے سینے میں منہ چھپا کر ایسے رونے لگی جیسے اسے کوئی دیکھ نہ سکتا ہو۔
روتے روتے اسے ہچکیاں لگ گئیں۔

حمیدہ کو ایسے لگا کہ اس کا دل بند ہو جائے گا۔وہ بہت تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتی
رہی۔نور جب رو کر تھک گی ُتو حمیدہ نے دوبارہ پوچھا"نور ماں سے سچ چھپا کر بھی
چین نہیں ملنا تو کم از کم بتادو ممکن ہے میرے پاس کوئی حل ہو تمہارے مسئلے کا"
نور نے حمیدہ کو پہلی مرتبہ عاطف کی کال کی وجہ سے تابش کی ناراضگی اور دوسری
بار کا رویہ سب بتادیا۔

حمیدہ اسے چھپ کراتی رہی کہ وہ کسی بھی انسان کے لئے اپنے خواب کیوں ادھورے چھوڑے۔

نور نے کہا کہ "امی آپ بھائی مناہل یا سعد سے بات مت کرنا۔ میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے ان کی بچپن کی دوستی خراب ہو یا بھائی تابش کے لئے کچھ بھی برا سوچے۔ امی علی ویسے ہی پریشان رہتا ہے تو ممکن ہے اسے کوئی اسٹیریس ہو"

حمیدہ اسے پیار کرنے لگی اور بولی "میں کیوں کہوں گی کسی کو اور تم ایک دو دن ریسٹ کرو مگر خبردار جو پروجیکٹ چھوڑنے کی بات کی۔ "

نور نے صرف "جی" کہا۔

حمیدہ نے اسے زور سے خود کے ساتھ لگالیا اور نور ایک بار پھر رونے لگی۔ حمیدہ بہت پہلے جان گئی تھی کہ نور ٹوٹے گی کیونکہ اسے توڑ کر جوڑنے کے لئے رب نے چنا تھا۔

ابان مغرب کے قریب آیا تو بہت خوش تھا۔ نور بھی بھائی کو خوش دیکھ کر خوش ہو گئی۔ نور نے اپنا فون آن کیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ مناہل اسے کال کرے گی۔ ابان

نے مختصر لفظوں میں بتادیا کہ مناہل خوش تھی اور اس نے گلے میں پہننے والا پینڈینڈ لیا ہے۔کچھ دیر بیٹھا اور پھر فریش ہونے چلا گیا۔نور نے پوچھا "بھائی چائے بناوں " ابان بولا "ہاں بہت طلب ہو رہی ہے چائے کی "نور چائے بنانے چلی گئ۔

نور فارغ ہو کر کمرے میں آئی تو مناہل کی دو مس کالیں تھیں۔نور نے مناہل کو کال کی اور مناہل نے نور کو اتنی بار آئی "لو یو نور" کہا کہ نور ہنستے ہوئے بولی "اچھا جی تو مطلب بھائی کے ساتھ دن اچھا گزرا"

مناہل اسے بتانے لگی کہ "ابان اس سے پوچھ کر اس کے فیورٹ ریسٹورنٹ میں لے لیا۔اسے اس کی پسند کا گفٹ لے کر دیا۔۔۔چاکلیٹ اور پھولوں کا گلدستہ بھی خرید کر دیا"

نور سن کر بہت خوش ہوئی کہ شکر ہے اس کے بھائی کو کچھ عقل تو آئی۔ مناہل بول بول کر تھک گی تو نور نے اسے بتایا کہ "وہ اگلے ہفتے کالج نہیں جائے گی تو مناہل پریشان نہ ہو"

مناہل نے وجہ پوچھی تو نور نے وہی بہانہ بنایا کہ "امی اب ٹھیک نہیں رہتیں شادی میں وقت تھوڑا ہے اور کام بہت تو اسے امی کی مدد کروانی ہے"

نور نے کہا" مناہل"

مناہل کو لگا کہ "کچھ ہے جو نور کہنا چاہتی ہے مگر نہیں کہہ رہی۔۔۔"

مناہل نے جواب میں کہا" ہاں بولو کیا؟"

نور بات بدلتے ہوئے بولی" کچھ نہیں یہی کہنا تھا کہ آج خواب میرے بھائی کے دیکھنا"

نور کی اس بات پر مناہل ہنستے ہوئے بولی" میڈیم میں تب بھی تمہارے بھائی کے خواب دیکھتی تھی جب وہ تمہارا بھائی ہے پتا بھی نہیں تھا۔ تم وہ بات بتاؤ جو تم چھپا رہی ہو۔۔۔تابش نے کچھ کہا ہے"

www.novelsclubb.com

نور کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ کیا جواب دے تو ایک دم بولی "جی آئی امی مناہل کو اللہ حافظ کرلوں"

پھر مناہل سے کہنے لگی "امی بلا رہی ہیں۔۔ تم آرام کرو۔۔۔اللہ حافظ "

نور نے رات سونے تک واٹس ایپ دیکھتی رہی۔۔۔تابش کو لکھا "سوری" سین ہو چکا تھا مگر ریپلائی نہیں آیا تھا۔نور نے نماز پڑھی اور ڈائیری پکڑ کر لکھنے بیٹھ گئ۔۔

کسی نے پوچھا جدائی میں کتنا رویا جاتا ہے

میں نے رو کر بتایا کہ اتنا رویا جاتا ہے

ندیاں بھی مات کھا جائیں جن سے

اپنی آنکھوں سے ایسا رویا جاتا ہے

www.novelsclubb.com

اس نے کہا تمہاری آنکھیں خوبصورت ہیں

کہا میں نے ان آنکھوں سے بڑا رویا جاتا ہے

وہ آنسو عشق کے مزار کے پھول ہیں

جن آنکھوں سے نیند میں رویا جاتا ہے

حادثوں کو ترتیب دے کر دیکھا ہے

اک محبت ہے جس میں تنہا رویا جاتا ہے

فاطمہ محبت میں رونا ایک عبادت ہے

لمحے لمحے میں گریہ جتنا رویا جاتا ہے (از قلم فاطمہ ملک)

غزل لکھی اور ڈائیری بند کر کے رکھ دی اس ڈائیری پر لکھی ہوئی یہ آخری غزل تھی۔۔۔

---

www.novelsclubb.com

میں کہانی تو نہیں ہوں کہ سدا رہ جاوں

میں نے کردار نبھانا ہے اور چلے جانا ہے

سعد تابش کو پہلے ہاسپٹل لے کر گیا پٹی کروائی۔بہت زیادہ خون بہنے کی وجہ سے اسے ڈرپ بھی لگی اس کے بعد اسے ہاسٹل لے کر آیا کیونکہ تابش ہاسپٹل میں مریضوں کی طرح لیٹنا نہیں چاہتا تھا۔

سعد جانتا تھا کہ تابش اس وقت بھی ارتضی کا ساتھ نہیں رہنا چاہے گا تو گھر نہیں لے کر گیا۔ سارا راستہ دونوں خاموش رہے۔سعد ہوسٹل آیا تو تابش کے ساتھ ہی کے کمرے میں چلا گیا کہ بہت تھک گیا ہے ایک کپ چائے اور کچھ دیر آرام کر کے جائے گا۔ حمیدہ، نور اور ابان گھر آچکے تھے اور وہ اس سب سے بے خبر تھے۔

سعد نے مناہل کو بتایا تھا مگر اسے منع کیا کہ بات ابان تک نہ جائے۔ مناہل ابان کی بیوی بعد میں تھی اور تابش

اور سعد کی دوست پہلے تھی۔وہ جانتی تھی رشتوں کو کیسے سنبھلنااور نبھانا ہے۔۔۔

اسے خود تابش کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

سعد کو مناہل نے ہدایت کی کہ رات تابش کے پاس ہی رکے۔دوائیوں اورانجیکشن کااثر تھا۔تابش کو لیٹتے ہی نیند آگئ۔اسے یہ بھی نہیں پتا چلا کہ سعد رات وہیں تھا اس کے کمرے میں اس کے پاس ہے۔آدھی رات کو تابش کی درد کی وجہ سے آنکھ کھلی تو دیکھا سعد اس کے کمرے میں رکھے صوفے پر سویا ہوا تھا۔۔۔

تم دل بن کے دھڑکتے ہو سینے میں
یہی ایک آس مجھے مرنے نہیں دیتی

www.novelsclubb.com

دوسری طرف نور اس سب سے بے خبر سارا راستہ اپنے اس ہاتھ کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتی رہی جسے تابش نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔اس نے خواب میں

بھی نہیں سوچا تھا کبھی تابش اس کے ہاتھ کو چھوئے گا۔ پکڑے گا اور تابش کی دھڑکن کو ہاتھ کے راستے اپنے دل میں محسوس کرے گی۔

اس کا بہت بار دل کیا کہ تابش کو لکھے "آئی لو یو علی" مگر وہ اتنی ہمت اکٹھی نہ کر سکی اور بس اس نے "تھینگ یو علی" لکھا۔۔۔ میسج لکھنے کے بعد اس نے ڈائیری نکالی اور اس پر نظم لکھنے بیٹھ گئی۔

کاش کوئی ایسا چائے کا کپ بھی ہو۔۔

جس کا ایک گھونٹ پیتے ہی میں کھو جاوں۔۔

کھو جاوں خیالوں کی وادیوں میں۔۔

جہاں دنیا حسین ہو۔۔

کوئی خود سے بیزار نہ ہو۔۔

جہاں محبت کے چشمے بہتے ہوں۔۔

جہاں کسی کی آنکھ نم نہ ہو۔۔

جہاں کوئی مظلوم نہ ہو۔۔

www.novelsclubb.com

جہاں پرندے پنجرے میں قید نہ ہوں۔۔

جہاں کوئی محبت سے مایوس نہ ہو۔۔

جہاں کسی کے ہونٹ پر سوال نہ ہو۔۔

جہاں زندگی حسین ہو۔۔

جہاں پرندے گاتے ہوں اور محبت کے گیت سناتے ہو۔۔

جہاں محبت میں شرائط نہ ہوں۔۔۔

جہاں وصل وہجر کا خوف نہ ہو۔۔۔

جہاں تصور میں وہ میرے پاس ہو۔۔

جہاں میں اس کے کندھے پر سر رکھ کر اسے بتا سکوں کہ عورت وفا کی مورت ہے

۔۔۔

www.novelsclubb.com

جہاں اعتبار ہی اعتبار ہو۔۔۔

جہاں رشتوں میں مٹھاس ہو۔۔۔

جہاں زندگی خوبصورت خواب جیسی ہو۔۔۔

کاش کوئی ایسا چائے کا کپ بھی ہو۔۔۔

کاش۔۔۔

—

شاید وہ لکھ ہی دے مجھے تیرے حق میں

تو کاتب قدیر سے ذرا اصرار تو کر

نور بہت دیر تک فون پر علی کا سیو نام دیکھتی رہی اس نے تابش علی کا نام صرف علی لکھ کر سیو کیا ہوا تھا۔

ساری رات نور یہی سوچتی رہی کہ علی سے کیسا رشتہ ہے اس کا مگر اس کا جواب آنکھوں میں نیند کے حملے تک نہ ملا۔

اس سب کے بعد اتنا ضرور ہوا کہ نور کالج جانے کے لئے تیار ہو گئ۔ مناہل نے سعد کو کال کی کہ نور تابش سے ملنا چاہتی ہے کیا تابش آج ہاسپٹل جائے گا تو سعد نے

مناہل کو بتایا کہ صبح تو تابش ہاسپٹل نہیں جا سکے گا۔اس کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔مناہل نے بہانہ بنانے کی بجائے نور کو منگنی والی پوری بات بتادی۔نور تابش کے ہاتھ اور خون بہنے کا سن کر پریشان ہو گئ اور اسے حیرت تھی کہ جب بات ختم ہو گئ تھی تو پیچھا کر کے یہ سب کرنے کی کیا ضرورت باقی تھی۔

مناہل ہنستے ہوئے بولی "نور وہ ایسا ہی ہے تب ہی تو شروع میں بتایا تھا کہ بظاہر روڈ نظر آنے والا دل کا بہت اچھا اور مختلف ہے عام لوگوں سے"

پھر مناہل خود ہی بولی "ویسے نور۔۔۔ایک بات نوٹ کی ہے میں نے۔۔۔تابش تو بہت اوپن مائنڈ انسان ہے مگر تمہیں لے کر وہ بہت تنگ نظر یا یہ کہہ لو کہ پوزیسیو ہو جاتا ہے"

نور نے حامی بھرتے ہوئے کہا "یہ بات تو اس نے بھی نوٹ کی ہے"

www.novelsclubb.com

تابش نے نور کے شکریہ کا بھی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔صبح اٹھا تو نور کا میسج تھا۔نور بلا وجہ میسج نہیں کرتی تھی۔تابش نے میسج اوپن کیا تو دیکھا نور نے غزل لکھ کر بھیجی تھی

دل کرتا ہے تیری ایک تصویر بناوں

ہاتھ پہ تجھے پانے کی لکیر بناوں

مجھے چھوڑے تو میں مر جاوں

کچھ ایسی اپنی تقدیر بناوں

تیری سانسیں مجھ سے وابسطہ ہوں

روح سے لپٹی روح کی زنجیر بناوں

بولیاں لگ بھی جائیں زمانے میں اگر

خرید لوں محبت خود کو بیچ آوں

تیرے لبوں کو جو ہنسی بخشے

فاطمہ کو ایسی تصویر بناؤں (از قلم فاطمہ ملک)

www.novelsclubb.com

تابش نے اس غزل کو کوئی سو بار پڑھا، مسکرایا اور دل میں خوش ہو گیا کہ صبح صبح نور نے یہ بھیج کر اس کا دن خوبصورت کر دیا۔

سارا دن جب بھی کسی بھی کام کے لئے فون اوپن کرتا تو غزل پڑھتا مگر نور کو ریپلائی

نہیں کرتا تھا۔

نور جانتی تھی علی ریپلائی نہیں کرے گا مگر پھر بھی سارا دن فون کھول کر چیک کرتی اور میسج سین دیکھ کر ہی دل کو سمجھا لیتی کہ اس نے دیکھا ہے اتنا ہی بہت ہے۔

وقت گزرنے لگا اور مناہل اور ابان کی شادی کا وقت آگیا۔ اس دن سے روزانہ نور صبح فجر کی نماز کے بعد ایک غزل لکھتی اور تابش کو بھیج دیتی۔ جسے علی ہاسپٹل جانے تک کئی بار پڑھتا بار بار پڑھتا۔

تابش کو اب خاموش انتظار نور کی طرف سے آئی غزل کا رہنے لگا اور نور کو جیسے سین ہونے کا انتظار۔۔۔ عجیب محبت تھی ان دونوں کی۔۔۔نہ اظہار، نہ اقرار، نہ کوئی وعدہ، نہ کوئی قسم اور نہ ہی کوئی بات۔۔۔لوگوں میں ملنا تو دوستوں کی طرح۔۔۔ اور اکیلے میں کبھی ملنا تو خاموشی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہمارے سوا سب کو ہوئی قربت اس کی نصیب

اک ہم تھے کہ اس کی ہمیں رغبت نہیں ملی

مناہل کی شادی کے دو ہفتے بعد سعد کی شادی رکھ دی گئ۔تابش پچھلے کئ دن سے الجھا ہوا تھا۔ وہ خود سے ایک جنگ لڑ رہا تھا۔وہ نور کو اپنانا چاہتا تھا مگر وہ ڈرتا تھا کہ "نور بھی عورت ہے بے اگر وہ وفا نکلی جیسے ارتضی علی کی بیوی اس کی ماں نکلی ۔۔۔جیسے زیان علی کی پہلی بیوی اس کی بھابی نکلی جو چھوڑ کر چلی گئ"

زیان نے پہلی شادی ساتھ پڑھنے والی لڑکی سے کی تھی جو پاکستان سے پڑھنے انگلینڈ آئی تھی مگر اس لڑکی نے شادی صرف نیشنلٹی کے لئے کی تھی۔یہ بات تب کھلی جب نیشنلٹی ملنے کے بعد اس کی طلاق فائل کر دی۔زیان بلکل ٹوٹ سا گیا تھا مگر شکر ہے زیان کی کوئی اولاد نہیں تھی پھر دوسری شادی ارتضی نے اپنے ایک دوست کی بیٹی سے کروائی اور ماشاءاللہ دونوں بہت خوش تھے اور آج زیان ایک بیٹی کا باپ تھا۔تابش ان سب حالات کو دیکھ کر ڈر گیا تھا۔اس کے خیال میں عورت

وفا کر ہی نہیں سکتی تھی۔یہی وجہ تھی کہ وہ ہر خوبصورت لڑکی سے بے وفائی کا بدلہ لیتا اور یہی ڈر اسے نور کو اپنانے سے روکتا تھا مگر "محبت۔۔۔محبت ایک لاشعوری جذبہ تھا اور تابش خود کو نور سے محبت کرنے سے روک نہیں پا رہا تھا۔۔۔نور میں کوئی بھی دلچسپی لیتا یا اس سے زیادہ بات کرتا یا ساتھ مل کر کام کرتا تو تابش کو لگتا وہ نور کو کھونے لگا ہے"

مناہل کی شادی بہت اچھے طریقے سے ہوئی۔مہندی صرف لڑکیوں کا فنکشن تھا اور گھر پر تھا تو نور نے ابایہ نہیں پہنا اور تابش تک یہ خبر پہنچ گئی تھی۔۔۔
مناہل نے نور کی خود کے ساتھ بہت ساری تصاویر لیں اور تابش کو بھیج دیں۔یہ دوستی بھی عجیب تھی کہ تابش نے مانگی بھی نہیں مگر مناہل جانتی تھی اس کا دوست کیا چاہتا ہے۔تابش نے مناہل کو منع کر دیا کہ اب مت بھیجے تصاویر بنا نور کی اجازت کے اور وہ جانتا تھا کہ نور اجازت نہیں دے گی۔اس نے مناہل کی بھیجی تمام تصاویر ڈیلیٹ کر دیں۔۔کیونکہ وہ نور کی اجازت کے بنا اس کی تصویر بنا آبائے کے اپنے پاس رکھنا گناہ سمجھتا تھا۔

تابش نے مناہل کی شادی میں نور سے کہا" مس نور کچھ پوچھنا چاہتا ہوں آپ سے "
نور سمجھی کہ شاید وہ روز بھیجنے والی غزل یا نظم کے بارے میں کچھ کہے گا تو اس نے
مسکراتے تابش سے کہا" جی پوچھیں علی "
مگر تابش نے اس بارے میں وئی بات ہی نہیں کی۔اس نے نور کی آنکھوں میں
دیکھتے ہوئے سوال کیا" مس نور آپ کب تک میرا انتظار کر سکتی ہیں ؟؟"
نور مسکرادی اور بولی "آخری سانس تک "
تابش نے خود کی تسلی کے لئے پھر سے ایک نئے انداز میں وہی سوال کیا" میں یہ
وعدہ نہ کروں کہ آپ کو اپناوں گا تو بھی کیا آپ میری منتظر رہیں گی ؟؟"
نور نے تابش کی آنکھوں میں دیکھا اور بولی " لفظوں اور کاغذوں میں ہوئے رشتے
اور وعدے ٹوٹ جاتے ہیں علی مگر روح سے کیا وعدہ کیسے ٹوٹے گا۔۔۔آپ اب
میری روح میں بستے ہیں۔روح نکلے گی تو ہی وعدہ خلافی ہو گی "

چاند کے ساتھ بات ہی بات میں
ایک ملاقات میں بھیگی برسات میں

دل پہ تیرا قبضہ سا ہوا، معجزہ ہوا
یاد رکھتے رکھتے تجھے گم ہوئے اپنی ذات میں
پچھتائے کیوں، دل گھبرائے کیوں
روکا نہیں جب خود کو شروعات میں
ورق پلٹتے رہے خوب روتے رہے
ہر طرف ہے خسارہ بن تیرے، کتاب حیات میں
روٹھ جاتا ہے کیوں، چھوٹ جاتا ہے کیوں
ہاتھ ہو گر کسی کا کسی کے ہاتھ میں (صدف تزئن)

تابش مسکرا دیا اور بولا "مس نور کبھی میں کہیں چلا جاوں تو بھی کیا آپ تب بھی انتظار کریں گی؟؟"

www.novelsclubb.com

نور جس کا زرقدرے نیچے اور نگاہیں علی کے سوٹ پر جمی تھیں۔اس نے سر اوپر کیا اور تابش کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "علی آپ کہیں جا رہے ہیں کیا؟؟؟"

تابش مسکراتے ہوئے بولا "سوال کے بدلے سوال نہیں جواب ہوتا ہے۔۔۔ چلیں میں پہلے آپ کے سوال کا جواب دے دیتا ہوں میں کہیں نہیں جا رہا بس ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔۔۔"

نور اس بات کے جواب میں صرف مسکرادی بولی کچھ بھی نہیں۔۔۔
تابش کو اس کے سوال کا جواب نہیں ملا اور آج کی رات پھر اس کی الجھن میں گزری۔ وہ کہیں چلا جائے تو نور اس کا انتظار کرے گی یا نہیں۔۔۔
ارتضی علی نے مناہل کی شادی کے دنوں میں تابش سے دوبارہ کہا کہ "بات کروں رشتے کی" بلکہ ارتضی علی نے زبان سے بھی کہا کہ وہ تابش سے بات کرے۔
صبح تابش سویا ہوا تھا جب بار بار فون بج رہا تھا۔۔۔ تابش نے بنا نمبر دیکھے فون کان کے ساتھ لگایا اور بولا "جو کوئی بھی ہو بعد میں کال کرنا مجھے بہت نیند آ رہی ہے ۔۔۔اور فون کاٹ کر بند کر دیا"

شام چار بجے تھکاوٹ اتری اور آنکھ کھلی تو زیان کی بیس سے زیادہ کال اور نور کی غزل آئی ہوئی تھی۔ آج تک وہ روز غزل بھیجتی اور تابش کے صرف دیکھ لینے کی منتظر رہتی۔۔۔ جیسے ہی موبائل سکرین پر علی آن لائن نظر آتا اور غزل سین ہوتی نور بار بار اس غزل کو پڑھتی کہ علی کیسے پڑھ رہا ہو گا۔۔۔ پڑھ کر کیا سوچ رہا ہو گا

میں نے اسے لکھا

سنو ! !

تم کبھی کچھ کہتے کیوں نہیں ؟

وہ بولا۔۔ کیا سننا ہے تم نے ؟

میں بولی۔۔ اظہار محبت

وہ بولا۔۔ کیا محبت کے لیے اظہار ضروری ہے ؟

میں نے کہا۔۔ اظہار ہی تو اقرار ہوتا ہے

وہ بولا۔۔ خاموشی بھی پیار ہوتا ہے

میں نے کہا۔۔ ملنے کا وعدہ کیوں نہیں کرتے ؟

وہ بولا۔۔ جھوٹی امید نہیں دلا سکتا

میں نے کہا۔۔امید ہی تو جینے کا آسرا بنتی ہے

وہ بولا۔۔ایسے آسرے کچے سہارے ہوتے ہیں

میں نے کہا۔۔ خواب میں ہی آجایا کرو

وہ بولا۔۔ خواب ٹوٹ جاتے ہیں

میں نے کہا۔۔ میرے گھر کا پتا لے لو

وہ بولا۔۔اس کی ابھی ضرورت نہیں

میں نے کہا۔۔اچھا اپنا ایڈریس ہی دے دو

وہ بولا۔۔ کوئی راستہ میرے گھر تک آتا ہی نہیں

میں نے کہا۔۔ساتھ مرنے کی قسم ہی کھالو

www.novelsclubb.com

وہ بولا۔۔ موت کا وقت مقرر ہے

میں نے کہا۔۔ اتنی بے رخی مار ڈالے گی

وہ بولا۔۔ کیا پہلے تم زندہ ہو

کئی سال بیت گئے فاطمہ اب تک سوچ رہی ہوں

("کیا میں سچ میں زندہ بھی ہوں")(از قلم فاطمہ ملک)

کوئی کردار تو تم لاو ہمارے جیسا

ہم اسی روز کہانی سے نکل جائیں گے

تابش ابھی غزل پڑھ رہا تھا کہ زیان کی کال آگئی اور تابش ہنستے ہوئے بولا "اسپیک اف داڈیول اینڈ داڈیول آراوز"

زیان مصنوعی ناراضگی دکھاتے ہوئے بولا "تابی کبھی تو بات سننے کے موڈ میں رہا کر ۔۔۔اور اب میں دو بچوں کا باپ ہوں یار"

www.novelsclubb.com

تابش ہنستے ہوئے بولا "یہی تو تمہاری غلطی ہے کہ عورت پر اعتبار کر رہے ہو زینی"

زیان اسے ٹوکتے ہوئے بولا "آج تمہیں صرف سننا اور جواب دینا ہے۔ فضول کچھ بھی بولنے کی اجازت نہیں ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا"

زیان سیدھا اصلی بات کی طرف آتے ہوئے بولا "تابی بابا بہت پریشان رہتے ہیں یار "

اسے ٹوکتے ہوئے تابش سنجیدگی سے بولا "یہ تو ان کا شوق ہے یہ بات بتانے کے لئے تو نے مجھے بیس کال کیں تھیں"

زیان کو غصہ آرہا تھا مگر پھر بھی وہ بات کرنا چاہتا تھا تو بنا اس سے ناراض ہوئے بات دوبارہ جاری رکھتے ہوئے بولا "یار اب تو تیرے انگلینڈ میں اسپیشلائزیشن کے کاغذات بھی بن گئے ہیں اگلے مہینے کے شروع میں تو آ جائے گا تو کم از کم نور سے نکاح کر کے اسے ساتھ لیتا آ"

تابش کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ زیان ایسا کچھ کہے گا۔۔۔ یہ بات سن کر تابش نے جواب میں صرف اتنا کہا کہ "زینی میں کبھی تمہارے پرسنل معاملات میں نہیں بولا تو تم میرے پرسنل معاملات میں دخل اندازی مت کرو اور کال کاٹ دی"

جائزاور ناجائز کی تفریق میں الجھا ہوں
ایک محرم نے دیکھا ہے محرم کی طرح!!

مناہل کی شادی کے بعد سعد کی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔سعد اور تابش کو ملے کافی عرصہ ہو گیا تھا تو سعد ہاسپٹل آیا ملنے۔۔۔باتوں باتوں میں پوچھا کہ "کیا تم نے نور کو بتایا ہے کہ تم انگلینڈ جا رہے ہو۔"

تابش نے نفی میں سر ہلانے کے بعد اسے بھی منع کر دیا کہ "مت بتانا وقت آنے پر میں خود بتادوں گا"

سعد کی شادی کے ایک ماہ بعد تابش نے دوستوں کو پہلے کی طرح بلایا کہ بہت عرصہ ہوا وقت ساتھ نہیں گزارا تو لنچ ساتھ کرتے ہیں۔سعد بھی اکیلا آیا اور مناہل نور کے ساتھ آئی ابان نہیں آیا۔کھانے کے بعد تابش نے بتایا کہ "آج رات کی اس کی فلائٹ ہے انگلینڈ کی اور وہ جا رہا ہے۔"

نور کے ہاتھ سے گرم گرم چائے کا کپ چھوٹ گیا اور وہ اندر تک جل گئی مگر آج

گرم چائے کی جلن کی درد تابش کے اس جملے کے درد سے بہت کم تھی۔ مناہل اس طرح اسے جلتے دیکھ کر پریشان ہو گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ نور ابان کی جان ہے۔ تابش بھی پریشان ہو گیا۔اس نے کہا"مس نور باقی باتیں بعد میں کریں گے پہلے آپ واش روم میں جا کر چیک کریں زیادہ تو نہیں چلا۔"

نور کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔اسے کسی کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔بجائے ان میں سے کسی کی بات سننے اور جواب دینے کے نور نے تابش سے پوچھا" کتنے عرصے کے لئے جا رہے ہیں آپ علی؟"

تابش نے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا" پتا نہیں۔۔۔شاید واپس آوں اور شاید کبھی واپس نہ آوں"

www.novelsclubb.com

نور جیسے نیم پاگل سی ہو گئی بولی" علی جانے سے پہلے مجھ سے نکاح کر کے جائیں۔۔ واپس چاہے بیس سال بعد آنا"

تابش نے نور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "مس نور عورت میرے لئے کبھی بھی قابل اعتبار نہیں رہی اور جو چیز قابل اعتبار نہ ہو اسے میں خود سے کیوں باندھوں۔۔۔"

نور کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ وہ کس بات پر یقین کرتی۔۔ علی کی جنونی عاشقانہ محبت پر یا اس کی اپنی زبان سے ادا ہوئے ان الفاظ پر۔۔۔

نور کے تو جیسے ہاتھ پاوں بے جان ہو گئے تھے۔۔ دل کی دھڑکن کہیں گم ہو گئی تھی اور آنکھوں سے ایک سیلاب تھا جو باہر بہت جا رہا تھا کیونکہ آج اپنے اندر مچنے والے اس طوفان سے لڑنے کی طاقت نور میں نہیں تھی۔ نور میں کچھ بھی جیسے بولنے کی سکت نہیں تھی۔۔۔

www.novelsclubb.com

اس سے پہلے کہ مناہل اور سعد کچھ بھی کہتے تابش نے خود ہی بات دوبارہ شروع کرتے ہوئے کہا "ہاں مس نور آپ کے کہنے پر میں اپنی پیدا کرنے والی ماں سے ملنے گیا تھا مگر وہاں جا کر اور بہت سی سچائیاں دیکھنے کو ملیں۔ میرے باپ ارتضی

علی کو پیسوں اور آسائشوں کے لئے چھوڑ کر گئی تھی وہ عورت وہاں غربت میں زندگی گزار رہی ہے۔۔اسکول میں ٹیچر ہیں۔۔۔شوہر کو دمہ کا مرض ہے اور بیٹے کماتے نہیں جوئے اور دوسری بری عادتوں میں پڑ گئے ہیں"

کچھ سیکنڈ رکا اور پھر دوبارہ بات جاری رکھتے ہوئے بولا "مس نور آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ کی وجہ سے مجھے بے وفائی کی سزا دیکھنے کا موقع ملا"

نور کو کچھ سنائی نہیں دیا۔نور نے آج تک کسی کا ہاتھ نہیں تھاما تھا۔اس نے بہت ہمت کر کے تابش کا ہاتھ تھاما اور بولی "علی آپ نے کہا تھا سر عام اظہار کروں گا مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔۔۔چلیں میں سر عام اظہار کرتی ہوں۔میری روح میں بس گئے ہیں آپ۔مجھے اس طرح بے نام چھوڑ کر مت جائیں۔مجھے اپنا نام دیتے جائیں۔چاہے پھر واپس مت آئیں مجھے جینے کی ایک وجہ تو ملی رہے گی"

تابش نے بھی عشق کیا تھا جنون کی حد تک مگر وہ خود کو منا نہیں پا رہا تھا۔نور کے کانپتے ہاتھ اس کا ارادہ کمزور بنا دیتے،اس کو روک لیتے اس سے پہلے خود کے جذبات

www.novelsclubb.com

پر قابو پاتے ہوئے تابش نے نور سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا"مس نور آپ کب سے اتنی بے باک ہو گئیں مجھے آپ کی پاکیزگی ہی تو بھائی تھی۔ خیر آپ اب جیسے چاہیں جیئں۔۔بے باکی سے یا۔۔۔"

نور کو کچھ سنائی اور دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔وہ ٹوٹ چکی تھی۔ بکھر چکی تھی۔اس کے وجود کی کتنی کرچیاں ہوئیں وہ بھی نہ جان پائی۔اس پل کے بعد نور کے وجود میں جیسے جان ہی نہیں رہی سعد اور مناہل دونوں کو ہی بہت غصہ آرہا تھا۔نور کی حالت اتنی غیر ہو گئی تھی کہ سعد نے مناہل سے کہا"تم نور کو لے کر گھر جاو"

پہلے کرتا رہا تلقین کہ رویا نہ کرو
پھر ایک دریا میری آنکھوں سے اتارا اس نے

www.novelsclubb.com

ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں جگہ نہیں تھی تو مناہل نے گاڑی سڑک کے پار چھاوں میں کھڑی کی تھی۔ مناہل نور کو وہیں چھوڑ کر گاڑی لینے گئی مگر نور کے قدم آہستہ

آہستہ مناہل کے پیچھے چلتے رہے۔ نور کو ارد گرد کچھ سنائی یاد کھائی نہیں دے رہا تھا۔ سامنے سے آتی تیز رفتار گاڑی مسلسل ہارن دے رہی تھی۔ گاڑی والے نے ایک دم بریک تو لگائی مگر دیر ہو گئی اور نور اس سے ٹکرا کر گر چکی تھی۔

نور کے سر پر بہت گہری چوٹ آئی، باہر لوگوں کا ہنگامہ لگ گیا۔ شور سن کر سعد اور تابش باہر آئے تو نور خون میں لت پت پڑی تھی۔

مناہل گاڑی لا چکی تھی۔ نور کو بیہوش اور خون میں لت پت دیکھ کر مناہل (سعد سعد) چلانے لگی اور سعد نے مناہل اور تابش کی مدد سے نور کو گاڑی میں ڈالا۔

مناہل روئے جا رہی تھی۔ مناہل کی گاڑی سعد چلا رہا تھا اور مناہل نور کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ ہاسپٹل پہنچنے تک مناہل ابان کو کال کر چکی تھی۔

تابش اپنی گاڑی میں ہاسپٹل پہنچا۔ ابان اور حمیدہ بھی پہنچ گئے۔ نور کو آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔ اس کا کافی خون بہہ چکا تھا۔ ڈاکٹرز نے بتایا کہ نور کو خون اشد ضرورت ہے۔ رخشندہ اور فرخندہ بھی اپنے شوہروں کے ساتھ پہنچ گئیں۔

نور کا بلڈ گروپ او نیگیٹو تھا جو کسی سے میچ نہیں کر رہا تھا اور اسے خون کی اشد

ضرورت تھی۔ابان اور سعد خون کی تلاش میں مصروف تھے جبکہ تابش مختلف ڈاکٹرز سے رابطے کی کوشش کر رہا تھا۔خون کامل کر نور کو لگنے سے پہلے اس کا خون بہنے سے روکنا بھی ضروری تھا۔

سعد اور مناہل تابش سے بات نہیں کر رہے تھے مگر تابش بھی آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑا خود کو کوس رہا تھا۔حمیدہ رو رو کر نور کی زندگی کی مانگ رہی تھی۔خون ابھی تک اتنا نہیں ملا تھا جتنے کی ضرورت تھی۔مناہل نے روتے ہوئے کہا" تعجب کی بات ہے کہ آپ میں سے کسی کا بھی بلڈ گروپ نور سے نہیں ملتا۔"

حمیدہ نے مناہل کی طرف دیکھا۔مناہل کو لگا حمیدہ کو یہ بات بری لگی ہے۔حمیدہ نے آج وہ راز کھولا جسے وہ کبھی نہیں کھولنا چاہتی تھی کہ "نور اس کی پیدا کی اولاد میں سے نہیں ہے اور سب کچھ مختصر مگر تفصیل میں بتا دیا"
تابش بھی وہیں کھڑا سن رہا تھا۔مناہل اور سعد کو آج یقین ہو گیا تھا کہ محبت کے رشتے خون کے رشتوں سے کہیں زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

مناہل، سعد اور تابش اتنے سالوں میں جان گئے تھے کہ نور حمیدہ کے گھر کا بھی نور ہے مگر آج انھیں یہ پتا چلا کہ نور اس گھر میں زندگی کی وجہ بھی ہے اور اگر نور کو کچھ ہوا تو یہ گھر بکھر جائے گا۔ابھی تک مناہل اور سعد نے تابش کے جانے کا ذکر نہیں کیا تھا۔

خون سر کے اندر جانے کی وجہ سے نور کے بچنے کے چانسز بہت کم تھے مگر نور کے حصے میں ابھی اور زندگی لکھی تھی اللہ تعالی نے۔۔۔اللہ نے اسے عشق حیقیقی کے لئے چن لیا تھا۔اس کی معصومیت اور سادگی ہی اللہ کو بہت پسند تھی۔تابش نے زبان سے بات کی وہ ایک کامیاب نیورو سرجن ڈاکٹر تھا۔قدوس ملک اور مسز قدوس، سعد کے والدین اور ارتضی علی سب پہنچ چکے تھے۔۔۔کچھ نہ جانتے ہوئے بھی ارتضی علی جانتے تھے کہ نور کی یہ حالت تابش کی وجہ سے ہے۔

www.novelsclubb.com

کئی گھنٹوں کے بعد آپریشن تھیٹر کی لائیٹ بند ہوئی اور ساتھ ہی سب کے دل کی دھڑکنیں تھم گئیں۔پندرہ منٹ تک دروازہ نہ کھلا اور سب ڈاکٹرز کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔۔۔پھر ڈاکٹرز کی ٹیم باہر آئی۔انھوں نے بتایا کہ آپریشن تو کامیاب ہوا

ہے مگر جب تک نور کو ہوش نہیں آتا کچھ نہیں کہہ سکتے۔رات کے آٹھ بج رہے تھے۔تابش سمیت سب بلکل خاموش نور کے ہوش میں آنے کے منتظر تھے۔نور کو آئی-سی-یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

کئی گھنٹوں بعد نرس نے آکر بتایا کہ "نور کو ہوش تو آگیا ہے مگر وہ اپنے حواس میں نہیں تو جب تک مکمل ہوش نہ آئے اور اسے وارڈ میں شفٹ نہیں کیا جائے گا اور یہ کہ کوئی نور کو دیکھنے نہیں جا سکتا۔"

تابش اسی ہاسپٹل میں جاب کرتا تھا اور ایک ذہین ڈاکٹر تھا تو اس نے نور کا کیس ہینڈل کرنے والے سینئر ڈاکٹر سے بات کی اور نور کو دیکھنے چلا گیا۔

تابش نور سے وہ سب کہنا چاہتا تھا جو وہ کبھی نور سے نہیں کہہ پایا تھا۔تابش کہہ رہا تھا "مس نور آپ بہت اچھی لڑکی ہیں۔۔۔آپ جس کی بھی ہمسفر بنیں گی وہ خوش نصیب ہو گا مگر میں اتنا خوش نصیب نہیں۔۔۔میں صرف اسی وجہ سے یہاں سے جا رہا ہوں کہ یہاں رہ کر میں خود کو آپ سے دور نہیں رکھ سکوں گا۔۔۔میرا انتظار مت کیجئے گا"۔۔۔

یہ کہہ کر بے اختیار اس نے نور کے بے جان ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور نور کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر گال پر گرا۔۔۔نور نے انگلیاں بند کیں اور تابش کو محسوس ہو گیا کہ نور ہوش میں آگئی اور اس نے اس کی ہر بات سن لی ہے۔

تابش ایک دم آئی-سی-یو سے باہر آیا اور ڈاکٹر کو بتایا کہ نور کو ہوش آگیا ہے۔یہ سن کر سب کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ڈاکٹر اندر کمرے میں گئے اور کچھ دیر بعد نرس نے بتایا کہ "نور کو ہوش تو آگیا ہے مگر فی الحال کوئی اس سے مل نہیں سکتا"

اس خبر کا سننا تھا کہ حمیدہ ابان رخشندہ فرخندہ سب وہیں زمین پر سجدے میں گر گئے۔ابان کی نور کے لئے محبت مناہل جانتی تھی۔وہ یہ بات بتا ہی نہ سکی کہ اس کی لاڈلی بہن کی حالت کا ذمہ دار کون ہے۔جب سب سجدہ کر رہے تھے تو تابش وہاں سے خاموشی سے چلا گیا۔ارتضی علی اور سعد دونوں ہی اس کے پیچھے باہر آئے۔

ارتضی نے تابش سے کہا "کب تک تم دوسروں کی بے وفائی کا بدلہ نور سے لوگے"

تابش جو اس وقت خود بہت درد میں تھا بولا "بابا میں مس نور سے بدلہ نہیں لے رہا میں ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا میں تو مس نور کو بچا رہا ہوں تابش علی کے اندر لگی بدلے کی آگ سے۔۔۔ جس میں بچپن سے آج تک میں جل رہا ہوں۔۔۔ میں نہیں چاہتا وہ آگ مس نور کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔۔"

سعد نے کہا "تابش مت جا یار وہ مر جائے گی"

تابش کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ آج تابش کا دل رو رہا تھا وہ نہیں جانا چاہتا تھا وہ اپنی زندگی نور کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا مگر اس کا دماغ ہمیشہ کی طرح دل پر حاوی تھا روتے ہوئے بولا "سعد آج تو مجھے جانے سے روک رہا ہے مگر چند سال بعد تو ہی کہے گا کاش تابش تجھے تب نہ روکا ہوتا۔۔۔ سعد جس دن میں اپنے اندر کی آگ کو بجھانے میں کامیاب ہوا اس دن ضرور واپس لوٹوں گا۔۔۔ مگر تم مس نور کو میرے واپس آنے کا یقین مت دلانا کیونکہ میں چاہتا ہوں اگر میرے بعد اس کی زندگی میں ایسا انسان آجائے جو اس کو مجھ سے زیادہ چاہے تو وہ اسے اپنا لے۔"

سعد جو اس وقت کشمکش کی حالت میں تھا بولا "تابش اسے کوئی اور نہیں صرف تو مکمل کر سکتا ہے۔۔۔وہ نور ہے وہ اب کبھی خود کو کسی کو نہیں سونپے گی نہ اپنے جذبات اور نہ اپنا وجود۔۔۔تابش یار "اور کہتے کہتے رونے لگا۔۔۔

مگر کوئی تو سبب ہو گا اس کے جانے کا
یا پھر کوئی بھی وجہ ہی نہ ہو گی رکنے کی

تابش سعد کے گلے لگا اور روتے ہوئے بولا "مجھے معاف کر دے سعد۔۔نور کا خیال رکھنا اور ممکن ہو تو زینی کو اس کی طبیعت کی خبر دے دینا میں زینی سے پوچھ لوں گا "
تابش کا دل چلا چلا کر رو رہا تھا روک رہا تھا مگر اس کے اندر بے وفائی کا ڈر اسے نور سے دور کر رہا تھا۔۔۔تابش چلا گیا۔۔جب تک نور کو مکمل ہوش آیا تابش جا چکا تھا

۔۔۔ہوسٹل پہنچ کر اس نے بیگ جو پچھلے چار دن سے بند کر کے رکھا تھا اٹھایا۔۔۔ ہوسٹل کا کمرا تو تابش علی کب کا خالی کر چکا تھا۔۔۔نور کی ڈائیری اس نے لیپ ٹاپ بیگ میں رکھی۔۔۔گاڑی پہلے ہی ارتضی علی کے گھر پہنچ چکی تھی۔۔۔ہاسٹل کے باہر سے ٹیکسی لی اور ائیر پورٹ پہنچ گیا۔۔۔ائیر پورٹ پر بیٹھا نور کی ڈائیری پڑھ رہا تھا

یہ کس نے مانگ لیا تجھے دعاوں میں
کوئی آواز گونج رہی ہے صداوں میں
میں اتنا چلی تیری دید کے رستے پر
کہ تلیاں نہیں رہیں میرے پاوں میں
فاختہ آپس میں ٹکرا ٹکرا کے مر گئیں
کسی نے ریت اڑائی تھی ہواوں میں
اس نے وعدہ جو کیا ملنے آئے گا
میں نے پھول کھلا دیئے خزاوں میں

www.novelsclubb.com

جو پیڑ تیرے ہونے سے حسد کرتا تھا

مجھ سے بیٹھا گیا نہ اس کی چھاوں میں

اک لمحے میں وہ بستی بہا کر لے گیا

ہائے آگ لگے ان دکھ کے دریاوں میں

یادیں محبت فاطمہ سب سمیٹ کر لے آئی

بس اک دل رہ گیا ہے اس کے گاوں میں (از قلم فاطمہ ملک)

دوسرے دن شام میں ڈاکٹرز نے نور کو وارڈ میں شفٹ کیا۔سب باری باری کچھ دیر نور کے پاس آتے دیکھتے اور باہر چلے جاتے۔۔۔

نور نے آنکھیں بند کر رکھیں تھیں وہ نہیں چاہتی تھی کوئی بھی اس کی آنکھوں میں چھپا درد دیکھے۔مناہل کمرے میں آئی تو نور نے آنکھیں کھولیں اور سوال کیا" علی پہنچ گئے کیا انگلینڈ خیریت سے۔"

مناہل نے نور کی طرف دیکھا اور بولی "پلیز نور مت لو نام اس کا جس نے درد کے

سوا کچھ نہیں دیا"

نور کی آنکھیں آنسووں سے بھر گئیں اور بولی "مناہل بتاو نا علی پہنچ گئے؟؟"

مناہل نے "ہاں" میں گردن ہلائی اور بولی "میں تو آخری سانس تک اسے بد دعا دوں گی کہ اسے بھی ایسا ہی درد ملے۔۔۔"

نور نے آہستہ سے مناہل کا ہاتھ بڑھا کر مناہل کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی اور مناہل کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اس نے نور کا ہاتھ تھام لیا۔

نور بولی "مناہل تمہیں ابان بھائی کی قسم تم کبھی علی کو بد دعا نہیں دو گی۔۔۔

تم اس سے ناراض بھی نہیں ہو گی۔۔۔

تم سعد کو بھی سمجھا دینا۔۔۔

نہ ہی علی کے لئے کوئی بد گمانی پالو گے دل میں تم دونوں۔۔۔

بد گمانی انسان کو اندر اندر جلا دیتی ہے۔۔۔

علی کی نہ تو محبت جھوٹی ہے اور نہ جذبے بس ان کے دل کا ڈر اور عورت کی

www.novelsclubb.com

بے وفائی کا خوف انھیں مجھ سے دور لے گیا۔۔۔

جس دن ان کے دل سے یہ خوف نکلے گا وہ واپس لوٹ کر آئیں گے۔۔۔"

مناہل نے نور کی طرف دیکھا اور بولی "مگر تب واپسی کا فائدہ۔۔۔آج نہیں کل تمہیں اپنی زندگی کی شروعات نئے سرے سے کرنی ہوگی۔۔۔جس کا پتا ہی نہیں وہ لوٹے گا نہیں اس کا انتظار کیوں کرنا۔۔۔"

نور نے مناہل کی طرف دیکھا اور بولی "مناہل یہ بات تم کیسے کہہ سکتی ہو۔۔۔تم نے تو تب انتظار شروع کیا تھا جب تمہیں یہ بھی نہیں پتا تھا کہ بھائی کون ہے اور کبھی دوبارہ ملیں گے یا نہیں۔۔۔"

چند سیکنڈ رکی اور پھر بولی "مناہل محبت تو بس محبت ہوتی ہے۔۔۔اس میں پانے کی تمنا کیسی۔۔۔اور میں تو بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے یہ پتا ہے کہ علی بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔"

مناہل نے نور کی طرف دیکھا کہ وہ کیسے تابش کے جانے کے بعد بھی اس کی محبت کا اعتبار لئے بیٹھی ہے۔

نور نے دوبارہ بات شروع کرتے ہوئے کہا" جانے سے پہلے علی آئے تھے میرے پاس کمرے میں۔۔۔ شاید انھیں لگا کہ میں بیہوش ہوں اور سن نہیں پاوں گی تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اقرار کر کے گئے اور یہ بھی کہ وہ لوٹ کر آئیں گے جب وہ خود کے اندر چلتی جنگ سے جیت جائیں گے۔۔۔"

مناہل کو نور پر غصہ آرہا تھا مگر خاموش رہی کیونکہ نور کی صحت ایسی نہیں تھی کہ اس سے بحث کرے۔۔۔ مناہل کمرے سے جانے لگی تو نور نے کہا" مناہل ایک بار تم نے مجھ سے ابان بھائی مانگے تھے اور میں نے بنا سوچے تمہارے حوالے کر دیئے تھے آج میں کچھ مانگنا چاہتی ہوں۔۔۔ اس یقین سے کہ تم دو گی مجھے"

مناہل نے نور کی طرف دیکھا۔۔۔نور نے کہا"تم اور سعد بھائی کو بلکہ کسی کو بھی کچھ نہیں بتاو گے کبھی بھی۔۔۔کہ میرا ایکسینڈنٹ کیسے ہوا اور نہ ہی کبھی بھی تم دونوں علی سے تعلق یا رابطہ توڑو گے"

مناہل صرف اتنا ہی کہہ پائی "نور"

نور نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔مناہل باہر آ گئی اور نور کی بند آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔۔ایک ہفتہ نور کو ہاسپٹل رکھا گیا۔۔۔ڈسچارج کرتے ہوئے ڈاکٹرز نے ابان اور حمیدہ کو بتایا کہ نور کے سر میں پھر دوبارہ بھی خون جم سکتا ہے یا ذہنی دباو کی وجہ سے اس کے سر کی نسیں ڈیمج ہو سکتی ہیں تو جتنی ممکن ہو کوشش کی جائے کہ وہ ذہنی دباو کا شکار نہ ہو۔۔۔

حمیدہ جان چکی تھی کہ تابش چلا گیا ہے۔۔۔جانتا تو ابان بھی تھا مگر وہ نور کے اندر تابش کے لئے موجود جذبات کی شدت سے بے خبر تھا۔۔۔

حمیدہ نے نور کو اس کے کمرے میں رہنے کا کہا تا کہ نور اس کے ساتھ رہے۔۔۔نور بس خاموش رہتی۔۔۔اگر کوئی بات کرتا تو ہاں یا ناں میں جواب دیتی۔۔۔نور جب

کچھ بہتر ہوئی تو اس نے حمیدہ سے اپنے بازو میں پہنے بریسلٹ کا پوچھا تو حمیدہ نے وہ نور کو اپنی الماری میں سے نکال کر دیا جسے نور نے واپس بازو میں پہن لیا۔۔۔

چل پڑا پھر دل کسی رستے پر تیری کھوج میں
چل پتہ نہ دے مگر کسی موڑ پر مجھ کو تو مل

نور نے آج بہت دن بعد فون پکڑا اور دیکھا تو تابش کے نمبر سے پہلا میسج اس دن آیا تھا جس دن وہ نور کو چھوڑ کر گیا تھا اس نے ائیر پورٹ سے نور کو میسج کیا تھا۔۔۔

"مس نور اپنا بہت خیال رکھنا"

www.novelsclubb.com

نور کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔اس نے ہزار بار پڑھا جسے ہر بار پڑھنے سے کسی نئے لفظ کا اضافہ ہو گا۔۔۔

پھر اس نے غزل لکھنی شروع کی۔۔۔

عجیب شخص تھا وہ جانے کدھر گیا
صدف کہہ کے مجھے، مجھ سے مکر گیا
ازبر تھی جسے میرے دل کی ہر گلی
ذرا سی دھند ملی تو کیوں کہیں ٹھہر گیا
پریشاں ہے دل یہی سوچنے میں اب تک
میں کیا خواب تھا بس جو آنکھ میں مر گیا
(صدف تنزئن)

نور نے غزل تابش کے واٹس ایپ میں لکھ کر بھیج دی۔۔۔وہ جانتی تھی کہ تابش یہ نمبر استعمال نہیں کرتا مگر اس کا دل کہتا تھا وہ ایک دن لوٹ کر آئے گا اور ضرور سارے میسج دیکھے گا۔۔۔بس اس دن کے انتظار میں لکھ رہی تھی۔۔۔

نور کو گھر کے کاموں میں حصہ بٹانے کی ابھی تک اجازت نہیں ملی تھی۔وہ کچھ بھی کرنے لگتی تو کبھی حمیدہ، کبھی مناہل اسے ڈانٹ دیتیں اور ابان تو دیکھ لیتا تو بازو سے

پکڑ کر تخت پر یا صحن میں لگے جھولے پر بیٹھا دیتا کہتا "نور تو شہزادی ہے اس گھر کی اور شہزادیاں کام نہیں کرتیں۔"

اب نور بہتر محسوس کر رہی تھی۔نور نے حمیدہ سے کہا کہ "وہ اپنے کمرے میں جانا چاہتی ہے اسے دیکھنا اور سمیٹنا چاہتی ہے۔"

حمیدہ نے کہا کہ "مناہل اور کام والی ماسی کی مدد لے لے" مگر نور نے منع کر دیا کہ "مناہل کو پریشان مت کریں وہ کام والی ماسی کی مدد لے لے گی"

نور کمرے میں آئی تو اسے رنگ برے لگنے لگے اسے اپنے خواب الجھانے لگے۔ اس نے ساری پینٹنگز اٹھا کر پھینکنے کا کہا تو ماسی حمیدہ کے پاس چلی گئی۔۔۔حمیدہ خود آئی نور کے کمرے میں۔۔۔نور ہر چیز پھینک رہی تھی۔اسے رنگ اچھے نہیں لگ رہے تھے۔حمیدہ نے ماسی سے کہا کہ "جو نور کہتی ہے وہ کرے"

حمیدہ خاموشی سے نور کے کمرے میں بیٹھ گئی۔۔ نور نے کمرے میں صوفیانہ کلام لگا رکھا تھا بابا فرید کا کلام۔۔

www.novelsclubb.com

کوئی بن گیا رونق پکھیاں دی

کوئی چھوڑ کے شیش محل چلیا

کوئی پلیا ناز تے نخریاں وچ

کوئی ریت نرم تے تھل چلیا

کوئی بھل گیا مقصد آون دا

کوئی کر کے مقصد حل چلیا

اتھے ہر کوئی (فرید) مسافر اے

کوئی اج چلیا، کوئی کل چلیا (کلام بابا فرید)

---

www.novelsclubb.com

وہ شخص ملنے سے پہلے بچھڑ گیا مجھ سے

کوئی وقت بھی کبھی وقت پر نہیں آیا

نور نے ایک ایک کر کے ساری پینٹنگز پھینکنے کے لیئے دیں۔کچھ اسکیچ بکس ماسی کو دے دیں کہ گھر لے جائے اپنوں بچوں کو دے کھیلنے کے لیئے۔۔۔رنگ۔۔پینٹ ہر چیز جو اس کا خواب تھیں۔حمیدہ دیکھ کر صرف خون کے آنسو رو رہی تھی۔
مناہل گھر نہیں تھی ورنہ شاید حمیدہ اسے کہتی کہ "نور کو سمجھائے"

ماسی سامان صحن میں رکھنے گئی تو نور حمیدہ کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی اور بولی "امی پلیز روئیں مت آپ کے آنسو کہیں علی کی سزا نہ بن جائیں۔۔۔امی اسے سزا ملی تو بھی درد آپ کی بیٹی کو ہی ہوگا"
حمیدہ نے اسے زور سے سینے سے لگالیا اور نور نے بازو حمیدہ کی گردن کے گرد پھیلا دیئے۔نور حمیدہ سے کہہ رہی تھی امی "آپ وعدہ کریں کہ کبھی بھی علی کو نہیں کوسیں گی، کبھی روئیں گی نہیں۔۔۔کبھی کچھ ایسا نہیں کہیں گی یا کریں گی کہ آپ کی کوئی بد دعا یا عمل علی کی سزا بنے۔"
حمیدہ نے روتے ہوئے نور سے وعدہ کیا۔

شام کو آفس سے واپسی پر ابان مناہل کو اس کے میکے سے لے کر گھر آیا تو حسب معمول سب کچھ دیر حمیدہ کے کمرے میں بیٹھے۔آج چائے نور نے بنائی۔۔۔ابان نے منع کیا مگر حمیدہ نے کہا" بنانے دو۔۔اچھا ہے جتنی جلدی زندگی کی طرف لوٹے "

نور چائے بنانے گئی تو مناہل اس کے پیچھے کچن میں چلی گئی آج پہلی بار حمیدہ نے ابان کو نور اور تابش کے بارے میں بتایا اور کہا" وعدہ کرو مجھے کچھ ہوا تو تم اپنی بہن کا بہت خیال رکھو گے۔۔ اسے کبھی تنہا نہیں ہونے دو گے "

ابان ایک بار بچپن میں رویا تھا اپنی چھوٹی سی بہن جیوتی کے لئے اور آج اتنے سالوں بعد دوبارہ رویا تو اپنی بہن نور کے لئے۔۔۔حمیدہ نے بتایا کہ "نور نے ساری پینٹنگز اور رنگ پھینک دیئے ہیں "

ابان پریشان ہوتے ہوئے بولا "امی وہ تو نور کا خواب تھے "۔حمیدہ بولی "بیٹا جب خواب ہی بدل گیا تو۔۔۔"

اور تو کے بعد خاموش ہو گئ۔۔۔وقت گزرنے لگا مگر نور کا معمول وہی رہا روز فجر کے بعد علی کو ایک غزل لکھنا اور پھر سارا دن اس کے سین ہونے کا انتظار کرنا ۔۔

مجھے جس کے عشق کا گمان تھا
کہنے کو وہ شخص میری جان تھا
مجھ سے بچھڑا تو میری دنیا ہی الٹ گیا
وہ میرا غرور تھا، میرا امان تھا
کبھی اس کا لہجہ سوچ کر ہنس پڑتی ہوں
ہاں جی سنتے ہو آپ سے کچھ کام تھا
ڈھونڈ رہا ہوں ہتھیلی پہ لکھے لفظوں کو
جو مٹ گیا میرے ہاتھ سے وہ تیرا نام تھا
اب رابطے مختصر رہیں گے آپ سے
آخری خط میں لکھا اس کا پیغام تھا

www.novelsclubb.com

اب مجھے اندھیرے سے نفرت ہے
وہ جب بچھڑا تو وقت شام تھا (نامعلوم)

کچھ دن بعد نور نے ابان سے کہا "بھائی مجھے صحیح بخاری اور مسلم شریف کی تمام جلدیں لا دیں گے "

ابان نے حمیدہ کی طرف دیکھا اور حمیدہ نے اشارہ کیا کہ "لا دو۔۔۔"

ابان نے کہا "ہاں لا دوں مگر آج نہیں۔۔۔اس کے لئے مجھے اردو بازار جانا ہو گا تو وہاں پورا دن لگ جاتا ہے۔آج آفس جا کر کل کی چھٹی لے لوں گا تو کل مل جائیں گی "

ابان خاموش ہوا تو نور بولی "واہ بھائی پھر تو کچھ اور کتابیں بھی مجھے چاہیں وہ بھی لا دیں گے "

www.novelsclubb.com

ابان نے کہا "ہاں تم آج لسٹ بنا دو میں کل ساری لا دوں گا۔۔۔بلکہ تم ساتھ چلنا تو بہتر رہے گا "

نور نے یہ کہہ کر ابان کو منع کر دیا کہ "بھائی اب انسانوں کے رش میں جانا اچھا نہیں لگتا"

ابان کتنا بے بس تھا جس بہن کے لئے وہ جان دے سکتا اور لے سکتا تھا اسی کی جان بچانے کے لئے خاموش رہنا تھا۔نور نے لسٹ میں قرآن پاک کی تفسیر کی کتابیں مختلف علماء کی کتابیں، سارے اماموں کی کتابیں۔۔۔عربی کی اردو اور انگلش کی مختلف لغت اور بہت ساری کتابوں کے نام لکھے۔مناہل کی کبھی کبھی تابش سے بات ہوتی مگر نہ وہ نور کا پوچھتا اور نہ مناہل بتاتی۔۔۔سعد بھی تابش سے بات ضرور کرتا مگر اب وہ پہلے والی بات نہیں تھی۔مناہل سعد کو ضرور بتاتی نور کی ذہنی کیفیت کا۔۔۔نور کا دنیا چھوڑ کر اللہ کے ساتھ رابطہ کرنا۔

ابان نے اسے ساری کتابیں لا دیں جو نہیں ملیں وہ منگوا کر دینے کے لیے کہہ کر آیا اور وقتا فوقتا اسے جس کتاب کی ضرورت ہوتی لا دیتا۔ نور اب پہلے سے بھی زیادہ خاموش رہنے لگی۔بس یا تو صوفیانہ کلام سنتی یا دینی کتابوں کا مطالعہ کرتی۔تابش کو

گئے دو سال ہو گئے۔

تجھے چاہا جس ساعت میں میں نے
وہ ساری عمر ہے اک لمحہ نہیں ہے

ابان کو کمپنی والوں نے امریکہ برانچ میں شفٹ ہونے کے لئے کہا مگر ابان حمیدہ اور نور کو بھی ساتھ لے کر جانا چاہتا تھا۔ حمیدہ نے ابان کو سمجھایا کہ "تم دونوں اپنی زندگی جیو جیسے ساری دنیا جیتی ہے۔۔۔ میرے پاس نور ہے اور نور کے پاس میں ہوں"

نور نے بھی اسے سمجھایا کہ "آج آپ دو ہیں کل بچے ہوں گے۔۔۔ ان کے لئے ۔۔۔ آپ کو اپنی زندگی جینی ہو گی"

www.novelsclubb.com

مناہل ہر صورت میں ابان کا ساتھ دینے کو ترجیح دے رہی تھی چاہے ابان جائے یا رہے کیونکہ اسے صرف ابان کا ساتھ چاہیے تھا جگہ اس کے لئے جگہ میٹر نہیں

کرتی تھی۔۔۔

میں کوشش کر رہا ہوں ایک کہانی لکھوں
جس میں محبت محتاج نہ ہو محبوب کی

ابان اور مناہل کو اسی ماہ میں امریکہ جانا تھا۔نور نے ابان کے جانے سے پہلے اور بہت سی اسلامک کتابیں منگوائیں۔ مناہل کی طبیعت بہت خراب رہنے لگی پہلے سب سمجھے کہ جانے کی ٹینشن میں ہے مگر چیک اپ کروانے پر پتا چلا کہ وہ حمل سے ہے تو سارے گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئ۔۔۔

حمیدہ ابان کو مناہل کا خاص خیال رکھنے کا لمبا لمبا لیکچر روز دیتی اور ابان روز کہتا
"اسے بھی تو کہیں نا کہ میرا خیال رکھے۔"

تو حمیدہ ہنس کر ہمیشہ ہی کہتی "تین سال ہو گئے تمہاری شادی کو۔۔۔دیکھ لیا ہے

میں نے تم پر مرتی ہے اپنا گھر بار سہولیات اور عیاشی سب چھوڑ کر بھی نہ شکوہ، نہ گلہ اور نہ فرمائش کرے اسے کسی کی نصیحیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔۔بہت خوش قسمت ہو تم کہ خدا نے تمہارے نصیب میں مناہل لکھی۔"

ابان نے حمیدہ کو مخاطب کیا"امی کیا نور؟"

حمیدہ نے اسے چپ کروا دیا یہ کہتے ہوئے"ابان کچھ مت کہو۔وہ اب عشق مجازی کی حد سے نکل کر عشق حیقیقی میں داخل ہو گئی ہے۔اسے کھوجنے دو جو وہ کھوج رہی ہے۔اسے اس کے حال میں رہنے دو۔اس کی دنیا اب بہت الگ ہے۔ہمارے لئے یہی بہت ہے کہ وہ زندہ ہے ہمارے درمیان ہے اور ابان بیٹا اسے تو اللہ تعالی نے بہت پہلے عشق حیقیقی کے لئے منتخب کیا تھا جب وہ چھوٹی سی جیوتی تھی تو اللہ کو تلاش کرنے نکلی تھی۔بس اس کا سفر لمبا تھا۔منزل نہیں بدلی اس کی۔۔۔بس راستہ بہت کٹھن چنا ہے اس نے۔۔۔اپنی بہن کے حق میں دعا کیا کرو کہ اللہ تعالی اسے کامیاب کر دے۔"

ابان خاموش ہو گیا۔نور نے فجر کی نماز پڑھی اور حسب معمول تابش کے نام غزل لکھی۔۔۔

عشق میں لکھی ہوئی کتابوں کا کیا کروں
پھر کتابوں میں لکھے گئے خوابوں کا کیا کروں
اسے کچھ خط لکھے تھے جو بھیجے نہ گئے مجھ سے
اس کہانی میں خط کے خالی لفافوں کا کیا کروں
میں تیری جدائی کو سمیٹ لوں اپنی خاموشی میں مگر
جو چیختی ہیں شعر میں ان آوازوں کا کیا کروں
رب تو اسے جنت بخشنا تجھ سے رابطہ تو ہے اس کا
جب دل ہی نہیں صاف تو میں نمازوں کا کیا کروں
تیرے بعد نظریں کسی کو حسین تسلیم نہیں کرتیں
میں اب ان آنکھوں سے دیکھے خوابوں کا کیا کروں
فاطمہ کی شاعری اسی کے خیالوں کو بیان کرتی ہے

www.novelsclubb.com

جب وہ ہی نہیں سنتا تو اس شاعری کا کیا کروں

(از قلم فاطمہ ملک)

غزل لکھ کر نور کچھ دیر آرام کرنے لیٹ گئ۔شام کو ابان اور مناہل جا رہے تھے اس لئے ایک دن پہلے سے رخشندہ اور فرخندہ بھی بچوں سمیت آ گئیں تھیں۔

نور نے ابان کو میسج کیا "بھائی جب بھی آپ جاگیں تو میری بات سن لیں کچھ ضروری بات کرنی ہے آپ سے"

ابان جب اٹھا تو نور کا میسج دیکھ کر سمجھ گیا کہ اسے اکیلے میں بات کرنی ہے وہ سیدھا اس کے کمرے میں آیا۔نور قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔

ابان آیا تو جو سورت پڑھ رہی تھی رکوع تک پہنچنے پر قرآن پاک بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔دعا مانگ کر اٹھی اور ابان کے سامنے بیڈ پر بیٹھ کر بولی "بھائی میں نے ایک دو کالجز میں جاب اپلائی کی تھی مجھے گورنمنٹ گرلز کالج سے آفر لیٹر آگیا ہے۔

آپ وہاں جا کر خرچے کے پیسے بھیجنے کی فکر مت کرنا۔"

نور کی بات سن ابان کا دل کیا نور کو زوردار ایک تھپڑ لگا دے۔ابان زندگی میں کبھی

نور یا گھر میں کسی بھی اور سے اونچی آواز میں نہیں بولا تھا مگر آج بہت زور سے چلایا

اس کے چلانے کی آواز پر ساری بہنیں اور مناہل بھی آگئیں "کیا بکواس ہے۔ یہ تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہارا خرچہ بوجھ ہے مجھ پر۔۔۔ نور تم جانتی ہو بہت اچھے سے ۔۔۔ تمہارے لئے میں ساری دنیا سے لڑ سکتا ہوں۔۔۔ تمہیں گود میں اٹھا کر پالا ہے۔۔۔ رات کو جاگ جاگ کر دودھ پلاتا تھا۔۔۔ تمہارے ملنے کے بعد میں یہ بھول گیا تھا کہ پانچ سال کا بچہ ہوں میں ماں بن گیا تھا۔ جس پہلی رات تم روئی تھی اور میری آنکھ کھلی تھی اس رات طے کیا تھا کہ زندگی چھوڑ دوں گا مگر تمہاری آنکھ میں آنسو نہیں آنے دوں گا۔ خود پر غصہ آتا ہے کہ کیسے لاعلم رہا تمہاری ذہنی اور دلی کیفیت سے۔۔۔ میں خود کو تمہاری ماں سمجھنے لگا تھا کیونکہ تم ہمیشہ مجھ سے اپنا درد شئیر کرتی تھی ماں تو ہمیشہ باخبر رہتی ہے بچوں کے ہر درد سے۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ میرے بچے ہو گئے تو تم میری بچی نہیں رہو گی۔ نور تم میری بیٹی ہو۔۔۔ میری بیٹی۔۔۔ تمہارا خرچہ بوجھ ہے مجھ پر کیسے سوچ لیا۔۔۔ تم تو میری جان مانگنے کا

حق رکھتی ہو۔۔۔تم ہی ہو جس نے مجھے میری ماں میری بہنوں سے ملوایا۔تم سے میری دنیا شروع ہو کر تم پر ختم ہوتی ہے۔"

نور خاموش آنکھوں سے رونا سیکھ چکی تھی بس نظریں جھکائے بیٹھی رہی۔حمیدہ اس کے برابر بیٹھی تھی جبکہ باقی سب کھڑے تھے۔

ابان کچھ سیکنڈ رکا پھر دوبارہ بات شروع کرتے ہوئے بولا "تم نے جو راستہ چنا ہے میں اس کے بھی خلاف ہوں مگر صرف اور صرف تمہاری خوشی کی خاطر خاموش رہا۔۔۔اب بس نور تمہاری خاموشی تمہیں کھا جائے گی۔"

ابان کیا کیا کہہ رہا تھا وہ خود نہیں جانتا تھا بس کہے جا رہا تھا اور روئے جا رہا تھا۔مناہل سوچ رہی تھی "کاش تابش یہ سب نہ کرتا تو آج یہ گھر ایسے اداس نہ ہوتا۔کاش تابش کو نور کے وفادار ہونے پر یقین ہوتا۔کاش تابش جان جاتا ہر عورت بے وفا نہیں ہوتی اور ہر مرد وفادار نہیں ہوتا۔"

ابان چپ ہوا تو حمیدہ بولی "نور بیٹا تم جاب کر سکتی ہو تمہیں اجازت ہے مگر تمہارا مقصد صرف بچوں کو تعلیم دینا ہو"

پھر ابان کی طرف دیکھتے ہوئے حمیدہ بولی "ابان میری جان یہ کونسا طریقہ ہے چھوٹی بہن سے بات کرنے کا۔اس نے تمہیں اکیلے میں بلایا تھا تو ایسے بات کرتے کہ گھر میں کسی تیسرے کو پتا نہ چلے۔۔مجھے بھی نہیں مگر تمہارے چلانے سے سب جان گئے ساری بات۔دوسری بات بیٹا نور نے جو بھی کہا غلط یا صحیح اس پر اتنا غصہ۔۔۔ایسے تو تمہارا بلڈ پریشر بھی بڑھے گا اور نور کی بھی طبیعت خراب ہو گی۔ چلو اٹھو ابان بہن کو پیار دو چلو شاباش"

رخشندہ اور فرخندہ مل کر کھانا بنا رہیں تھیں۔دونوں کے شوہر کل کے چھوڑ گئے ہوئے تھے۔آج شام تک آنا تھا تا کہ ابان اور مناہل کو رخصت ہوتے مل سکیں۔

www.novelsclubb.com

ابان اور مناہل چلے گئے۔رخشندہ فرخندہ بھی گھروں کو چلی گئیں۔گھر خالی اور ویران ہو گیا۔نور اب زیادہ وقت حمیدہ کے کمرے میں رہتی۔نور کو پیر سے کالج جوائن کرنا تھا۔اسے خیال آیا کہ حمیدہ پیچھے سے بلکل اکیلی ہو گی اس نے کام والی

ماسی کی تنخواہ ڈبل کر دی کہ جب تک نور واپس نہ آئے وہ حمیدہ کے ساتھ رہے۔وہ ماسی بھی اب فیملی کا حصہ بن گئی تھی۔نور کو کالج جا کر اچھا لگا۔اسے لگا اس کے تعلیم حاصل کرنے کا یہی مقصد تھا۔واپس آتی تو حمیدہ،نور اور وہ ماسی مل کر کھانا کھاتیں۔ماسی چائے بناتی پی کر برتن دھو کر وہ گھر کو جاتی عصر تک۔زندگی یوں ہی گزرنے لگے۔واپس آنے کے بعد نور کا کام صرف اور صرف تفسیر پڑھنا اور تحقیق کرنا رہ جاتا۔اتنے سال گزرنے کے بعد بھی غزل بھیجنے کا معمول ختم نہیں ہوا تھا اس کا۔۔

ماضی کو دیکھ کر مستقبل بخشا جائے
یاپرودگار محبت والوں کو بخشا جائے
عشق میں ہارے ہوئے شخص پر جنت فرض ہو
نہیں تو کم از کم اس کا دل بخشا جائے
جا جان سے پیارے میں نے تجھے معاف کیا
میں کہوں گی خدا سے میرا قاتل بخشا جائے

www.novelsclubb.com

میں تجھ سے دور رہی اور تجھ سے کچھ نہ مانگا

بس پارسائی کی صف میں میرا باطل بخشا جائے

محبت میں مجھے سکوں اور چین درکار کر

یا تلف کا کوئی حل بخشا جائے

دل عشق میں مر گیا اب دل کو فاطمہ

سورت فاتحہ کے ساتھ قل بخشا جائے۔۔۔(فاطمہ ملک)

---

www.novelsclubb.com

میری کہانی کے اختتام سے ذرا پہلے

اے مصنف! اک بار سہی اسے میرا لکھنا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وقت تیزی سے گزرنے لگا اور مناہل ایک پیاری سی بیٹی سہیلہ "معنی چمکتا ہوا تارہ" کی ماں بن گئی۔ تین سال گزر گئے حمیدہ دن بدن بوڑھی اور کمزور ہونے لگی اور بیمار رہنے لگی۔ نور نے ابان سے کہا کہ "بہتر ہے حمیدہ کی زندگی میں آکر اسے مل جائے۔"

ابان مناہل اور سہیلہ کے ساتھ چھٹی آیا۔ ایک ماہ کی چھٹی تھی۔ سب طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں مگر افسوس کی بات یہ تھی کہ صرف حمیدہ کمزور اور بیمار نہیں رہتی تھی بلکہ نور بھی بہت کمزور ہو گئی تھی اور صدیوں کی بوڑھی نظر آنے لگی تھی۔

مناہل کے بھائی بھابی سعد کی فیملی۔۔ارتضیٰ علی سب ہی ابان اور نور سے مل کر بہت خوش تھے۔ حمیدہ کو دو دن سے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وقت کم ہے اس نے ابان سے کہا کہ "وہ جانتی ہے کہ نور کبھی یہاں سے نہیں جائے گی۔ بس ابان اس سے ہمیشہ رابطے میں رہے تا کہ مستقبل میں کاش بولنے کی نوبت نہ آئے۔"

نور حمیدہ کے ساتھ ہی سوتی تھی۔ رات حمیدہ کو الٹیاں آنے لگیں ہاسپٹل لے کر تو گئے مگر اس نے وہ راستے میں ہی دم توڑ چکی تھی۔

گھر سائیں سائیں کر رہا تھا۔ابان کو سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی نور کو تنہا چھوڑ کر کیسے جائے۔ابان نے واپسی کا ارادہ ترک کر دیا اور اس فیصلے میں مناہل اس کے ساتھ تھی مگر نور ناراض ہو گئ۔اس نے کہا "بھائی بس اگر مجھے کبھی کچھ ہو تو ایک بار پلیز ایک بار علی سے ضرور ملنا اس سے کوئی شکوہ کوئی شکایت مت کرنا بس میری الماری میں پڑی شاعری کی ساری ڈائیریاں اسے دے دینا۔یہ سب اس کی امانت ہیں مگر آپ کو میری قسم اس سے کہنا کچھ مت۔بھائی آپ مناہل اور سہیلہ کے ساتھ واپس چلیں جائیں۔میں اکیلی نہیں ہوں۔میں تو ساری رات عبادت میں گزار دیتی ہوں۔میرے آس پاس کون ہے مجھے خود خبر نہیں ہوتی تو آپ سب کیوں اپنی ہنستی بستی دنیا میری وجہ سے خراب کر رہے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

بچھڑنے کی اتنی جلدی تھی اسے

خود کو چھوڑ گیا آدھا مجھ میں

نور کو چھوڑ کر آنے سے آج تک دوبارہ تابش نے سگریٹ نہیں پیا تھا۔ طلب ہوتی جلاتا ضرور مگر اسے اپنے ہاتھ پر نور کا لمس محسوس ہوتا۔ جب نور نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ پکڑ کر بجھا دیا تھا، تو فوراً بجھا دیتا۔ تابش انگلینڈ تو چلا گیا تھا مگر وہ اپنا آپ تو وہیں نور کے پاس چھوڑ گیا تھا۔ خود کو مصروف رکھنے کے لئے دن رات میشن کی طرح کام کرتا۔ یہاں آکر وہ زیان کے گھر نہیں رکا۔ اسے اکیلے رہنے کی عادت تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا اس کی وجہ سے کسی کی زندگی ڈسرپ ہو۔ سات سال گزر چکے تھے۔ ان سات سالوں میں کوئی ایک پل یا لمحہ ایسا نہیں تھا جب وہ نور کو بھولا ہو مگر اس کے اندر کا ڈر۔۔۔ شاید اب ڈر کی جگہ گلٹ نے لے لی تھی کہ کاش مگر کیا کاش۔۔۔ کیا کاش سے وہ ماضی میں ہوئی غلطیاں سدھار سکتا تھا۔"

پہلے مناہل سے بات ہوتی تو نور کا نا پوچھ کر بھی سکون ہوتا کہ وہ نور کے ساتھ ہے۔

اب تو مناہل سے بات بھی کم کم ہوتی۔ مناہل اب دو بچوں کی ماں تھی اس کی اپنی زندگی میں بہت مصروفیت تھی۔۔۔

تابش کا اب بھی معمول تھا نور کی ڈائیری پڑھنا جبکہ اب تو ایک ایک لفظ اسے حفظ ہو چکا تھا۔ نور آج بھی روز فجر کی نماز کے بعد ایک غزل تابش کو بھیجتی۔ ابان کے بھیجے پیسے نور بینک سے لینے ہی نہیں جاتی تھی۔ اس کا خرچ ہی بہت کم تھا۔
آسائشیں زندگی کی اسے کبھی طلب ہی نہیں رہی تھی اور جو تھی وہ بھی اب ختم ہو گئی تھی۔
نور کی زندگی بہت سادہ تھی۔ نماز کے بعد محلے کے بچے سپارہ پڑھنے آجاتے۔ ان کے جانے کے بعد نور ناشتہ کر کے کالج جانے کے لئے تیار ہو جاتی۔ سپارہ پڑھاتے ہوئے وہ دوپہر کے لئے کوئی سبزی یا دال بنا کر رکھ دیتی۔ کالج سے آکر کھانے سے فارغ ہوتی تو بچے ٹیوشن پڑھنے آجاتے۔ انھیں کام سمجھا کر عصر پڑھتی اور مغرب تک سب چلے جاتے۔ مغرب کے بعد وہ اور اس کا رب ہوتے۔۔۔ وہ مغرب کے

ساتھ عبادت شروع کرتی اور رات جب تک نیند کے جھٹکے نہیں آتے عبادت کرتی رہتی۔ پھر تہجد کے لئے اٹھتی اور فجر تک عبادت کرتی۔

کہانی ختم ہوئی اور ایسے ختم ہوئی
کہ لوگ رونے لگے تالیاں بجاتے ہوئے

رخشندہ اور فرخندہ مہینے میں دو بار آتیں تاکہ نور سے مل جائیں اور ان دونوں میں نور مزے مزے کے کھانے بناتی۔ نور میں انھیں اپنی والدہ حمیدہ کی محبت کی گرمائیش ملتی۔ نور پہلے ہی ابایہ پہنتی تھی اب خوب صورت اور مہنگے ابائے کی جگہ سادہ کالے ابائے نے لے لی تھی۔ گھر میں پہننے والے کپڑوں سے بھی رنگ غائب ہونے شروع ہو گئے اور پھر وہ بلکل سفید رنگ پہننے لگی۔ جسم پر زیور نام کی دو ہی چیزیں تھیں جو اس نے پہن رکھی تھیں ایک تابش کا دیا بریسلٹ اور دوسری ابان کی پہلی تنخواہ سے لے کر دی چھوٹی چھوٹی سی بالیاں۔ وقت گزرتا گیا اور بارہ سال گزر

www.novelsclubb.com

گئے۔تابش کا دل اب کہیں نہیں لگتا تھا اکثر ہاسپٹل سے واپسی پر زیان کے گھر چلا جاتا کیوں کہ وہاں اس کے بچوں کے ساتھ وقت گزر جاتا تھا۔ارتضی علی بھی اب زیادہ وقت انگلینڈ رہتے کہ اکیلے دل نہیں لگتا تھا۔

تابش اپنی ڈیوٹی آور پورے کر کے زیان کے گھر جانے کے لئے نکل رہا تھا کہ اس کے بچوں کے ساتھ شاپنگ جانے کا پلان تھا جب اس کے کانوں میں آواز پڑی "نور ۔۔۔نور آنکھیں کھولو۔۔۔نور دیکھو میں نہیں رہ سکتا تمہارے بنا"

تابش پاگلوں کی طرح آواز کی سمت دوڑا۔اسے ایسے محسوس ہوا جیسے اس کی نور کو کچھ ہوا ہو۔پاس جا کر دیکھا اور ایک لمبی گہری سانس لی کہ شکر ہے "یہ میری نور نہیں"

مگر اندر سے ایک آواز آئی جس نے اسے جھنجھوڑ دیا "تابش علی تمہاری نور۔۔۔نور تمہاری ہوتی تو اسے یوں چھوڑ کر آئے ہوتے۔۔۔زمانے بھر کی عورتوں کی بے وفائی کا بدلہ اس سے نہ لیا ہوتا۔اعتبار کیا ہوتا اس کا۔۔اس کی محبت کا۔۔اس کے وفادار ہونے کا۔۔"

تابش کے ہاتھ پاوں پھولنے لگے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا" یہ کیا کیا میں نے۔۔۔؟"

وہ میری عمر درازی کی دعا کرتا تھا
وہ لکھاری تھا اور کہانی میں مجھے مار دیا

پھر ایک آواز آئی " جاو تابش علی اس کے پاس جاو اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔"
تابش کے اندر جنگ چلنے لگی اب پھر پہلی آواز نے حملہ کیا" واہ بھئ آج آگیا اعتبار کہ وہ آج بھی منتظر ہو گی۔۔۔اس بے نام رشتے کی جو تم توڑ آئے تھے"
آج دل دماغ پر حاوی تھا۔ جنگ دل اور دماغ کی تھی اور آج دل ہارنا نہیں چاہتا تھا۔ دماغ روکتا رہا مگر دل نہ مانا۔تابش اٹھا سیدھا ٹکٹ بک کروانے گیا۔اس کے بعد مناہل کو میسج کیا تو پتا چلا کہ وہ لوگ پاکستان گئے ہوئے ہیں۔تابش نے مناہل کو بتایا

کہ "وہ پاکستان آرہاہے نور کو اپنانے مگر نور کو یہ بات مت بتانا اس کے لئے سرپرائز ہے۔"

مناہل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔کچھ ایسا ہی وعدہ اسے نور نے دیا تھا۔مناہل ان وعدوں کو نبھاتے تھک گئ تھی۔تابش خاموش ہوا تو مناہل نے پوچھا"تابش تمہیں آگیا اعتبار نور کی وفا پر اور اگر وہ اب کسی اور کی ہو تو۔۔"

ایک لمحے کے لئے جیسے تابش کا دل بند ہو گیا مگر پھر اسی اعتماد سے بولا" مجھے یقین ہے وہ میری منتظر ہے۔" مناہل کے آنسو گال سے نیچے تھے کیونکہ وہ جانتی تھی نور کس کرب سے گزر رہی ہے۔کون سا لمحہ اس کی زندگی کا آخری ہو کوئی نہیں جانتا تھا۔پچھلے کئ دنوں سے اس کے سر کا درد اسے ایک پل کا چین نہیں لینے دے رہا تھا۔نور کی طبیعت کی وجہ سے ہی ابان اور مناہل بچوں کے ساتھ پاکستان آئے تھے۔رات کے دو بج رہے تھے،سب سوئے ہوئے تھے۔مگر نور کی نیند تو جیسے کہیں کھو گئ تھی۔پچھلے کئ دنوں سے یہی معمول تھا کہ سب کے سامنے وقت پر سونے والی یہ نور جیسے اسی انتظار میں ہوتی کہ سب سوئیں تو اٹھ کر وہ خود سے ملے

مگر کئی دنوں سے بہت کوشش کے باوجود اس کی خود سے ملاقات نہیں ہو پا رہی تھی۔ نور نے ڈائری نکالی اور لکھنا شروع کیا۔۔۔

جب بات آئی ماضی کی تلخیوں کی
حال بھی میں وہیں چھوڑ آئی
مجھے راستے عزیز تھے۔۔۔!!
میں منزلوں سے قدم موڑ آئی
بھری دھوپ میں جو ساتھ تھے
سر شام ہی میں وہ سائے چھوڑ آئی
سناٹے مجھ سے پوچھنے لگے؟؟
فاطمہ تم آوازیں کہاں چھوڑ آئی؟؟
اس نے بھری محفل میں میری طرف اشارہ کر کے کہا
تم۔۔۔ تم کون ہو۔۔ جانتا پہچانتا نہیں میں۔۔۔۔
اس نے غیر پکارا تو میں۔۔۔۔

اپنا سارا وجود وہیں چھوڑ آئی

(از قلم فاطمہ ملک)

جس کہانی کو بڑے شوق سے پڑھتے ہو نا تم

اس کہانی کے تو آخر پہ مر جاتی ہوں میں

کبھی کبھی اس کا دل کرتا کہ دل کی ہر بات اپنی ڈائیری میں لکھ دے۔اپنے احساسات کو لفظوں میں ڈھال دے۔ مگر پھر ایک انجانہ سا خوف اس کے دل کو گھیر لیتا اور وہ سوچنے لگتی کہ کیوں دل کا حال انسانوں کو سنائے جبکہ اس کا رب اس کے دل کے حال سے واقف ہے تو اسے کسی بھی اور کے لئے کچھ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

www.novelsclubb.com

ڈائیری کا صفحہ موڑ کر نورا اٹھی اور اپنے کمرے کی کھڑی سے باہر دیکھنے لگی۔ شیشے پر پڑی دھند پر انگلی سے لاشعوری طور پر ٹیرھی آڑھی لکیریں کھینچتی سوچ رہی تھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جانے علی اس کے آخری لمحات میں اس کے پاس ہو گا یا نہیں پھر خود ہی اس خیال کو رد کرتی اور خود سے کہتی کہ وہ جہاں بھی ہو بس سدا خوش رہے۔"

وہ خود میں ٹوٹ پھوٹ اور بہت بے چینی محسوس کرنے لگی تھی۔ خود سے باتیں کرتے کرتے اسے محسوس ہوا کہ یہ درد اسے اندر ہی اندر کھانے لگا ہے۔ بے چینی اتنی بڑھ گی کہ نور روتے روتے سجدے میں گر گئ۔ گزرتے وقت سے بے خبر وہ اسی طرح اللہ تعالی کو پکارتی روتی رہی کہ کہیں دور سے فجر کی اذان کی آواز آنے لگی۔ اس نے اپنا گھٹنوں پر رکھا ہوا سر اٹھایا تو نا صرف اس کا چہرہ بلکہ کپڑے بھی آنسوؤں سے بھیگ گئے تھے اور آنکھیں سوجھ گئیں تھیں۔ وہ آنکھیں جن میں کبھی زندگی کھیلتی تھی، آج وہاں ویرانی کا پہرا تھا۔

www.novelsclubb.com

نور کو ذہنی سکون کی ضرورت تھی، مگر اس کے نصیب میں سکون تو لکھا ہی نہیں تھا۔ اس نے دوپٹے سے اپنا چہرہ صاف کیا۔ اٹھی، وضو کیا اور نماز پڑھنے لگی۔ اس کی نمازیں پچھلے کئ برسوں میں بہت لمبی ہو گئ تھیں۔ وہ سجدے میں جا کر جیسے اٹھنا ہی

بھول جاتی تھی۔ رات بھر جاگنے اور رونے کی وجہ سے نور کا سر چکرا رہا تھا۔ نور نے علی کو غزل لکھ کر بھیجنے کے لئے اس کا واٹس ایپ کھولا تو اس کے سارے میسج پر ڈبل ٹک لگ چکا تھا۔ اس کے میسج علی دیکھ چکا تھا۔ بارہ سال بعد نور جاگنا چاہتی تھی اس کے ریپلائی کا انتظار کرنا چاہتی تھی مگر بہت کوشش کے باوجود وہ مزید نہ جاگ سکی۔ وہ بہت اطمینان سے اپنے بستر پر آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔ آج اس کی ڈائیری کا صفحہ عمر بھر کے لئے خالی رہ گیا۔ کیونکہ جس سکون کی تلاش اسے پچھلے کئی سالوں سے تھی، آج اسے موت کی صورت میں مل گیا۔

ڈائیری کے آخری صفحہ پر صرف اتنا لکھ پائی نور۔۔۔۔

"(ایک سفید ہوتا بدن، ایک لامتناہی انتظار اور ایک منتظر سماعت اور ان سب کے گواہ۔۔۔ایک بند اور خاموش در۔۔۔)

علی میں نے بے وفائی نہیں کی بس زندگی میری ساتھ وفا نہیں کر پائی، ممکن ہو تو یہ تھوڑی سی بے وفائی معاف کر دینا۔"

www.novelsclubb.com

اپنا کردار میں نے مار ڈالا
ختم کرنی تھی کہانی آخر

آبان جب سے پاکستان آیا تھا اسے حمیدہ کی کمی محسوس نہیں ہوتی تھی کیونکہ نور حمیدہ کے انداز میں صبح صبح نماز سے فارغ ہو کر تخت نما بستر جو کہ صحن میں تھا اس پر بیٹھ کر بچوں کو قرآن پاک پڑھاتی تھی۔ آج جمعہ تھا۔ جمعہ اور اتوار کو بچے شام میں آتے تھے مگر نور پھر بھی تخت پر بیٹھی کوئی نہ کوئی دینی کتاب پڑھتی پائی جاتی۔ صبح کے دس بج رہے تھے مناہل اور بچے حسب عادت سو رہے تھے آبان اٹھ کر صحن میں آیا تو نور وہاں نہیں تھی۔ ابان نے مناہل کو آواز دی "مناہل۔۔۔ مناہل" اتنے زور زور سے چلایا کہ مناہل اور بچے اٹھ گئے۔ نور کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور نور سکون سے بستر پر سو رہی تھی۔ ابان بے جان سا اس کے پاس بیٹھا تھا۔ مناہل زمین پر گر سی گئی۔ آج اس کی دوست، اس کی بہن دنیا سے چلی گئی۔ سہیلہ اور

www.novelsclubb.com

ارحمش پوچھ رہے تھے "ماما پھوپھو کو کیا ہوا۔۔۔ماما بابا کیوں رو رہے ہیں؟"
مناہل خاموش نظروں سے ماضی کو سوچ رہی تھی۔

ارد گرد محلے والوں کو خبر ہوئی تو رخشندہ فرخندہ کو کال کر کے بلایا۔سعد بھی اپنی فیملی کے ساتھ پہنچ گیا۔ابان میں دوسری بار ماں دفنانے کی ہمت نہیں تھی۔حمیدہ کے جانے کے بعد نور نور نہیں رہی تھی وہ سب کی ماں بن گئی تھی۔وہ حمیدہ کی ساری ذمہ داریوں کو پوری خوش اسلوبی سے نبھا رہی تھی۔بڑی بہنوں کے سسرال اور بھائی کی ہر پریشانی کا حل اس کے پاس ویسے ہی ہوتا تھا جیسے حمیدہ کے پاس ہوتا تھا۔کفن دفن اور تدفین کی تیاریاں مکمل ہونے کے بعد سعد نے جنازہ لے کر جانے کی اجازت مانگی تو مناہل نے روک دیا۔ابان مناہل کی اس حرکت پر چونک گیا۔سعد نے وجہ پوچھی تو بولی "تابش آرہا ہے۔۔وہ نور کو اپنانے آیا ہے۔ ائیر پورٹ پہنچ چکا ہے۔سیدھا یہیں آئے گا۔پلیز اس کا انتظار کر لو"
آبان اپنی پوری طاقت سے چلایا "اب کیا لینے آیا ہے،اسے منع کر دو مت آئے یہاں۔۔۔قاتل ہے وہ میری بہن کا"

مناہل جو مسلسل رو رہی تھی ابان کو سمجھاتے ہوئے بولی "آپ بھول گئے نور کی خواہش۔۔اس کا آپ سے لیا وعدہ۔۔۔تابش کو یہ حق نور نے دیا ہے اور اسے آج یہاں اللہ تعالی نے بھیجا ہے۔پلیز اس کا انتظار کر لیں۔میری بات مان لیں۔نور کی خواہش تھی کہ ایک بار ہی سہی تابش سے مل لے۔آج اس ملاقات میں روکاٹ مت بنیں۔اپنی بہن سے کیا وعدہ یاد کریں"

آبان کو ایک ایک لفظ یاد تھا نور کی بات کا۔نور اپنے پورے ہوش و حواس میں ابان سے وعدہ لے چکی تھی کہ "علی کو کبھی کچھ نہ کہے اور اس کی ساری ڈائیریاں جب بھی تابش آئے اسے دے دے۔"

تابش پہنچا تو گھر کے باہر رش دیکھ کر ڈر گیا۔اسے سمجھ نہیں آئی اتنے لوگ کیوں جمع ہیں۔دل نے کہا کہ "نور کو کچھ ہوا ہے مگر اس نے دل کی آواز کو جھٹک دیا۔۔۔نور کو کچھ نہیں ہو سکتا۔اس کی نور کو کچھ نہیں ہو سکتا۔"

اندر داخل ہوا تو سامنے سعد اور آبان کھڑے نظر آئے اور نیچے جنازہ پڑا تھا۔سعد

www.novelsclubb.com

روتے ہوئے بولا "یار تابش بہت دیر کر دی تم نے آنے میں۔۔۔یار بے وفائی کی سزا تو سنی تھی کیا وفا کی بھی سزا ہوتی ہے"

نور کو میت کی شکل میں دیکھ کر تابش وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ چلا چلا کر رو رہا تھا نور کو پکار رہا تھا مگر جانے والے کب واپس آتے ہیں۔ صبح کی موت تھی اور شام ہو گئی تھی اور کتنا رکھتے نور کو گھر۔۔۔دستور دنیا ہے کہ دفنانا ضروری ہے۔ڈولی میں بیٹھا کر لے جانے آیا تھا تابش اور جنازے کو کندھا دے کر قبرستان لے گیا۔

تابش واپسی پر باہر سے جانے لگا تو ابان نے آواز دی "تابش علی جتنی نفرت مجھے تم سے ہے تم تصور بھی نہیں کر سکتے مگر تم سے جتنی بھی نفرت کر لوں وہ اس محبت سے بہت کم ہے جو مجھے میری بہن سے تھی اور اس کی خواہش تھی کہ اس کی ساری ڈائیریاں بلکہ سارا سامان بنا کھولے تمہارے حوالے کر دیں جائے"

www.novelsclubb.com

اب نکلوں کا تیری آنکھوں سے درد بن کے

لوگ تیرے آنسووں میں میری میت دیکھیں گے

تابش رک گیا۔۔۔آبان نے سعد سے کہا کہ تابش کو نور کے کمرے میں لے جاو۔۔ کیونکہ میری بہن کی یہی خواہش تھی کہ اس کی ہر چیز تابش کے حوالے کر دی جائے۔۔تم اس کی ڈائیریاں باکس میں بند کرواوراس کے حوالے کر دو۔۔۔

سعد "جی اچھا" کہتا ہوا آگے آگے چل دیا جبکہ تابش ی بے جان قدم اٹھائے اس کے پیچھے سیکنڈوں کے فاصلے کو صدیوں میں طے کرتا ہوا نور کے کمرے میں پہنچا

۔۔

نور جو زندگی سے بھرپور، ہنستی مسکراتی، کھلتی، چہچہاتی لڑکی تھی آج اس کے کمرے کی حالت بتا رہی تھی کہ علی کے جانے کے بعد وہ محض ایک زندہ لاش بن گئی تھی ۔۔کمرے میں پینٹنگز کی جگہ ہر طرف اسلامی کتب تھیں اور کچھ اطراف میں لگے شیلف میں بہت سی ڈائیریاں بو یقیناً نور کی لکھی نظموں اور غزلوں کی تھیں۔

سعد تو گتے کے کارٹون میں نور کی ڈائیریاں بند کرنے میں مصروف ہو گیا مگر تابش وہاں موجود چیزوں میں نور کو محسوس کرنے لگے۔۔۔میز پر ایک قرآن پاک رکھا تھا اور ساتھ میں ایک ڈائیری جس کا ایک صفحہ مڑا تھا۔اس کے علاوہ وہ بریسلٹ جو دفنانے سے قبل نور کے بازو سے اتارا تھا۔

اس نے ڈائیری کا وہ مڑا صفحہ کھول کر دیکھا تو آخری تحریر تھی۔۔۔

"(ایک سفید ہوتا بدن،ایک لا متناہی انتظار اور ایک منتظر سماعت اور ان سب کے گواہ۔۔۔ایک بند اور خاموش در۔۔) علی میں نے بے وفائی نہیں کی بس زندگی میری ساتھ وفا نہیں کر پائی ممکن ہو تو یہ تھوڑی سی بے وفائی معاف کر دینا"

تابش علی کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔اس نے ڈائری واپس میز پر رکھ دی اور قرآن پاک کو کھولا۔۔جس پر بڑی خوبصورتی سے نور کا نام لکھا تھا۔۔وہ وہیں زمین پر بیٹھ گیا اور قرآن پاک کے اوراق پلٹنے لگا۔اس کی نظر قرآن پاک کی سورہ بقرہ کی آیات نمبر پر پڑی جس کا ترجمہ ہے۔۔

www.novelsclubb.com

"(الم ۔۔۔وہ بلند مرتبہ کتاب جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔۔۔اس میں ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔۔۔جو لوگ بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔۔۔وہ لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں"

اس کے بعد تابش علی کے جسم میں نہ تو جان رہی اور اتنی سکت کہ وہ وہاں سے اٹھ پاتا۔۔وہ وہیں زمین پر ڈھیر ہو گیا۔۔ پچھتاوں نے اسے زندہ در گور کر دیا۔۔

ختم شد

انتساب

www.novelsclubb.com

ہر اس انسان کے نام جو اپنے رب سے جڑ جانا چاہتا ہے ۔۔۔جو رب سے ملنا تو چاہتا ہے مگر دنیاوی داری کی بھیڑ میں خود کو کھو بیٹھا ہے۔۔دن کی شروعات کلام پاک سے کریں یقین جانیں صبح کی پڑھی چند آیات ہی دن بھر آپ کی رہنمائی کرنے اور آپ ذہنی تھکن سے نجات دلانے کا باعث بنیں گی۔۔انشاءاللہ تعالی

پیش لفظ

سب تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے ہیں جس نے انسان کو باشعور پیدا کیا۔۔ اچھے اور برے میں فرق کرنا سیکھایا اور ہر قدم پر رہنمائی کے قرآن پاک کے ساتھ ساتھ سیرت نبی صلہ وعلیہ والیہ وسلم موجود ہے۔۔

الحمداللہ میں اب تک بہت سے ناول لکھ چکی ہوں مگر ایک اچھے پلیٹ فارم سے شائع ہونے والا یہ میرا تیسرا ناول ہے۔۔ پہلے وراثت نام سے میری بک پبلش ہوئی ۔۔جس میں دو ناول موجود تھے (وراثت اور پس آئینہ)

میری کوشش ہوتی ہے کہ میں ناولز کے ذریعے معاشرے میں بکھرے بگاڑ کو بدل

سکوں۔۔۔میں جانتی ہوں کہ یہ میری اکیلی کے اختیار میں نہیں۔۔۔ مگر میں بارش کا پہلا قطرہ بننے کی کوشش میں ہوں۔۔ ممکن ہے پیاسی زمین کو دیکھ کر آسمان پر موجود اور قطرے بھی ہمت کریں اس زمین کی پیاس بجھانے اور اس طرح ہم بہت سے قطرے انسانیت کو بچانے کی چھوٹی سی کوشش میں کامیاب ہو جائیں

۔۔۔۔

www.novelsclubb.com